وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً

لِلّٰہ الحمد والمنۃ کہ درین خجستہ ترین ازمنہ کتاب مستطاب فرخندہ اولی الالباب معدن جواہر بہا

رسالہ

الدرۃ البیضاء

فی تحقیق

صداق فاطمۃ الزہراء

تالیف لطیف و ترصیف شریف

حضرت امام الائمہ مقتدی الامۃ بدر الطریقت شمس افق التحقیق نادرۃ العصر والزمان والتاج المرصع علی رؤس الاقران

العلامۃ الفہامۃ الاشہر مولانا حافظ شاہ علی انور قلندر ابرحت شموس علومہ بارقۃ الی یوم الحشر

حسب فرمایش

مریدِ صادق الاعتقاد و معتقد واثق الانقیاد ثمر ریاض حشمت و عزت نورس باغ نصرت و عظمت

مقبولِ بارگاہ لم یزلی چودھری محمد فتح علی رئیس قصبہ سندیلہ ضلع ہردوئی

باہتمام شیخ قادر بخش

در اصح المطابع بھوبی ٹولہ شہر لکھنؤ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الخالق الکریم الفتاح باری النسم وفالق الاصباح الذی ھو نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح ابدع الخلق واودع فی اجساد الارواح وجعل لہ السمع والبصر والفؤاد لیرتاحوا حق الارتیاح والصلوٰۃ والسلام علی من سن لنا النکاح وحرم السفاح ھو سیدنا ومولانا محمد صاحب العلم والسیف والسلاح ومصلح الدین حق الاصلاح وعلی آلہ واصحابہ الہادین الی طرق الصلاح والفلاح اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیھم ما ھبت الریاح ودبت الاشباح وتعاقب الغدو والرواح اما بعد جاننا چاہیے کہ اللہ تعالی نے نفس انسانی مین دو قوتین رکھی ہین ملکی و نفسانی- اول سے اُسکا میلان اخلاق محمودہ کی طرف ہوتا ہے- اور دوسری سے اخلاق مذمومہ کی جانب چنانچہ باوقات مختلفہ اُن اخلاق کا ظہور اُس سے ہوتا ہے اس سے یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ امور مذمومہ کا صدور بیجا نہین ہے- یا یہ کہ کیون ایسے امور کا سرزد ہونا بیجا خیال کیا جاتا ہے بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ سب اس وجہ سے رکھے گئے ہین کہ انسان اس امر کی کوشش کرے کہ مذمومہ امور کو محمودہ کر دے تاکہ جو مراتب و درجات انسانیت

ہین اُن پر فائز ہو جاے اور مراتب تکلیف جو مقتضیات تخلیق ہین ظہور پذیر ہون اور کسی امر
مین اُس سے ایام جاہلیت کے موافق امور سر زد نہ ہون اسی وجہ سے حضرت شارع علیہ السلام
انے ہر امر کے لیے خواہ وہ جزئی امر کیون نہو ایک طریقہ مدوّن کر دیا اور خطبۂ حجۃ الوداع مین فرما دیا
کہ یا ایھا الناس انی ترکت فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ وعترتی ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا[1]
بعدی تا آخر۔ اور اصول فن تدبیر منزل تمام فرقون مین خواہ وہ عربی ہون یا عجمی مسلمہ مین اختلاف
جو کچھ تھا وہ طریقون اور صورتون مین تھا۔ اسی وجہ سے حضرت سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی بعثت عرب مین واقع ہوئی اور حکمت الٰہی اس امر کی مقتضی ہوئی کہ تمام عالم
مین کلمۃ اللہ کا اعلان اس طور پر ہو کہ وہی سب دینون پر غالب ہو جائے اور اسی کی موافقت
کرنے سے سابقہ عادات چھوٹ جائین چنانچہ منجملہ سنن نبویہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک خاص سنت
نکاح بھی ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ تناکحوا تکثروا فانی اباھی بکم الامم یوم[2]
القیامۃ حتی بالسقط یا دوسری حدیث ہے کہ تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر
بکم الامم یوم القیامۃ یا من تزوج فقد احرز شطر دینہ[3] بعض علماے دین نے اسی
وجہ سے فضیلت نکاح مین یہان تک مبالغہ کیا ہے کہ اوس کو عبادت الٰہی سے بہتر جانا ہے
جیسا کہ صاحب دُرِّ مختار لکھتے ہین کہ لیس لنا عبادۃ شرعت من عھد آدم علیہ السلام
الی الآن تستمر فی الجنۃ الا النکاح والایمان یعنی کوئی عبادت مسلمانون کے لیے ایسی
نہین ہے جو مشروع رہی ہو زمانہ آدم علیہ السلام سے اب تک پھر بہشت مین قائم رہے بجز نکاح
اور ایمان کے کہ یہ عبادت دائمی ہین لہذا اسی لحاظ سے بندۂ احقر اصغر افراد بشر علی انور ابن قدوۃ

[1] اے لوگو مین تم مین چھوڑتا ہون دو وسیلہ مضبوط اول قرآن مجید دوسرے اپنی اولاد۔ جبتک تم اُنکے طریقے پر چلوگے اوس وقت تک میرے بعد ہرگز گمراہ نہین ہوگے ۱۲ منہ [2] نکاح کرو تاکہ بکثرت اولاد ہو اور مین فخر کرونگا اونہون پر قیامت کے دن یہانتک کہ بچہ ناتمام پر بھی ۱۲ منہ [3] نکاح کرو بہت دوست رکھنے والی اور بچے پیدا کرنیوالی عورتون سے تاکہ میری امت بہت ہوجاے قیامت کے دن ۱۲ منہ [4] جس نے نکاح کیا اوس نے نصف دین کو جمع کر لیا ۱۲ منہ

علماے علام و آسوۂ کملا و عظام فخر المتقدمین سند المتاخرین حضرت مولانا و مقتدانا شاہ علی اکبر قلندر قدس اللہ سرہ الاطہر کو اس زمانہ ماہ ذی الحجہ سنہ تیرہ سو بائیس ۱۳۲۲ ہجری مین یہ خیال پیدا ہوا کہ ایک رسالہ اس طور سے تالیف کرے کہ جس مین علاوہ معانی لغوی و فوائد و آفات نکاح وغیرہا کے تحقیق تعداد مہر حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مع تحقیق اس امر کے کہ حساب مروجہ حال سے تعداد صحیح اوس کی کیا ہوتی ہے و کیفیت نکاح نیز اوا امور جو اوس کے متعلقات سے ہین تحریر کرے چنانچہ ان سب امور کو کتب معتبرہ حدیث و سیر و فقہ سے انتخاب کر کے یکجا کیا اور نام اس رسالہ کا **الدرۃ البیضاء فی تحقیق صداق فاطمۃ الزہرا** رکھا اللہ تعالےٰ اس کو اپنے فضل و کرم سے مقبول فرمائے اور فقیر کے لیے ذریعہ حصول نعمات دارین وسبب نجات اُخروی کرے ناظرین انصاف آئین واقفین شرع مبین کی خدمت مین التماس ہے کہ اگر اس رسالہ کے مطالعہ سے حظ اوٹھائین تو فقیر کو دعاے حسن خاتمت و سلامتی ایمان سے فراموش نہ کرین اور اگر کوئی غلطی پائین تو کتب معتبرہ سے تحقیق کر کے اصلاح کر دین اور عیب جوئی و غیبت سے باز رہین اور یہ رسالہ مرتب ہے ایک مقدمہ اور آٹھ وصلون اور ایک خاتمہ پر مقدمہ نکاح کے معانی لغوی اور اصطلاحی اور غایت و فوائد نکاح کے بیان مین وصل اوّل مہر کے مسنون کے بیان مین وصل دوم تحقیق مہر فاطمی مین وصل سوم تحقیق نصاب و درہم و دینار وغیرہ کے بیان مین وصل چہارم درہم کی مقدار کے بیان مین وصل پنجم نکاح کے ظاہر کرنے اور شہرت دینے کے بیان مین وصل ششم انعقاد نکاح اور دعاے تہنیت کے بیان مین وصل ہفتم شکر اور چھوہارے اور بادام لٹانے کے بیان مین وصل ہشتم ولیمہ و دعوت اور اوس کے مصالح کے بیان مین خاتمہ ازواج مطہرات و بنات مقدسات کے حالات مین

مقدمہ نکاح کے معانی لغوی اور اصطلاحی اور غایت و فوائد کے بیان مین

امام نووی شرح صحیح مسلم مطبوعۂ مطبع احمدی دہلی کے صفحہ ۴۴۲ مین لکھتے ہین کہ نکاح کے معنی ملنے
اور ملانے کے ہین اور اکثر عقد و جماع کے معنی مین بھی آیا ہے امام ابو الحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری
کہتے ہین کہ ازہری کا قول ہے کہ کلام عرب مین اصل نکاح کے معنی وطی کے ہین اور بعضے تزویج کو
نکاح کہتے ہین کیونکہ تزویج سبب جماع کا ہے جیسے کہتے ہین نکح المطر الارض[1] و نکح النعاس عینہ
اصابہا واحدی کہتے ہین کہ ابو القاسم زجاجی کا قول ہے کہ لفظ نکاح کا اطلاق کلام عرب مین
وطی اور عقد دونون پر آتا ہی اور کلام عرب مین ن ک ح اسی ترتیب پر رکھا گیا ہے واسطے لزوم شئ کے
دوسری شے سے کہ جس مین شئ اولی سوار ہے تو جب وہ لوگ نکح[2] فلان فلانۃ ینکحہا نکحًا و
نکاحًا کہتے ہین تو اوس سے تزوج عورت مراد لیتے ہین ابو علی فارسی نے ان دونون مین ایک
فرق باریک نکالا ہے وہ یہ کہ جب عرب کہتے ہین نکح فلانۃ او بنت فلان تو اوس سے مراد لیتے
ہین کہ عقد کیا فلان مرد نے فلانی عورت یا فلان کی بیٹی سے اور جب نکح امرأتہ او زوجتہ کہتے
ہین تو اوسکے یہ معنی ہوتے ہین کہ جماع کیا فلان مرد نے اپنی عورت سے اس لیے کہ اپنی عورت کا
قرینہ دلالت کرتا ہے کہ یہان عقد مراد نہین ہے بلکہ جماع ہی مراد ہے فرا کہتے ہین کہ عرب کا مقولہ ہے
نکح[3] المرأۃ بضم النون بضعہا اور کسرہ ہے کہ ناکحہا کہا جاے جیسا کہ باضعہا کہا جاتا ہے یہ واحدی
کے کلام کا آخری جملہ ہے اور ابن فارس اور جوہری وغیرہما جو اہل لغت سے ہین کہتے ہین کہ نکاح
کے معنے وطی کے ہین اور کبھی عقد کے بھی ہوتے ہین جیسا کہ کہا جاتا ہے نکحتہا و نکحت ھی یعنی
نکاح کیا مین نے اوس عورت سے اور نکاح کیا اوس عورت نے یعنی نکاح کر دیا مین نے اور بیاہ دیا مینے

[1] پہونچا پانی زمین پر اور غلبہ کیا نیند نے اوس کی آنکھ پر ۱۲ منہ [2] نکاح کیا فلان مرد نے فلانی عورت سے
اور نکاح کرتا ہے اوس سے بہت یعنی جلد ۱۲ منہ [3] مرد کا عورت سے یعنی جماع کیا اوس سے ۱۲ منہ

اوسکی عورت کو اور یون بھی کہتے ہین وھی نلکح یعنی وہ عورت نکاح کرنے والی ہے یعنی صاحب زوج
اور خاوند والی ہے اور استنکحھا یعنی طلب نکاح کی اوس مرد نے اوس عورت سے یعنی بیاہ کیا اوسکے
ساتھ یہ کلام اہل لغت کا ہے اور فقہا کی اصطلاح مین نکاح کے معنی مین تین قول ہین ایک جماعت
کا قول ہے کہ نکاح کے معنی حقیقی عقد کے ہین اور مجازی جماع کے چنانچہ اس قول کو قاضی حسین نے
جو شافعی ہین اپنے حاشیہ مین نقل کیا ہے اور اس قول کی صحت یون ہے کہ نکاح کے معنی حقیقی
عقد کے ہین اور مجازی وطی کے اور اسی قول کی تصحیح قاضی ابو الطیب نے بھی کی ہے اور اسکے
استدلال مین بہت بحث لکھی ہے اور اسی کو متولی وغیرہ نے قطعی جانا ہے اور قرآن مجید و احادیث
مین بھی یون ہی وارد ہوا ہے دوسرا قول یہ ہے کہ نکاح کے معنی حقیقی جماع کے ہین اور معنی مجازی عقد
کے یہ قول امام ابو حنیفہ صاحب کا ہے تیسرا قول یہ ہے کہ دونون معنی ہین یعنی لفظ نکاح مشترک ہے
دونون معنون وطی اور عقد مین واللہ اعلم انتہے اور اسی کے قریب قریب علامہ زرقانی نے بھی شرح
موطا امام مالک مین تحقیق کی ہے اور سراج الوہاج مین لکھا ہے کہ نکاح بکسر نون مصدر ہے نکح کا
باب ضرب اور منع سے اسکے لغوی معنون مین علما مختلف ہین اکثر ائمہ کا قول یہ ہے کہ نکاح کے معنی
حقیقی وطی کے ہین اور مجازی عقد کے پس جہان کتاب و حدیث مین لفظ نکاح کی آویگی اور قرینون
سے خالی ہوگی تو اوس سے وطی مراد ہوگی جیسے اللہ جل جلالہ فرماتا ہے ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم[1]
اسی سے علمانے اوس عورت کی حرمت بھی واجب کی ہے کہ جس سے باپ نے زنا کی ہو یا بملک یمین
اوسکو اپنے تصرف مین لایا ہو قرآن مجید مین ہے الزانی لا ینکح الا زانیة[2] یہان بھی مراد
وطی ہے اور یون ہی آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے لعن اللہ من نلکح البھیمة و نلکح یدہ والدبر[3]
اور نکاح کا اطلاق عقد پر مجازاً ہے یا من قبیل اطلاق مسبب کے سبب پر کیونکہ عقد بھی سبب اکثر وطی کا

[1] نکاح نہ کرو اون عورتون سے کہ جن سے تمہارے باپون نے نکاح کیا ہو۔ تفسیر جلالین مین ہے کہ ما یہان بمعنی من ہے ۱۲
[2] زنا کرنے والا نہ نکاح کرے مگر زنا کرنیوالی سے ۱۲ [3] لعنت کرتا ہے اللہ اوس پر کہ جو جانور سے حرکت کرے یا جلق لگاوے یا دبر یعنی پاخانے کی جگہ مین جماع کرے ۱۲ منہ

ہوتا ہے یا قبیل مجاز اول سے بعضے کہتے ہین کہ نکاح وطی اور عقد دونون معنون مین مشترک لفظی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ نکاح کے معنی حقیقی عقد کے ہین اور وطی کے مجازی اس قول کو ائمہ حنفیہ نے امام شافعی کی طرف منسوب کیا ہے انتہی کذافی رسالہ نجات الارواح اور درالمختار مین ہے کہ نکاح علماء اصول و لغت عربی کے نزدیک حقیقت ہے جماع مین اور مجاز ہے عقد مین تو جہان لفظ نکاح کا قرآن و حدیث مین آئے اور قرائن سے خالی ہو تو وہان جماع مراد ہوگا اس لیے کہ حقیقت مجاز پر مقدم ہے جیسا کہ اس آیۂ شریفہ ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم مین ہے یعنی نہ جماع کرو تم اون سے کہ جن سے تمھارے باپون نے جماع کیا ہو جماع عام ہے حلال ہو خواہ حرام تو جس سے باپ نے زنا کی ہے وہ بھی بیٹے پر حرام ٹھیری بخلاف اس آیت کے حتی تنکح زوجا غیرہ[1] یعنی وہ عورت جس کو تین طلاقین دی گئی ہون شوہر اول کو حلال نہین تا وقتیکہ وہ نکاح کرے اوس شوہر سے جو غیر ہے شوہر اول کا اس آیت مین نکاح سے مراد جماع نہین بسبب نسبت کرنے نکاح کے عورت کی طرف یعنی اسناد نکاح کا عورت کی طرف یہ قرینہ ہے کہ یہان معنی حقیقی مراد نہین اس لیے کہ جماع کرنا عورت سے متصور نہین کیونکہ وہ مفعول ہے نہ فاعل اور ممکن اوس سے عقد ہے نہ جماع کرنا مگر باعتبار مجاز کے اور کوئی شبہہ نہ کرے جس عورت کو تین طلاقین دی گئی ہون وہ شوہر اول پر جب حلال ہے کہ شوہر ثانی اوس سے جماع کرلے اور اس آیت سے فقط نکاح کافی معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ مشروط ہونا جماع کا حدیث عسیلہ سے ثابت ہے نہ اس آیت سے انتہی اور حدیث عسیلہ یہ ہے کہ

[1] علامہ جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر در منثور مین تحت تفسیر اس آیت کے لکھتے ہین کہ ابن منذر نے مقاتل بن حیان سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی عائشہ بنت عبدالرحمن بن عتیک نضری کے بارہ مین کہ جو رفاعہ ابن وہب ابن عتیک اپنے چچا کے بیٹے کے نکاح مین تھین اور اونھون نے اون کو طلاق بائن دی تب اونھون نے نکاح کیا عبدالرحمن ابن زبیر قرظی سے اور عبدالرزاق نے روایت کی ابن عباسؓ سے کہ جس عورت کو رفاعہ قرظی نے طلاق دی اوسکا نام تمیمہ بنت وہب بن عبید تھا اور وہ بنی نضیر سے تھے اور مالکؒ شافعیؒ ابن سعد و بیہقی نے زبیر ابن عبدالرحمن ابن زبیر سے روایت کی کہ رفاعہ بن سموال قرظی نے اپنی عورت تمیمہ بنت وہب کو زمانہ آنحضرت مین تین طلاقین دین پھر اون سے نکاح کیا عبدالرحمن ابن زبیر نے انتہی بقدر الضرورۃ صفحہ ۱۵۶ مطبوعہ مصر

رفاعۂ قرظی نے اپنی زوجہ کو طلاق مغلظہ دی تھی اوس نے دوسرے شوہر عبد الرحمن ابن زبیر
قرظی سے نکاح کرلیا اور آنحضرت صلعم کی حضور مین حاضر ہوکر دوسرے شوہر کا نامرد ہونا بیان کیا
آپ نے فرمایا کیا تو رفاعہ کے پاس جایا چاہتی ہے اوس نے عرض کی ہان آپ نے فرمایا یہ نہین
ہوسکتا جب تک تو اوس کا اور وہ تیرا عسیلہ نہ چکھے یعنی مزہ صحبت کا۔ مین کہتا ہون کہ یہ حدیث
متفق علیہ ہے اور مشکوٰۃ شریف مین بھی منقول ہے رفاعہ رے کے زبر سے ہے اور قرظی قاف
کے پیش اور را کے زبر سے بعد اوسکے ظاء۔ نسبت ہے قریظہ کی طرف جو یہود کا ایک قبیلہ ہے کذا
فی المرقاۃ شرح مشکوٰۃ۔ اور عبد الرحمن ابن زبیر۔ علی قاری کہتے ہین کہ زبیر مین زا کا زبر اور ب کے زیر
ہے جیسا کہ طیبی نے ذکر کیا ہے اور بعضی شرحون مین اکثر اہل نقل سے زا کا پیش اور ب کی زبر بھی
نقل ہے اور ابن الہمام بفتح نقل کہتے ہین اس کو مؤلف نے اسماء الرجال مین ذکر نہین کیا ہے انتہی
امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین کہ زبیر بفتح زا و کسرۂ با بلا اختلاف ہے اور یہی زبیر بن باطاء
ہین بعضے کہتے ہین کہ باطی اور عبد الرحمن صحابی تھے اور زبیر نے ایک یہودی کو غزوۂ بنی قریظہ مین
مار ڈالا تھا یہی عبد الرحمن ابن زبیر ابن باطاء قرظی ہین جنھون نے رفاعہ قرظی کی عورت سے
نکاح کیا تھا اور اسی کو ذکر کیا ہے ابو عمر ابن عبد البر اور دیگر محققین نے اور ابو مندہ و ابو نعیم اصبہانی
نے اپنی کتابون مین جو معرفت صحابہ مین لکھی ہین اور یہ بھی لکھا ہے کہ عبد الرحمن ابن زبیر ابن زید
ابن امیہ ابن زید ابن مالک ابن عوف ابن عمر ابن عوف ابن مالک ابن اوس مگر صواب اول
ہے انتہی عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ مین ہے کہ نکاح بالکسر لغت مین اسکے معنی ضم اور جمع کے ہین
اور اوس کی فردون مین سے وطی زوجہ ہے اسی واسطے بعضے کہتے ہین کہ نکاح کے معنی حقیقی لغت
مین وطی کے ہین اور معنی حقیقی شرعی مین اختلاف ہے امام شافعی کی طرف منسوب ایک قول یہ
ہے کہ نکاح کے معنی حقیقی شرعًا عقد کے ہین اور مجازی وطی کے اور صحیح ہمارے اصحاب حنفیہ کے

نزدیک یہ ہے کہ نکاح کے معنی حقیقی شرعی وطی کے ہین اور مجازی نکاح کے اور بعضے کہتے ہین
کہ یہ مشترک لفظی ہے دونون مین یہ قول ضعیف ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مشترک معنوی ہی انتھے
اور مفہوم اصطلاحی نکاح کا یہ ہے کہ عقد وضع لتملک المتعۃ بالانثیٰ قصداً غایۃ الاوطار ترجمہ
اردو درالمختار مین ہے کہ نکاح فقہا کے نزدیک عقد مخصوص کا نام ہے یعنی ایسی بندش ایجاب و
قبول کی جو مفید ہو ملک تمتع کے یعنی حلال ہو نفع لینا مرد کا اوس عورت سے کہ نہ روکتا ہو جس کے
نکاح کو مانع شرعی جیسے ذی رحم محرم ہونا یا مشرک ہونا یا جنس ہونا تو عورت کی قید سے مرد اور
خنثیٰ مشکل جس کا مرد یا عورت ہونا ہنوز ثابت نہین نکل گیا کہ شاید وہ مرد ہو اور معنی شرعی کی
قید سے مشرکہ بت پرست اور محارم عورتین نکل گئین اور جنی عورت اور دریائی انسان بھی نکل گیا
کہ جنس کا اختلاف ہے اور حضرت حسن بصریؒ نے جایز رکھا ہے نکاح جنیہ کا گواہون سے کذا فی العینیہ
قصداً یعنی بالقصد تمتع کا فائدہ بخشی اوس کا نام نکاح ہے تو اس قید سے جو مفید حلت ہو ضمناً وہ
نکل گیا جیسے خرید کرنا لونڈی کا حرم بنانے کے لیے یعنی وطی کے لیے تو یہان اگرچہ بہ نیت وطی کے
خرید ہوئی ہو لیکن خرید سے مقصود اصلی ملکیت ہے اور قربت کرنا ضمناً ثابت ہے تو اس حلت ضمنی
کا شرع مین نکاح نام نہین انتہی درالمختار مین ہے لیس لنا عبادۃ شرعت من عهد ادم علیہ السلام
الی الان تستمر فی الجنۃ الا النکاح والایمان یعنی نہین کوئی عبادت ہے ہم مسلمانون کے
لیے جو مشروع رہی ہو زمانہ حضرت آدم علیہ السلام سے اب تک پھر بہشت مین دائمی ہے بجز نکاح
اور ایمان کے کہ دائمی عبادت ہین انمین نسخ کو گنجایش نہین انتہی اور سبب شرعیت نکاح تعلق بقا
ہے جو مقدر ہے علم ازلی مین بروجہ اکمل ورنہ بقاء نوع بسبب وطی غیر وجہ مشروع کے بھی ممکن ہے
لیکن یہ مستلزم ہے باہم ظلم کرنے اور خونریزی اور نسبون کے تباہ کرنے کو بخلاف اس کے جو وطی بر
وجہ مشروع ہو کذا فی فتح القدیر شیخ عبد الحق محدث دہلوی صراط المستقیم شرح سفر السعادۃ مطبوعہ کلکتہ

کے صفحہ ۵۵ مین لکھتے ہین۔ جاننا چاہیے کہ فوائد نکاح کے بعد حفظ نسل اور دوام نوع انسانی کے

پانا لذت اور تمتع نعمت وحفظ صحت ہے اس لیے کہ حبس و احتقان منی مورث ومولد امراض شدیدہ

وسبب ضعف قوی و اعضا و انسداد مجاری ہے (بند ہونا ۱۲) اور فخر ومباہات کرنا قوت باہ وشہوت جماع کے

ساتھ اور مدح اوس کی اور اوس کے ضد کو ناقص وحقیر بتانا ایک امر مقرر ومعروف ہے (بند ہونا ۱۲) اور عادت

دائمی ہے لوگون مین محبت عورتون کی اور نکاح معدود ہے کمال نوع انسانی سے اور موجود ہے

کُمّل افراد نوع انسانی مین اور تمامی انبیا ورسل اہل تزوج وتاہل تھے بجز حضرت عیسیٰ وحضرت یحییٰ

علیہما السلام کے انتہی بقدر الضرورۃ۔ اور مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۱۰۶ کتاب النکاح مین

ہے کہ فوائد نکاح پانچ ہین شہوت[1] کا کم ہونا اور گھر[2] کا بند وبست ہونا اور[3] کنبہ کی کثرت اور[4] نفس کا

مجاہدہ بسبب خبرگیری اہل وعیال اور فرزند[5] صالح کا پیدا ہونا اور آفات نکاح چھ[6] ہین طلب حلال

سے عاجز ہونا اور حرام مین فراخی کرنا اور ادائے حقوق عورت مین قصور ہونا۔ اور عورت کی

بداخلاقی پر صبر کرنا اور عورت سے ایذا اوٹھانا اور بسبب اہل وعیال حقوق اللہ سے باز رہنا پس

اگر فوائد نہ موجود ہون اور آفات جمع ہون تو مجرد رہنا افضل ہے اور اگر دونون امر مقابل ہون یعنی

فوائد وآفات برابر ہون تو جس چیز سے دین کی باتون مین زیادتی ہو اوس کو ترجیح دی جاوے

مثلاً نکاح کرنے سے شہوت کم ہوتی ہے اور نکاح کرنے مین خلل دینی یہ ہے کہ صبر نہین ہوسکے گا عورت

کی بداخلاقی پر تو ترجیح نکاح کو ہے اس لیے کہ اگر نکاح نہ کریگا تو زنا مین گرفتار ہوگا اور پسندیدہ خصلتین

منکوحہ مین آٹھ ہین دین اور خلق نیک اور حسن اور کمی مہر اور اولاد کا ہونا اور باکرہ ہونا اور صاحب

نسب ہونا اور بہت قریبی رشتہ دار نہ ہونا اس لیے کہ بہت قریب رشتہ کی عورت خیال مین کم لاتی

ہے یہ خصلتین احیاء العلوم سے نقل کی گئین انتہی اور جاننا چاہیے کہ نکاح سنن انبیاء ومرسلین سے ہے

اوسکے کرنے مین بہت احتیاط سے کام لے تا کہ اُن حضرات کی پیروی حاصل کرنے سے متوقع مین و برکت کا ہو

اور مقاصد نکاح یعنی قضاے حاجت اور موافقت اہل اور معاشرت کی وجہ سے خوش عیشن ہو اور
کثرت اولاد و رفاہ اخراجات سے فائدہ اوٹھائے کیونکہ جب ان باتون سے ادنے چیز مین بھی
خلل ہوگا تو اوس سے انتظامات ٹھیک نہ ہونگے اور بہت قباحتین پیدا ہونگی اسی واسطے اوس کے
آغاز و انجام مین کوشش اور اہتمام بلیغ لازم ہے تاکہ متعاقدین سے ہر ایک ادائے حقوق و لوازم
زوجیت سے فارغ ہوکر اپنے مقصود کے نتیجے حاصل کرنے مین مستعد ہون اور بسبب موافقت و حصول
انتظام تدبیر منزل مین مشغول ہون اور عورت فاحشہ یا مرد اوباش و بدوضع و بدکار سے نکاح
کرنے مین پرہیز کرے کہ اس مین فسادات اور بہت قباحتین ہین اور جب اولاد یا اعزہ و بھائیون
کا نکاح کرنا چاہے تو طرف ثانی مین چار چیزون کا لحاظ کرے اول دین دوسرے حسب تیسرے
جمال چوتھے مال اور دین کو سب پر مقدم کرے حدیث مین آیا ہے کہ عورتون سے بہ لحاظ چار
باتون کے نکاح کرنا چاہیے مال اور حسب یعنی علو خاندان و شرافت نسب و جمال و دین پس
کامیاب ہو اوس عورت سے جو دیندار ہو خاک آلودہ ہو تیرا ہاتھ یعنی جبکہ تو عورت دیندار کو نہ
اختیار کرے اور اوس کو چھوڑ دے اس حدیث کو بخاری اور ابو داؤد نے روایت کیا۔ اور جب یہ
باتین اوس شخص مین موجود ہون تو اللہ تعالے کا بہت شکر ادا کرے اور نکاح کرے اور لڑکی کے
نکاح مین فراخ دستی و خوش خلقی زوج کی اعتبار کرنا زیادہ مناسب ہے اور دین حق کہ جو اتباع سنت
سنیہ خیر الانام و جماعت صحابۂ کرام سے مراد ہے اوس کو سب سے مقدم جانے انتہے کذا فی رسالۃ
تحفۃ المشتاق اور کفو کا لحاظ بھی بعد دین کے ضروری جانے کفو بالفتح ہمتا و مانند و کفاوۃ ہمتا و ما نند
شدن کذا فی منتہی الارب جلد دوم - درمختار مطبوعہ مطبع صدیقی بریلی کے صفحہ ۲۴۳ مین ہے کہ عرب

بولتے ہین کافاہ جب کسی چیز کے برابر ہو الکفاءۃ معتبرۃ فی ابتداء النکاح للزوم ٭ او صحتہ
برابری معتبر ہے شروع نکاح مین تو اگر نکاح کے وقت مرد عورت کے برابر تھا پھر کمتر ہوگیا یعنی مثلاً

فاسق ہوگیا تو نکاح فسخ نہین ہوتا۔ کفاءت معتبر ہے لزوم نکاح کے لیے یعنی ہرچند نکاح بدون
کفاءت بھی صحیح ہے لیکن ولی کا حق اعتراض باقی ہے پھر جب برابر سے نکاح ہوا تو لازم ہوگیا
اور دوسری روایت پر کفاءت کا اعتبار صحت نکاح کے لیے ہے یعنی نکاح بدون کفاءت صحیح
نہین ہوتا من جانبہ اے الرجل لان الشریفۃ تابی ان تکون فراشا للدنی کفاءت
کا اعتبار ہے مرد کی جانب سے اس واسطے کہ عورت شریف انکار کرتی ہے کمتر کے فراش ہونے
سے یعنی کمینہ مرد کے نیچے رہنا قبول نہین کرتی لا تعتبر من جانبہا لان الزوج مستفرش
فلا یغیظہ دناءۃ الفراش برابری معتبر نہین عورت کی طرف سے اس لیے کہ زوج طالب ہے
فراش کا تو اوس کو رنج نہین آتا کمتری مفروش سے وھذا عند الکل فی الصحیح کما فی الجنازیۃ
لکن فی الظھیریۃ وغیرھا عندہ وعندھما تعتبر فی جانبہا ایضا اور یہ یعنی کفاءت کا اعتبار
مرد کی جانب مین نہ عورت کی جانب مین امام ابوحنیفہ وصاحبین سب کے نزدیک ہے قول
صحیح مین جیسا کہ فتاوی جنازیہ مین ہے لیکن ظہیریہ وغیرہ مین عورت کی کفاءت کا اسقاط امام
صاحب کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک کفاءت معتبر ہے عورت کی جانب مین بھی انتہی
اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جو شخص باعتبار دولت وخوبصورتی وحکومت وعلم کے ہم پلہ ہو وہ کفو
ہے یا مال وجمال کو سب پر فوقیت ہے یا یہ کہ تلاش نسب ضروری نہین کل مؤمن اخوۃ[1]
یا دیانت وتقوی ومذہب کی تحقیق ضروری نہین ہے صرف ظاہری نماز وروزہ دیکھ لینا کافی
ہے تو یہ کہنا اوس کا صحیح نہین ہے نہ قابل تسلیم اس وجہ سے کہ کفوء کے معنی جو مساوات کے ہین
اوس سے مراد شرعًا مساوات مخصوصہ ہے جلد دوم درمختار کے صفحہ ۳۴ مین ہے کہ المراد ھھنا
مساوات مخصوصۃ او کون المرأۃ ادنی یعنی نکاح کے معاملے مین کفو سے مراد مرد کا عورت سے
خاص خاص باتون مین برابر ہونا ہے یا عورت کا کم ہونا انتہی۔ علامہ شیخ محمد امین المعروف بہ

[1] ہر مسلمان بھائی ہے دوسرے کا ۱۲ منہ

ابن عابدین اپنی کتاب ردالمحتار حاشیہ درالمختار مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۳۲۵ مین لکھتے ہین کہ علامہ حموی نے معتبرات فی الکفاءۃ کو ان شعرون مین نظم کیا ہے ؎

ان الکفاءۃ تکون فی	ستۃ لھا بیت بدیع قد ضبط
نسب و اسلام کذلک حرفۃ	حریۃ و دیانۃ مال فقط

یعنی کفاءۃ فی النکاح مین چھ باتون کا اعتبار کیا جاتا ہے جو اس شعر مین نظم ہین وہ چھ باتین یہ ہین نسب اسلام پیشیہ آزادی دیانت مال انتہی۔ پس انھین امور کی بنا پر کفاءۃ و عدم کفاءۃ کا حکم ہوگا علاوہ ان کے اور باتون کو شرعًا کفو ہونے مین کوئی دخل نہین۔ رہا مال اگرچہ کفارت مین معتبر ہے لیکن اوس سے مراد صرف اداے مہر اور زوجہ کے نان و نفقہ کی قدرت ہے۔ جلد دوم شرح وقایہ کے صفحہ ۳۰ مین ہے والقادر علیھما کفؤ لذات اموال عظیمۃ یعنی نان و نفقہ و مہر پر قدرت رکھنے والا بڑی مالدار عورت کا کفو ہے کیونکہ مال ایک شخص کے ہاتھ مین ہمیشہ نہین رہتا ہے آج ایک کے پاس ہے تو کل دوسرے کے پاس جلد دوم درمختار کے باب الکفاءۃ صفحہ ۳۲۵ مین مال کے متعلق ہے وما لا بان یقدر علی المعجل و نفقۃ شھر لو غیر محترف و الا فان یکسب کل یوم کفایتھا لو تطیق الجماع اور معتبر ہے کفاءت مال مین اس طرح کہ قادر ہو زوج مہر معجل پر بطور رواج کے اور قادر ہو ایک مہینہ کے نفقہ پر اگر پیشہ ور نہ ہو اور اگر پیشہ ور ہو تو کسب کرسکتا ہے ہر روز بقدر کفاف عورت کے قدرت نفقہ پر اوس وقت ضروری ہے اگر عورت کو جماع کی برداشت ہو ورنہ فقط قدرت مہر معجل کی کافی ہے انتہے پس ایک مہینے کی خوراک پر قدرت رکھنے والا یا روز مزدوری کرنے والا نہ دولتمند کہا جاسکتا ہے اور نہ ایسی حالت پر عرف مین اطلاق دولت کا کیا جائیگا۔ رہی خوبصورتی سو قطع نظر معتبرات فی الکفاءۃ نہ ہونے کے وہ بھی بے اعتباری ہے کہ ایک دن کے بخار مین تشریف لیجاتی ہے اور چندروز کے بعد کیسی ہی حسین عورت ہو اوسکی قدر

جاتی رہتی ہے۔ جلد دوم درمختار کے صفحہ ۳۶ مین فتاوی خانیہ سے منقول ہے والقروی کفوء
للمدنی فلا عبرۃ بالبلد کما لا عبرۃ بالجمال یعنی گانون کا رہنے والا شہر کے رہنے والے کا کفوء
ہے تو کفاءت مین شہر کا کچھ اعتبار نہین جیسے خوبصورتی کا کچھ اعتبار نہین انتہی رہی حکومت سو وہ
بھی معتبر فی الکفاءۃ نہین کیونکہ بعض حکومتین جو عموماً معزز و موقر سمجھی جاتی ہین وہ شرعاً مذموم ہین
جلد دوم درمختار کے صفحہ ۳۵ مین ہے واما اتباع الظلمۃ فاخس من الکل یعنی حکام ظالمین کے
تابعین تو سب پیشہ ورون سے خسیس تر و بدتر ہین اگرچہ صاحب مروت و مالدار ہون اس واسطے کہ
اون کے مال ظلم و ستم سے جمع ہوئے ہین انتہی۔ ہان علم ضرور موجب فضل و بزرگی ہے اور یہ بعض امور کا
نعم البدل بھی ہو جاتا ہے مگر نہ مطلق علم بلکہ علم دین۔ ورنہ علم دنیا جو فی زماننا ہندوستان مین شایع ہی
شرعاً منقوص و مردود ہے اور اکثر اوقات منافی دیانت و تقوی۔ غرضکہ کفو ہونے مین سوائے ان
چھ امور مذکورہ کے اور کسی امر کو دخل نہین اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ جس شخص مین یہ چھ باتین ہون
وہی کفو ہوگا ورنہ نہین بلکہ ان چھ کے سوا کفاءت مین اور کسی امر کا اعتبار نہین کیا جائیگا خواہ وہ سب
مجتمع ہون یا نہ ہون کیونکہ منجملہ امور مذکورہ کے بعض امور مثل آزادی و نسب و پیشہ بعض حالات یا
اقوام کے ساتھ خاص ہین اون کے سوا دوسرے مقام پر اون کا کچھ اعتبار نہ ہوگا مثلاً لونڈی غلام
آپس مین کفو ہین حالانکہ حریت مفقود ہے یا عرب جن کے نزدیک مدار شرافت چونکہ نسب پر منحصر
ہے اور اس سے زیادہ کوئی امر قابل فخر و ناز نہین اس لیے اعتبار نسب صرف اوسی قوم کے ساتھ
خاص ہو گیا جلد دوم شرح وقایہ کے صفحہ ۲۹ مین ہے انما خص الکفاءۃ فی النسب بالعرب
یعنی کفو ہونے مین مساوات نسبیہ کی شرط عرب کے ساتھ مخصوص ہے اگرچہ عرب کے سب قبیلے
شریف ہین لیکن وہ قریش جو اولاد نضر بن کنانہ سے ہین وہ سب سے اشرف ہین لہذا جس طرح بقیہ
قبائل عرب باوجود شرافت نسبی قریش کے کفو نہین اسی طرح غیر عرب گو زیور اسلام اور حریت و دیانت

ومال سے آراستہ ہون اون کے کفو نہین درمختار کی جلد دوم صفحہ ۳۵ مین ہے العجمی لا یکون کفوًا للعربیۃ ولو کان عالمًا او سلطانًا وھو الصحیح یعنی غیر عرب اگرچہ عالم یا بادشاہ ہی کیون نہو عورت عربی النسل کا کفو نہین ہو سکتا اور یہی قول صحیح ہے انتہی پس یہ کہنا کہ تلاش نسب ضروری نہین یا کل مؤمن اخوۃ کو کفارت سے متعلق کرنا غلطی وجہالت ہے اس وجہ سے کہ مواخات اور مکافات ایک چیز نہین کوئی آدمی دیانتًا مسلمان ہو جانے سے دینی بھائی ضرور ہو جائیگا مگر خاندانی بھائی نہین کہا جائیگا اب رہا حرفہ سو اوس کا اعتبار عجم کے ساتھ مخصوص ہے رد المحتار حاشیہ در المختار معروف بہ شامی مطبوعہ مصر کے صفحہ ۳۴۴ مین ہے کہ عجم سے مراد وہ لوگ ہین جنکا سلسلۂ نسب قبائل عرب مین کسی سے نہ ملتا ہو اور وہ موسوم ہین باسم موالی وعتقا اور عمومًا اہل شہر اور دیہات ہمارے زمانہ مین اوخھین لوگون سے ہین خواہ اون کی زبان عربی ہو یا نہ ہو مگر وہ لوگ کہ جن کا نسب مشہور ہے جیسے وہ لوگ جو منسوب ہین خلفاء کی جانب یا انصار وغیرہ کی طرف انتہی۔ تو آن مین بجاے نسب کے اسی کا لحاظ واعتبار ہوگا پس جو لوگ جس حرفہ کے ساتھ مخصوص ہین وہ اوس قوم یا برادری کے کفو نہین جو حرفتًا اون سے اعلےٰ ہین باقی امور عام ہین اون مین کوئی تخصیص کسی قوم اور حال کی نہین ہر قوم اور ہر حال مین اون کا ہونا لازمی وضروری ہے لہٰذا یہ خیال کہ دیانت وتقویٰ اور مذہب کی تحقیق ضروری نہین ہے صرف ظاہری نماز وروزہ دیکھ لینا کافی ہے یہ بھی غلط ہے درمختار کی جلد دوم صفحہ ۳۵ مین ہے وتعتبر فی العرب والعجم دیانتہ ای تقوی فلیس فاسق کفوا الصالحۃ او فاسقۃ بنت صالح معلنًا کان اولا علی الظاھر یعنی اور معتبر ہے عرب وعجم مین کفارت دینداری کی یعنی پرہیزگاری کی تو مرد فاسق نہین برابر ہے عورت صالحہ یا فاسقہ کے جو صالح کی بیٹی ہے فاسق خواہ معلن ہو خواہ غیر معلن بنابر قول ظاہر کے کذا فی النہر انتہی اس قول کی تشریح رد المحتار مین بھی کافی موجود ہے۔

فائدہ اس زمانہ مین اکثر لوگ اپنی لڑکیون اور لڑکے کا نکاح باوجود موجود ہونے لڑکیون اور لڑکون پڑھے لکھے کے اپنی قرابت اور کنبہ مین۔ اغیار کے ساتھ کر دیتے ہین اور پاس قرابت نہین کرتے تو یہ بھی بہت نادیبا اور خلاف شرع ہے کیونکہ دو حال سے خالی نہین یا وہ اغیار غیر کفوء ہین تو نکاح ہی ناجائز ہے۔ جلد دوم سنن ابن ماجہ مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور کے صفحہ ۱۴۹ مین ہے

عن عایشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تخیروا لنطفکم وانکحوا الاکفاء وانکحوا الیہم یعنی حضرت عایشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم انتقا کرلو اپنے نطفون کے لیے یعنی عورتون مین سے اچھی عورتون کو چن لو اور نکاح کرو کفو مردون سے اور نکاح کرو کفو والون سے انتہی۔ جلد دوم غایۃ الاوطار ترجمہ در المختار کے صفحہ ۲۳ مین ہے یفتی فی غیر الکفوء لعدم جوازہ اصلا وھو المختار اور فتوی دیا گیا غیر کفو مین عدم جواز نکاح کا یعنی اگر عورت غیر کفو سے بغیر مرضی ولی کے نکاح کرلے تو اصلا جایز نہین اور یہی روایت پسندیدہ ہے فتوے دینے کے واسطے اور یہی روایت ہے حسن ابن زیاد کی امام اعظمؒ سے کہ اگر زوج کفو ہی تو نکاح بغیر ولی کے نافذ ہوگا اور اگر غیر کفو ہے تو ہرگز نافذ نہ ہوگا اور معراج مین خانیہ سے نقل کیا کہ ہمارے زمانے مین مختار فتوی دینے کے واسطے حسن کی روایت ہے اور ذخیرہ مین ہے کہ حسن کی روایت کو اکثر مشائخ نے لیا ہے بوجہ خرابی زمانہ کے یعنی عدم جواز پر فتوے بسبب فساد زمانہ کے ہوا کیونکہ نہ ہر مکلفہ باشرم وحیا ہے کہ عزت کا خیال رکھے نہ ہر قاضی عادل ہے نہ ہر ولی کو نالش کا سلیقہ ہے انتہی

بحر الرائق مطبوعہ مصر کے صفحے ۱۰۸ مین ہے وروی الحسن عن الامام انہ ان کان الزوج کفاء نفذ نکاحھا والا فلم ینعقد اصلا وفی المعراج معزیا الی قاضی خان وغیرہ والمختار للفتوی فی زماننا روایۃ الحسن وفی الکافی والذخیرۃ وبقولہ اخذ کثیر من المشایخ لانہ لیس کل قاضی یعدل ولا کل ولی یحسن المرافعۃ والجثو بین یدی

القاضی مذالة فسد الباب بالقول لعدم الانعقاد اصلا انتھی یعنی حسن بن زیاد نے
روایت کیا امام ابو حنیفہؒ سے کہ اگر زوج کفو نہ عورت کا تو نکاح نافذ ہو جائیگا ورنہ نکاح
منعقد ہی نہ ہوگا اور معراج مین قاضی خان وغیرہ کی طرف منسوب کر کے لکھا ہے کہ اس زمانہ
مین فتوے کے واسطے حسن ہی کی روایت اختیار کی گئی ہے اور کافی و ذخیرہ مین بھی یہی ہے
اور اونھین کے قول کو اکثر مشائخ نے اختیار کیا ہے اس لیے کہ نہ ہر قاضی منصف ہوتا ہے اور
نہ ہر ولی لائق کہ فسخ نکاح کی قاضی کے سامنے بخوبی کوشش کرے لہذا غیر کفو مین نکاح کرنے کا
دروازہ حکم انعقاد سے بند کر دیا گیا فتاوی عالمگیری کی جلد اول مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۹۲ مین ہے

وروی الحسن عن ابی حنیفة رحمة الله علیه ان النکاح لا ینعقد وبه اخذ کثیر
من مشائخنا رحمهم الله تعالی کذا فی المحیط والمختار فی زماننا للفتوی روایة
الحسن وقال الشیخ الامام شمس الائمة السرخسی روایة الحسن اقرب الی الاحتیاط
کذا فی فتاوی قاضی خان فی فصل شرائط النکاح یعنی حسن بن زیاد نے روایت کی
امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ نکاح غیر کفو سے منعقد نہ ہوگا اور اسی کو اختیار کیا ہمارے
مشائخ رحمہم اللہ نے اسی طرح محیط مین بھی ہے اور مختار ہمارے زمانہ مین فتوے ہونے کے لیے
یہی حسن کی روایت ہے امام شمس الایمہ سرخسی کہتے ہین کہ حسن کی روایت بہت احتیاط کے
قریب ہے اسی طرح ہے فتاوی قاضی خان مین فصل شرائط النکاح مین انتہی اور اگر اغیار کی
مراد غیر خاندان والے ہین تو بھی ہوتے ہوے مسلمان اور قابل لڑکون کے اپنے اعزہ مین غیر
خاندان کے لڑکے سے کرنا نازیبا ہے کیونکہ اس سے صورت قطع رحم کی پیدا ہوتی ہے جو بلا سبب
شرعی شرعًا حرام ہے قسطلانی شرح صحیح بخاری کی جلد نہم صفحہ ۲ مطبوعہ مطبع نولکشوری کانپور مین ہے

للصلة درجات بعضها ارفع من بعض وادناها ترك المهاجرة یعنی صلہ رحم کے درجون مین

سب سے ادنٰے درجہ ترک مہاجرت ہے پھر اوسی کے صفحہ ۹ مین ہے ولاشبہۃ مع علمہ بتحریمہا یعنی جان بوجھ کر قطع رحم کرنے کے حرام ہونے مین کچھ شبہہ نہین ظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ شریف مطبوعہ مطبع انتظامی کانپور کے صفحہ ۱۲۷ باب البر والصلہ مین ہے وعن ابی ہریرۃ

قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تعلموا من انسابکم ما تصلون بہ ارحامکم

فان صلۃ الرحم محبۃ فی الاھل مثواۃ فی المال منسأۃ للاثر رواہ الترمذی وقال

ھذا حدیث غریب اور روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے سیکھو تم اپنے نسبون مین سے اس قدر کہ سلوک کرو تم ساتھ اوسکے اپنے رشتہ دارون سے اس لیے کہ سلوک کرنا رشتہ دارون سے سبب ہوتا ہے محبت کا اقارب مین اور سبب ہوتا ہے کثرت وبرکت کا مال مین اور سبب ہوتا ہے تاخیر کا اجل مین نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے **ف** سیکھو تم یعنی باپ و دادا و ماؤن و نانیون و دادیون اور اونکی اولاد و تمام اقربا کو پہچانو اور اون کے نام یاد رکھو تا ذوی الارحام یعنی اقربا کو کہ جنسے سلوک کرنا چاہیے اون کو جانو کہ اونکا جاننا ضروری ہے اور نافع انتہی اس زمانہ مین اکثر لوگ اپنی لڑکون اور لڑکیون کی شادی بیاہ اپنی قرابت قریبہ مین نہ کرنے کے وجوہ مین یہ حدیث بھی پیش کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا تنکحوا القرابۃ القریبۃ فان الولد یخلق ضاویا یعنی نکاح نہ کرو نہایت قرابت قریبہ والی عورت سے اس لیے کہ لڑکا پیدا ہوتا ہے نحیف۔ حکمت اس مین یہ ہے کہ اوٹھنا شہوت کا قوت حاسہ سے ہے جو دیکھنے اور چھونے سے ہوتی ہے اور قوت حاسہ نئی چیز و نمین قوی ہوتی ہے چنانچہ کہا جاتا ہے لکل جدید لذۃ (ہر نئی چیز مین لذۃ ہوتی ہے) اور جو چیز کہ ہمیشہ نظر کے سامنے رہتی ہے اوس مین قوت حاسہ ضعیف ہوتی ہے اور شہوت پورے طور پر نہین ہوتی اور نہ نطفہ قوی ہوتا پس اوس سے لڑکا ضعیف ہوتا ہے اسی وجہ سے بڑھاپے مین جو لڑکا پیدا ہوتا ہے وہ ضعیف ہوتا ہے

تو اس شبہہ کا جواب یہ ہے کہ کتاب سراج مین لکھا ہے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ
اغتربوا و لا تضوو یعنی نکاح کرو تم اجنبی عورتون سے اور نہ نکاح کرو تم رشتہ قریبی والون سے
اور یہ اس وجہ سے کہ عرب گمان کرتے تھے کہ جو لڑکا آدمی کی قرابت قریبہ سے ہوتا ہے وہ نحیف
یعنی دبلا ہوتا ہے مگر کریم ہوتا ہے یعنی بزرگ و نیک بخت اپنی قوم کی طبیعت پر انتہی۔ پس اس
تقریر سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس سے منع فرمایا تو بنا بر گمان و قاعدہ عرب
کے فرمایا ہے کہ وہ بسبب ضعف کے اس کو اچھا نہین جانتے تھے کوئی اس مین شرعی قباحت
نہین ہے بلکہ لڑکا اچھا پیدا ہوتا ہے قرابت قریبہ والی سے پس یہ منع فرمانا بنا بر حکمت کے ہی
کوئی اس سے یہ نہ سمجھے کہ ایسی قرابت مین نکاح کرنا گناہ ہے اور یہ روایتین بھی کچھ قوی نہین ہین
کہ ان پر تمسک کرنے کو لازم سمجھے احتمال ہے کہ یہ حکم منسوخ ہوا ہو اور بڑی سند اس تقریر کی فعل
جناب رسالت مآب صلعم ہے کہ آپ نے حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ زہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کیا اگر یہ منع ہوتا تو آپ کیون کرتے اور اسی طرح او رصحابۂ کرام اور صلحاء
امت مین اس وقت تک یہ معاملہ جاری رہا لہذا ان روایتون کو دیکھکر کوئی اس طرح کے رشتہ
کرنے کو برا نہ جانے واللہ اعلم بالصواب کذا فی رسالہ ہادی الناظرین فی ترجمہ آداب الصالحین
مصنفہ نواب قطب الدین خان دہلوی مطبوعہ مطبع مسیحائی کانپور صفحہ ۳۲ - جلد دو و غایۃ الاوطار
ترجمۂ در المختار مطبوعہ مطبع صدیقی بریلی کے صفحہ ۲ مین ہے کہ نکاح واجب ہوتا ہے وقت غلبۂ شہوت
کے پس اگر یقین ہو جاے کہ بغیر نکاح کے زنا مین گرفتار ہو جاویگا تو نکاح فرض ہے کذا فی النہایہ
اور یہ واجب و فرض اوس صورت مین ہی کہ مالک ہو مہر دینے و نفقہ رسانی پر اور اگر نفقہ و مہر کا مقدور
نہین تو ترک کرنا اوسکا گناہ نہین ہے کذا فی البدایع اور نکاح سنت مؤکدہ ہے مذہب اصح پر تو گناہگار
ہوگا اوس کے ترک سے اور ثواب پاویگا اگر نیت کرے عفت کی یا اولاد کی۔ اور نکاح سنت ہے

حالت اعتدال مین یعنی جو قادر ہو جماع و مہر و نفقہ پر اوراگر قادر نہ ہو یا زنا اور جور و ترک فرائض
و سنن سے ڈرے تو وہ معتدل نہین سو اوس کا نکاح بھی سنت مؤکدہ نہین کذافی حاشیۃ المدنی
اور ترجیح دی نہر الفائق مین نکاح اعتدال کے واجب ہونے کو بسبب ثابت ہونے مواظبت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ثابت ہونے انکار کے اوس پر جو نکاح سے اعراض کرے
صحیحین مین وارد ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ مین نکاح کرتا ہون
عورتون سے سو جو میری سنت کی رغبت نہ رکھے وہ میرے طریقہ پر نہین ہے لیکن یہ حدیث وجوب
پر دلیل نہین ہو سکتی جیسا کہ صاحب نہر نے استدلال کیا ہے اس واسطے کہ انکار اس حدیث مین
تارک نکاح پر نہین بلکہ بے رغبت پر ہے اور واجب وہ ہے کہ جسکے تارک پر انکار ہو کذافی حاشیۃ المدنی
اور نکاح مکروہ ہے بسبب خوف ظلم مرد کے عورت پر اور اگر مرد ظلم کو یقینی جانے تو اوس وقت نکاح حرام
ہے۔ محشی مدنی نے کہا کہ شارح نے قسم سادس نکاح کو ترک کیا یعنی نکاح مباح کو اور نکاح مباح
اوس وقت ہوتا ہے کہ جب خوف عجز کا ہو ادا ے حقوق سے کذافی المجتبی انتہی بقدر الضرورۃ
فائدہ رسالہ نجات الارواح مین ہے کہ حموی کہتے ہین کہ جنتیون کے نکاح جنت مین عقد کے
ساتھ ہونگے جیسا کہ دنیا مین ہے اور سلف نے اس مین اختلاف کیا ہے کہ آیا جنت مین اولاد پیدا
ہو گی اور نسل چلیگی یا نہین بعضے کہتے ہین کہ ہرگز نہین یہ ترمذی کی روایت ہے اور اسکی تحسین کی
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے وہ کہتے ہین کہ ایماندار جب جنت مین لڑکے کی خواہش کریگا تو ایک ساعت
مین حمل بھی ہوگا اور لڑکا بھی پیدا ہوگا۔ اور بعضے کہتے ہین نہ ہوگا طبرانی نے کبیر مین حضرت ام سلمہ
سے روایت کی کہ انھون نے کہا یا رسول اللہ ایک عورت نے دنیا مین دو تین چار نکاح کیے پھر
مرگئی اور جنت مین داخل ہوئی اور وہ شوہر بھی سب جنتی ہوے تو وہان جنت مین اون شوہرون مین
سے اوس کا کون شوہر ہوگا آپ نے فرمایا اے ام سلمہ اوس عورت کو اختیار دیا جائیگا اون مین سے

وہ جس سے زیادہ خوش ہوگی اوس کو لیگی اور عرض کریگی کہ اے پروردگار اس نے میرے ساتھ نہایت خوش اخلاقی سے بسر کی اسکے ساتھ میرا بیاہ کردے۔ اے ام سلمہ حسن خلق دنیا و آخرت دونون کی بہتریون کے لیے کافی ہے۔ اسکو سید سعودی نے حاشیہ اشباہ مین بیان کیا ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم انتہیٰ۔ جلد دوم مجموعۃ الفتاویٰ مطبوعہ مطبع یوسفی لکھنوٴ کے صفحہ ۲۰۲ مین مولوی محمد عبدالحی لکھنوی ایک استفتا کے جواب مین یہ روایت نقل کرکے لکھتے ہین کہ اور بھی معجم طبرانی و مسند بزار و مکارم اخلاق خرائطی مین حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت ام حبیبہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ایک عورت نے دنیا مین دو خاوند کیے پھر وہ مرگئی اور خاوند بھی مرگئے اور یہ بھی جنتی ہوئی اور وہ بھی تواب وہ جنت مین کس شوہر کے لیے ہوگی آپ نے فرمایا اوس کے لیے جو دنیا مین اوسکے نزدیک احسن الخلق تھا انتہیٰ۔ اور بعض روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت اپنے پچھلے خاوند کو ملیگی طبقات ابن سعد مین مروی ہے ابی الدرداء سے کہ کہا اونھون نے مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ عورت آخرت مین اپنے پچھلے خاوند کو ملیگی انتہیٰ۔ بظاہر یہ صورت اوس وقت مین ہوگی کہ تمام شوہر اوس کے حسن صحبت مین برابر درجہ کے ہون واللہ اعلم انتہیٰ۔ جلد سوم سنن ابن ماجہ مسمیٰ بہ رفع العجاجہ مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور کے باب صفۃ الجنۃ مین لکھا ہے کہ ابو امامہ سے مروی ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ جنت مین داخل کریگا اوس کو بہتر بیبیان بڑی آنکھ والی حورون مین سے عنایت فرمائیگا اور ستر بیبیان اون کی جن کا وہ وارث ہوگا دوزخ والون مین سے انمین سے ہر ایک بی بی نہایت خوبصورت ہوگی اور مرد بھی ایسا قوی ہوگا کہ جس کو جماع سے ضعف نہ پیدا ہوگا۔ یہ زیادتی کہ ستر بیبیان اوس کی جسکا وہ وارث ہوگا دوزخ والون مین سے ہونگی یہ صرف ابن ماجہ کی روایت ہے مگر اسکے راویون مین خالد بن یزید نہایت ضعیف ہے یحییٰ ابن معین کا قول ہے کہ وہ اپنے باپ پر جھوٹ بولنے سے نہین خوش ہوا یہان تک کہ اوس نے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر بھی جھوٹ باندھا۔ اور اس حدیث کی توجیہ مشکل ہے
اس لیے کہ کافرون کی عورتین بھی کافرہ ہوتی ہین پس وہ بھی دوزخ مین رہینگی اہل جنت کو
کہان سے ملنے لگین اور کافرون کی وہ عورتین جو مسلمان ہوگئی تھین اور اونھون نے نکاح نہین
کیا وہ قلیل ہین ہر جنتی کو اونمین سے ستر عورتین کیونکر ملنے لگین مین کہتا ہون کہ اوپر گذر چکا کہ
ہر ایک شخص کے لئے دو مقام ہین ایک جنت مین اور ایک جہنم مین پس ہر ایک کافر کی ستر
عورتین جنت مین بھی ہین جو مسلمانون کے ہاتھ آئینگی مگر اس صورت مین ستر سے زیادہ آنا
چاہیئن کس لئیے کہ کافرون کی تعداد مسلمانون سے بہت زیادہ ہے جیسا کہ گذرا اگر اس توجیہ
پہ اعتراض ہوتا ہے کہ اس صورت مین یہ ستر عورتین بھی حورون سے ہوئین نہ دنیا کی عورتون
مین سے پھر ان کا عطف حور عین پر کیسے جائز ہوگا اور ہشام ابن خالد نے جو آئندہ اسکی تشریح
کی ہے وہ بھی اس کے خلاف ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ستر عورتین دنیا کی عورتون مین سے
ہونگی چونکہ آسیہ فرعون کی بی بی کو بھی انھین سے شمار کیا ہے۔ اور ممکن ہے کہ یہ عام ہو شامل دونون
قسم کی عورتون کو واللہ اعلم **ت** ہشام ابن خالد جو راوی ہین اس حدیث کے کہتے ہین کہ دوزخ
والون سے وہ مرد مراد ہین جو دوزخ مین جائینگے اور اہل جنت اونکی عورتون کے وارث
ہو جائینگے جیسی فرعون کی بی بی کہ اوس کے وارث بھی اہل جنت ہو جائینگے کیونکہ وہ مومنہ
تھی۔ اور حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ مومن جب اولاد کی
خواہش کریگا جنت مین تو حمل اور وضع حمل اور بچے کا بڑا ہونا سب ایک ساعت مین ہو جائے گا
اوسکے حسب خواہش **ف** ترمذی کہتے ہین کہ اس مسئلہ مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ
جنت مین جماع ہوگا لیکن اولاد نہ ہوگی اور طاؤس و مجاہد و نخعی سے ایسا ہی منقول ہے اور اسحاق
کہتے ہین کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی خواہش کریگا تو اوسکے اولاد ہوگی لیکن کوئی خواہش ہی

نہ کریگا پس اولاد بھی نہ ہوگی اور آبو رزین سے مروی ہے مرفوعًا کہ اہل جنت کے اولاد نہ ہوگی
انتہی۔ مشکوٰۃ شریف مین باب صفۃ الجنۃ واہلہا کی فصل ثانی مین حدیث مرویہ حضرت ابی سعید
خدری رضی کا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ دوسرا گروہ بہشتیون کا مانند ستارہ چمکنے والے کے آسمان پر ہوگا۔
ہر ایک کے لیے اونمین سے دو عورتین ہونگی ہر عورت کے پاس ستر حُلّے ہونگے اور ہر ایک اُن
دونون عورتون سے اس صفت کی ہوگی جسکی پہلی کی ہڈی کا مغز پشت پہلی سے دیکھا جائیگا
یہ کنایہ ہے غایت لطافت وصفائی وجمال سے اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور پہلی فصل
حدیث مرویہ حضرت ابی ہریرہ مین ہے کہ بہشتیون مین سے ہر مرد کے لیے دو عورتین ہونگی حور عین
سے (حور جمع حوراء کی ہے اسکے معنی عورت سفید چشم اور سیاہ چشم کی اور عین جمع عیناء کی ہے اسکے
معنی فراخ چشم کے ہین) اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ حضرت ابی سعید خدری رض کی روایت مین بہتر
عورتین ہین اور اس حدیث مین دو ہین تو اوسکا جواب یہ ہے کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ عورتین دو
ہونگی اس جنس کی کہ حور العین ہین مع اور صفتون کے جو مذکور ہوئین۔ اور باقی اور جنس کی پس کوئی
مخالفت نہین ہے اس مین کہ دو عورتین اس جنس کی ہون اور اور عورتین بہت سی اور جنس کی ہون
انتہی بقدر الضرورۃ باقی یہ حدیث متفق علیہ ہے اور حدیث مین عزب کی لفظ آئی ہے اور عزب
کہتے ہین اوس مرد کو کہ جس کے عورت نہ ہو کذا فی النہایہ اور جس عورت نے کہ کئی شوہر کیے یکے بعد
دیگرے تو بعض حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آخر شوہر کو ملیگی اور بعض حدیثون سے ظاہر ہوتا ہے
کہ وہ عورت اختیار دیجاویگی اون شوہرون مین سے جس کو پسند کریگی اوس کے پاس رہیگی اور اصح
یہ ہے کہ وہ عورت مرتے وقت جسکے نکاح مین ہوگی جنت مین اوسی کو ملیگی اور اگر مرتے وقت
کسی کے نکاح مین نہ ہوگی تو اختیار دیجائیگی فقیہ ابو اللیث حنفی علیہ الرحمۃ باب ایکسو چھ بستان العارفین
مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۵۴ و ۲۵۵ مین لکھتے ہین کہ جس عورت کے دنیا مین دو خاوند ہون گے

اوس مین اختلاف ہے کہ آخرت مین کس کو ملیگی بعضے کہتے ہین کہ پچھلے شوہر کو ملیگی اور بعضے کہتے ہین کہ اوس کو اختیار ہوگا جس کو وہ پسند کرے اور حدیث مین مؤیدان دونون فریق کے قولون کا آیا ہے لیکن جسکا قول یہ ہے کہ آخر شوہر کو ملیگی وہ اس وجہ سے کہ حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان نے پیغام نکاح بھیجا ام الدرداؓ کے پاس اونھون نے کہلا بھیجا کہ مین نے ابو الدرداؓ سے سنا ہے کہ وہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرکے بیان کرتے تھے کہ آپ فرماتے تھے کہ عورت اپنے پچھلے خاوند کو آخرت مین ملیگی اور ابو الدرداؓ نے کہا تھا کہ اگر تم کو آخرت مین میری زوجہ ہونا پسند ہو تو میرے بعد نکاح نہ کرنا اور جس کا قول یہ ہے کہ عورت کو اختیار ہوگا کہ جس خاوند کو وہ چاہے لیلے اوس کی سند یہ ہے کہ حضرت ام حبیبہؓ فرماتی ہین کہ مین نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ بعض عورت ہم مین ایسی ہوتی ہے کہ اوس کے دو خاوند ہوتے ہین تو وہ آخرت مین کس کی ہوگی آپ نے فرمایا کہ اوس کو اختیار دیا جائیگا وہ اوس خاوند کو اختیار کریگی جو معاشرت مین اوس کے ساتھ اچھا رہا ہو پھر آپ نے فرمایا کہ خوش خلقی دنیا و آخرت دونون کی نیکیان لیگئی انتہی۔ اور ابن دیبعؒ کتاب تمیز الطیب من الخبیث مین لکھتے ہین کہ عورت آخر خاوند کی ہوگی۔ اسی کو طبرانی نے معجم کبیر مین ابی الدرداء سے اور خطیب نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مرفوعًا روایت کیا اور علامہ سیوطی نے بھی جامع صغیر مین اسی حدیث کو انھین دونون کتابون سے نقل کیا ہے اور حدیث حضرت ام حبیبہؓ کو جمع الجوامع مین خرائطی سے نقل کیا ہے قدوۃ المحدثین امام نووی تہذیب الاسماء واللغات مین ام الدرداء کے حال مین لکھتے ہین کہ حضرت معاویہؓ نے پیغام نکاح بھیجا ام الدرداء کے پاس ابو الدرداءؓ کی وفات کے بعد اونھون نے کہلا بھیجا کہ ابو الدرداءؓ نے کہا کہ حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ عورت اپنے اخیر شوہر کو ملیگی تو مین ابو الدرداء کے بعد دوسرا شوہر کرنا نہین چاہتی تاکہ اون کو پھر مین جنت مین پاؤن اور اونھین کے پاس رہون علامہ ابن حجر نے اپنی کتاب زواجر عن اقتراف الکبائر مطبوعہ مصر مین ان دونون حدیثون

[1] دیبع بفتح دال مہملہ و تحتانیہ و بای موحدہ و در آخر عین مہملہ بر وزن فیعل کذا قال الشیخ عبد الحق محدث الدہلوی فی حاشیہ سفر السعادۃ ۱۲ منہ

مین توفیق کی ہے اور لکھا ہے کہ جس عورت کے کئی خاوند دنیا مین ہون تو اگر وہ کسی ایک کی عصمت مین مرجاے تو وہ عورت اوسی کی رہیگی اور کسی کی نہ ہوگی کیونکہ وہ آخری شوہر ہے اور اگر کسی کی عصمت مین نہ مرے تو اوس کو اختیار دیا جائیگا جس کو وہ پسند کرے اوس کو لیلے کیونکہ اونمین سے ایک بھی اولی نہین ہے واللہ تعالی اعلم پھر زواجر کی جلد دوم مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۸۱ مین الامر الرابع فی الجنة ونعیمها مین لکھتے ہین کہ جو کچھ اس حدیث مین اختیار ظاہری عورت کا سمجھا جاتا ہے وہ مخالف ہمارے بعض ایمہ کے قول کے نہین ہے جو یہ ہے کہ وہ عورت شوہرون مین سے پچھلے شوہر کو ملیگی اس لیے کہ حدیث مین جو ہے وہ اوس عورت کے بارہ مین ہے جو مرجاے اور کسی کی عصمت مین نہ ہو اور قول مذکور اوس عورت کے بارہ مین ہے کہ جو مرجاے اور کسی ایک کی عصمت مین ہو تو وہ اوسی ایک کو ملیگی نہ دوسرے کو بخلاف اوس عورت کے جو مرجائے اور کسی ایک کی عصمت مین نہو یعنی اوس کے کئی شوہر ہو چکے ہون اور کوئی اون مین اولی نہو تب اوس عورت کو اختیار رہوگا انتہی فائدہ امام نووی اپنی کتاب تہذیب الاسماء واللغات مین لکھتے ہین کہ ابو الدرداؓ کی دو بیبیان تھین اور دونون کی کنیت ام الدرداء تھی ایک ام الدرداء کبریٰ کہلاتی تھین اور دوسری ام الدرداء صغریٰ کبریٰ صحابیہ ہین اور صغریٰ تابعیہ کبریٰ کا نام خیرہ ہے خاء معجمہ کے زبر سے اور انھین کا ذکر مہذب مین ہے اور ام الدرداء صغری کا نام ہجیمہ ہاء کے پیش اور جیم کے زبر اور اوسکے بعد یاء ساکن پھر میم اور بعضے کہتے ہین جہیمہ بنت حیی اور بعضے کہتے ہین حیؓ اوصابیہ اور بعضے کہتے ہین وصابیہ وصاب ایک گروہ ہے حمیر سے بخاری نے اپنی صحیح مین ابواب صفة الصلوٰة مین لکھا ہے کہ ام الدرداءؓ فقیہہ تھین محدثین نے ان کے عاقلہ و فقیہہ و فہیمہ و جلیلة الشان ہونے پر اتفاق کیا ہے ابو الدرداءؓ نے دمشق مین انھین کو چھوڑ کر وفات پائی تب حضرت معاویہؓ نے ان کو پیغام نکاح دیا اور انھون نے انکار کیا اور یہ بلال بن ابی الدرداء کی مان ہین انھون نے ابو الدرداء اور ابو ہریرہ و عائشہ

رضی اللہ عنہم سے حدیث سنی اوران سے بہت سے کبار تابعین نے روایت کی اور مسلم اپنی صحیح
مین روایت کرتے ہین کہ حمیدی نے آخر کتاب جمع بین الصحیحین مین لکھا ہے کہ ابوبکر برقانی کہتے
ہین کہ ام الدرداء صغری وہ ہین جن سے روایت صحیح مین ہے اور ام الدرداء کبری صحابیہ کی کوئی
حدیث صحیحین مین نہین ہے تاریخ دمشق مین ام الدرداء کبرے صحابیہ کے حال مین ہے کہ ان کا نام
خیرہ بنت ابی حدرد ہے اور ابی حدرد کا نام سلامہ بن عمیر یہ بہن تھین عبداللہ بن ابی حدرد کی ۔ اور یہ
اسلمیہ تھین اوران کی کنیت ام محمد ہے ام الدرداءؓ ابوالدرداءؓ کے سامنے انتقال کر گئین پھر اوسی
تاریخ مین ام الدرداء صغری ہجیمہ کے حال مین ہے کہ انھون نے روایت کی ابوالدرداء اور ابوہریرہؓ اور
عائشہ رضی اللہ عنہم سے اور یہ زاہدہ وفقیہہ تھین تاریخ دمشق مین ہے کہ ام الدرداءؓ صغری نے ابوالدرداءؓ
سے اون کی وفات کے وقت کہا کہ تم نے دنیا مین میرا پیغام دیا میرے مان باپ کو اونھون نے
مجھکو تم سے بیاہ دیا اب مین تم سے اپنا پیغام آخرت مین دیتی ہون تب اونھون نے کہا کہ میرے
بعد نکاح نہ کیجیو بعد اون کی وفات کے حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان نے پیغام دیا تو اونھون نے
ابوالدرداءؓ کا قول کہلا بھیجا تب امیر معاویہؓ نے کہا کہ بس اب رُکی رہیو کسی سے نکاح نہ کیجیو اور ایک
روایت مین ہے کہ امیر معاویہؓ نے جب ان کو پیغام نکاح بھیجا ابی الدرداء کی وفات کے بعد
تو انھون نے کہا کہ مین نے ابوالدرداءؓ سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے تھے کہ عورت اپنے آخری خاوند کو ملیگی تو مین ابوالدرداءؓ کے بعد کسی دوسرے سے نکاح کرنا چاہتی
نہین بلکہ چاہتی ہون کہ جنت مین میرا نکاح پھر اونھین کے ساتھ ہو اور ایک روایت مین ہے کہ
اونھون نے کہا کہ مین قسم اللہ کی دنیا مین کوئی خاوند نہ کرون گی تا کہ ابوالدرداء کے ساتھ انشاءاللہ
پھر جنت مین نکاح کرون ۔ اور ایک روایت مین ہے کہ اونھون نے کہلا بھیجا کہ مین ابوالدرداء کا بدل
نہین چاہتی ہون انتہی بقدر الضرورت

وصل اوّل مہر کے معنون کے بیان مین

مہر کے چند نام ہین۔ مہر و صداق و صدقہ و نحلہ و عقر و عطیہ و حبا بکسر الحاء و علایق و فریضہ اجر
صاحب نہر الفائق نے اس کو نظم کیا ہے ؎

صداق و مهر نحلة و فريضة　　　　حباء و اجر ثم عقر و علايق

صداق بفتح صاد و کسرۂ صاد یہ ماخوذ صدق سے ہے اس واسطے کہ یہ خبر دیتا ہے صدق رغبت
وراست بازی زوج سے زوجہ کے ساتھ۔ جلد دوم رد المحتار معروف بہ شامی مطبوعہ مصر کی صفحہ ۳۵۶
مین ہے کہ مہر کی تعریف عنایہ مین یہ لکھی ہے کہ مہر نام ہے اوس مال کا جو زوج پر عقد نکاح مین واجب
ہو مقابلہ بضع مین خواہ معین کرنے سے خواہ عقد سے اس پر یہ اعتراض ہوا ہے کہ یہ اوس مال کو شامل
نہین ہے کہ جو وطی بالشبہہ سے وارد ہوتا ہے اسی وجہ سے بعضون نے اس کی تعریف یون کی ہے
کہ مہر کہتے ہین اوس چیز کو جس کی عورت مستحق ہو بسبب عقد نکاح یا وطی کے نہر الفائق مین اوس کا
جواب لکھا ہے کہ معروف مہر ہے اور وہ بوجہ حکم نکاح کے ہے انتہیٰ مولوی عبد الحی لکھنوی عمدۃ الرعایہ
حاشیہ شرح وقایہ مطبوعہ مطبع انوار محمدی لکھنؤ صفحہ ۳۳ مین لکھتے ہین کہ مہر بالفتح کہتے ہین اوس چیز کو
جو دیجاے زوجہ کو زوج کی طرف سے بعوض منافع بضع کے اور وہ حنفیہ کے نزدیک مال یا ایسی چیز
ہونا چاہیے جو حکم مین مال کے ہو اور شافعی کے نزدیک مہر کا مال ہونا شرط نہین ہے بلکہ تعلیم قرآن
وغیرہ بھی مہر ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے انتہیٰ بقدر الضرورۃ در مختار اور اوس کے ترجمہ غایۃ الاوطار
کے صفحہ ۳۹ باب المہر مین ہے کہ اقلہ عشرۃ دراهم لحديث البيهقي وغيره لا مهر اقل
من عشرة دراهم یعنی کمتر درجہ مہر کا دس درہم ہے بدلیل حدیث بیہقی وغیرہ کے کہ نہین ہے مہر
کمتر دس درم سے اور اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن بسبب کثرت طرق درجۂ حسن تک پہونچ گئی ہے

تولائق صحبت کے ہوئی کذافی النہر ودوایۃ الاقل تحمل علی المعجل اور روایت اقل دس درم کی محمول ہی مہر معجل پر مثلا بخاری اور مسلم مین سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری مرد سے مہر کے واسطے فرمایا کہ تو کچھ تلاش کر لا اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو اور سنن ابوداؤد مین جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے اپنی عورت کے مہر مین دو لپ بھر کر ستو یا کھجور دیے اوس نے وطی کو حلال کر لیا حالانکہ لوہے کی انگوٹھی اور اتنے ستو اور کھجور دس درم سے نہایت کم ہین تو ایسی روایات کا شارح نے جواب دیا کہ کمتر کی روایت مہر معجل پر محمول ہے اس واسطے کہ عرب کی عادت یہ تھی کہ مہر مین سے کچھ قبل دخول کے جلد ادا کر دیتے تھے۔ یہ مراد نہین ہے کہ سوائے انگوٹھی اور ستو کے اور کچھ مہر نہ تھا علاوہ اسکے حدیث جابرؓ کی متعہ کے مہر کی ہے تو قیاس نکاح کا متعہ پر جایز نہین اور ایک شخص نہایت محتاج تھا چند سورتین قرآن مجید کی اوس کو یاد تھین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس کا نکاح ایک عورت سے کر دیا اور فرمایا ملکتہا بما معك من القرآن یعنی مین نے تجھکو عورت کا مالک کر دیا بسبب قرآن کے جو تیرے ساتھ ہے اس سے یہ بات نہین ثابت ہوتی کہ قرآن کو مہر ٹھیرایا اور اسی واسطے عورت کو قرآن سکھلانا شرط نہین کیا بلکہ مطلب یہ ہے کہ حفظ قرآن کی بزرگی سے تیرا نکاح کر دیا اور اغلب یہ ہے کہ مہر اوس کا حضرت نے خود ادا کیا ہوگا اس واسطے کہ محتاج مسلمین کے اخراجات کے حضرت خود کفیل ہوا کرتے تھے فضۃ وزن سبعۃ مثاقیل کما فی الزکوٰۃ چاندی کے دس درم جو وزن مین سات مثقال کے برابر ہین چنانچہ بیان زکوٰۃ مین مذکور ہو چکا دس درم شرعی کے ساڑھے اکتیس ماشہ ہوتے ہین جس کے ڈیڑھ ماشہ کم تین روپیہ ہوئے اگر گیارہ ماشہ کا روپیہ ہو مضروبۃ کانت اولا ولو دینا او عرضا قیمتہ عشرۃ وقت العقد اما ف

ضمانہا بطلاق قبل وطی فیوم القبض درہم سکہ دار ہون یا بے سکہ جیسے چاندی کے ڈلے

یا پتر اگرچہ قرض ہو یعنی شوہر کے دس درہم کسی پر قرض تھے اور اوس نے نکاح مین اونھین دس درہون کا مہر مقرر کیا تو جائز ہے یا کوئی جنس ایسی ہو جس کی قیمت دس درم ہون وقت نکاح کے تو اگر بعد نکاح اوس کی قیمت کم ہو جاے تو کچھ ضرر نہین لیکن جنس کی قیمت کے ضامن ہونے مین بسبب طلاق قبل الوطی کے تو قبضہ کرنے کے دن کا اعتبار ہے مثلاً عورت کا نکاح ایک کپڑے پر ہوا جس کی قیمت دس درہم تھی پھر جس دن عورت نے کپڑے پر قبضہ کیا تو قیمت اوسکی بیس درہم ہو گئی تھی سو طلاق دی اوس کو شوہر نے قبل دخول کے اور کپڑا ضایع ہو گیا تو عورت کو دس درہم پھیر دینا چاہیے اس واسطے کہ اگرچہ کپڑا اول دس درہم کا تھا لیکن جس دن عورت کے قبضے مین آیا تو بیس کا تھا ھکذا فی حاشیۃ المدنی نقلاعن المحیط انتہی بقدر الضرورۃ۔ مرزا حسن علی محدث لکھنوی تحفۃ المشتاق مین لکھتے ہین کہ مقدور سے زیادہ مہر باندھنا مکروہ ہے اور بطریق تفاخر ومباہات زیادہ مہر باندھنا کراہت رکھتا ہے اوس سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ برکت نکاح خوبی عورت کی قلت مہر مین ہے جیسا کہ حدیث صحیح مین وارد ہوا بلکہ مہر مسنون مہر ازواج مطہرات و بنات مقدسات جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور وہ زیادہ پانچ سو درہم سے ازواج مین۔ اور چار سو مثقال چاندی سے صاحبزادیون مین نہ تھا اور مہر حضرت زہرا کا چار سو مثقال چاندی تھا کذا فی مواہب اللدنیہ مشکوٰۃ شریف کی جلد سوم کتاب النکاح باب الصداق کی دوسری حدیث مین بروایت حضرت ابی سلمہؓ مروی ہے وہ کہتے تھے کہ مین نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا کہ حضرت کی بی بیون کا مہر کتنا تھا تو آپ نے فرمایا کہ بارہ اوقیہ اور ایک نش (اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) حضرت عائشہؓ نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ نش کیا ہے مین نے کہا نہین فرمایا آدھا اوقیہ۔ پس یہ سب پانچ سو درہم ہوے اس حدیث کو مسلم نے

سلہ اسی طرح حاشیہ مدنی مین نقل ہے محیط سے منقول ہے ۱۲

روایت کیا[1] میں کہتا ہون کہ یہی حدیث سنن ابوداؤد کے باب الصداق مین بھی ہے اور فصل ثانی مشکوۃ مین حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ خبردار بھاری مہر نہ باندھو عورتون کا کیونکہ اگر بھاری مہر باندھنا دنیا مین سبب بزرگی اور اللہ کے نزدیک موجب تقوے ہوتا تو اس کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ لائق تھے مجھے نہین یاد ہے کہ آپ نے اپنی کسی بی بی سے نکاح یا اپنی کسی بیٹی کا نکاح بارہ۱۲ اوقیہ سے زیادہ پر کیا ہو اس حدیث کو احمد اور ترمذی و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ و دارمی نے روایت کیا اور بارہ اوقیہ کے چار سو اسّی۴۸۰ درہم ہوتے ہین اور آیندہ ایک حدیث آتی ہے کہ حضرت ام حبیبہ کا مہر چار ہزار درہم تھا وہ حضرت عمرؓ کے قول سے مستثنے ہے اس لیے کہ ان کا اس قدر مہر نجاشی بادشاہ حبشہ نے بسبب تعظیم و تکریم آنحضرتؐ کے حبشہ مین باندھا تھا اور حضرت عایشہؓ کی روایت سے اوپر گذرا کہ حضرتؐ کی بی بیون کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ تھا اور اس حدیث مین ہے کہ بار۱۲ہ اوقیہ تھا تطبیق ان مین یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے محض اوقیہ ذکر کیے اور کسور کا ذکر نہین کیا معہذا حضرت عمر نے نفی زیادتی کی اپنے علم مین بیان کی شاید اون کو خبر اوس زیادتی کی جو حضرت عایشہ کی روایت مین ہے نہ پہونچی ہو نیز آپ نے بیان افضل و اولی کا فرمادیا ورنہ اس سے زیادہ مہر کے جایز ہونے مین کلام نہین ہے انتہی طیبی شرح مشکوۃ مین لکھتے ہین ہمارے اصحاب نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے پانچ سو۵۰۰ درہم کے مہر کے مستحب ہونے پر انتہی۔ بہجۃ المحافل مین ہے کہ اکثر مقدار مہر حضرتؐ اور حضرتؐ کی صاحبزادیون کے پانچ سو۵۰۰ درہم تھے پس یہی سنت ہے اسی کو اختیار کرنا اور اسی کی رسم بنانا اور اسی پر قائم رہنا چاہیے واللہ اعلم انتہی مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی اپنی مجموعۃ الفتاوی کی جلد دوم کے صفحہ ۹۲ و ۹۳ مین ایک استفتا کے جواب مین لکھتے ہین کہ اگرچہ مہر کی جانب زیادتی

---

[1] جلد دوم مظاہر حق کے صفحہ ۱۵۵ مین ہے کہ مہر مثل کہتے ہین باپ کی قوم کے مہر کو جیسے پھوپھیون اور بہنون اور چچا کی بیٹیون کا بشرطیکہ مساوی ہون دونون عمر و جمال و مال و عقل و دین و بکارت یا ثیابت مین اور ایک زمانہ اور ایک شہر مین ہون انتہی۔ باقی تحقیق مہر مثل درمختار اور اوس کے ترجمہ غایۃ الاوطار مین دیکھ لینا چاہیے ۱۲ منہ

کی کوئی حد شرعًا نہین ہے کہ اوس سے زائد نہو مگر زیادہ مہر باندھنا ایسا کہ قدرت شوہرت اوس کا ادا کرنا باہر ہے جیسا کہ اکثر بلاد مین اس زمانہ مین دستور ہے منجر اس امر کی طرف ہوتا ہے کہ ادا کرنے کی نیت نہین ہوتی ہے اور حدیث مین وارد ہے کہ جو شخص نیت نہ ادا کرنے کی رکھیگا وہ حکم زانی کا رکھتا ہے (شہروں ۱۲)

ابن حجر مکی زواجر عن اقتراف الکبائر مین لکھتے ہین[۵۱] السابعة والستون بعد المأتین ان یتزوج امرأة وفی عزمه ان لا یوفیها صداقها لو طلبته اخرج الطبرانی بسند رواة ثقات انه صلی الله علیه وسلم قال ایما رجل تزوج امرأة علی ما قل من المهر اوکثر ولیس فی نفسه ان یودی الیها حقها خدعها فمات ولم یود الیها حقها لقی الله یوم القیامة وهو زان - انتهی اور شرعًا مہر کم باندھنا موافق سنت ہے اور اوس کی زیادتی خلاف سنت - تفسیر در منثور مین ہے[۵۲] اخرج سعید ابن منصور وابو یعلی بسند جید عن مسروق قال رکب عمر ابن الخطاب المنبر وقال یا ایها الناس ما اکثارکم فی صداق النساء وقد کان رسول الله صلی الله علیه وسلم واصحابه انما الصدقات فیما بینهم اربعمائة درهم فما دون ذلك ولو کان الاکثار فی ذلك تقوی عند الله ومکرمة لم تسبقوهم الیها انتهی اور جو لوگ اس سنت سے انکار کرتے ہین اور رسم آباو اجداد کو نہین چھوڑتے اور طریقہ رواجیہ کو مستحسن اور طریقہ شرعیہ کو مستقبح سمجھتے ہین وہ لوگ گنہگار ہونگے واللہ اعلم

[۵۱] دو سو سرسٹھوان امر منجملہ گناہون کبیرہ کے یہ ہے کہ مرد کسی عورت سے نکاح کرے اور اوسکے ارادے مین ہو کہ عورت کا مہر باوجود اوسکی طلب کے پورا نہ ادا کرے طبرانی بذریعہ ثقہ راویون کے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے کم یا زیادہ مہر پر اور اوسکی نیت مین مہر کا ادا کرنا نہو بلکہ فریب کرتا ہو اور بغیر ادائے مہر مرجاے تو قیامت کے روز اوسکا حکم زانی کا ہوگا ۱۲ منہ [۵۲] سعید بن منصور اور ابو یعلی بسند جید مسروق سی روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت عمرؓ نے ایک روز منبر پر آکر فرمایا کہ اے لوگو تم عورتون کے مہر مین زیادتی کیون کرتے ہو حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب کے زمانہ مین مہر چار سو درہم سی زائد نہ تھا بلکہ اس سی کم اور اگر مہر مین زیادتی باعث تقوی و مکرمت ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اون کے واسطے زیادہ دیتے تھے ۱۲ منہ

وصل دوم تحقیق مہر فاطمی مین

مہر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا چارسو مثقال نقرہ تھا - یہ لکھا ہے روضۃ الاحباب و مواہب اللدنیہ ومدارج النبوۃ و شرعۃ الاسلام و رسالہ نجات[1] الارواح فی احکام النکاح و تاریخ الخمیس[2] فی احوال انفس النفیس و کتاب المشرع[3] الروی فی مناقب السادات العلوی و آلشاہ[4] المقبول بفضل ابناء الرسول مین - اور یہی مہر فاطمی کا چارسو[4] مثقال فضہ یعنی چاندی ہونا مع سارے قصہ نکاح کے شیخ نورالدین علی ابن محمد بن احمد مالکی مکی مشہور بہ ابن الصباغ نے اپنی کتاب فصول المہمہ فی احوال الائمہ مین اور شیخ یوسف بن اسماعیل بنہانی نے رسالہ شرف المؤبد لآل محمد مین اور سید مؤمن بن حسن بن مؤمن شبلنجی نے اپنی کتاب نورالابصار فی مناقب اہل بیت الاطہار مین شیخ ابو علی حسن بن احمد بن ابرہیم بن سنان سے اور اونھون نے مرفوعًا حضرت انس سے نقل کرکے لکھا ہے اور شیخ علی بن برہان الدین حلبی شافعی صاحب سیرت حلبیہ نے جلد ثانی سیرۃ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۷۱ و ۲۷۲ مین غزوہ بنی سلیم کے بیان مین لکھا ہے کہ اسی سنہ مین نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوا پہلی روایت مین اونھون نے قصہ زرہ خطیہ کی بیع کا چارسو اسی[5] درہم پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا وہ زرہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو واپس دینا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا زرہ اور درہمون کو لاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین پیش کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دعائین دینا پھر اس قصے مین جو زیادتی بعضون نے نقل کی ہے اوس کا کذب وموضوع ہونا فتاوی جلال الدین سیوطی سے لکھا ہے پھر یہ لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عقد کرنا منظور ہوا تو آپ نے خطبہ پڑھا اس طرح سے کہ الحمد للہ المحمود بنعمتہ تا آخر اور بعد اوسکے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھے حکم کیا کہ مین فاطمہ کو علی کے ساتھ بیاہ دون چارسو مثقال فضہ کے مہر پر کیا اے علی تم

---

[1] یہ رسالہ تالیف ہی شیخ امام احمد دارمی خلیلی حنفی کا ۱۲ [2] یہ کتاب تالیف ہی شیخ حسین بن محمد بن حسن الدیار بکری کی ۱۲ منہ

[3] یہ کتاب تالیف ہی علامہ محمد ابن ابی بکر شلی باعلوی کی ۱۲ [4] یہ رسالہ تالیف ہی سید ابوبکر بن شہاب الدین علوی حسنی شافعی حضرمی کا ۱۲ منہ

اس پر راضی ہو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بعد خطبہ پڑھنے کے کہا کہ مین راضی ہون خطبہ کی عبارت
کا ترجمہ یہ ہے کہ سب تعریفین ثابت ہین اللہ کے واسطے بطور شکریہ اوس کی نعمتون کے اور مین
گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ کوئی معبود نہین ہے سوائے اللہ کے اوس طور شہادت سے
جو اوس کو پسندیدہ ہو اور ایک روایت مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی
تم بھی اپنے لیے خطبہ پڑھو تب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا الحمد للہ الذی لا یموت وھذا
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زوجنی ابنتہ فاطمۃ علی صداق مبلغہ
اربعمائۃ درہم فاسمعوا ما یقول واشہدوا قالوا ما تقول یا رسول اللہ قال اشہدکم
انی قد زوجتہ کذا اس روایت کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے اور حافظ ابن کثیر نے کہا کہ
یہ خبر منکر ہے اور اس مین بہت سی حدیثین منکرہ اور موضوعہ واقع ہوئی ہین جن کو ہم نے نہین لکھا
جب عقد ہو چکا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طبق چھوہارے کا منگوایا اور سامنے رکھا اور حاضرین
سے فرمایا کہ لوٹ لو انتہی اور حضرت سید احمد دحلان سیرۃ نبویہ کے صفحہ ۱۰ مطبوعہ مصر غزوۃ السویق
ذکر تزویج حضرت سیدہ مین لکھتے ہین کہ حضرت انس رض کہتے ہین کہ پہلے حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ
عنہما حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیغام اپنے ساتھ دینے کی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے حضور مین حاضر ہوے اور عرض کیا آنحضرت م نے کچھ جواب نہین دیا اور ایک روایت مین ہے کہ
آپ نے فرمایا کہ مین منتظر ہون اللہ کے حکم کا جہان وہ فرمائیگا وہان اوس کا عقد کرونگا پھر ان
دونون صاحبون نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہا کہ تم پیغام دو تا آخر قصہ اور اس روایت مین

سلہ سب تعریفین ثابت ہین اوس اللہ کے واسطے کہ جس کے لیے موت نہین ہے اور یہ محمد خدا کے رسول ہین خدا
کی رحمت اور سلام اونپر انہون نے میرے ساتھ اپنی بیٹی فاطمہ کا نکاح کر دیا مقدار مہر چارسو درہم پر اے حاضرین سنو کہ آپ
کیا فرماتے ہین اور گواہ رہو حاضرین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہین آنحضرت م نے فرمایا کہ مین تم کو
گواہ کرتا ہون کہ مین نے فاطمہ کا نکاح علی سے کر دیا ۱۲ منہ

زرہ کی فروخت کا تذکرہ اور جہیز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اور تذکرے ہین لیکن کہین مہر
کا کچھ ذکر نہین ہے پھر ابن عساکر کی روایت حضرت انس سے نقل کی ہے وہ یہ کہ حضرت فاطمہ
رضی اللہ عنہا کا پیغام حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دیا بعد پیغام دے چکنے حضرت ابو بکر اور
حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ
میرے رب نے مجھے حکم دیا کہ مین فاطمہ کا نکاح تمھارے ساتھ کر دون اور طبرانی نے مرفوعًا
برجال ثقات روایت کیا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا کہ مین بیاہ دون فاطمہ کو علی کے ساتھ پھر بعد
چند دنون کے حضرت انس رض سے حضرت ابو بکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت عبد الرحمن
بن عوف رضی اللہ عنہم اور چند انصار کا بلانا اور اون کا آنا اور مجلس کا منعقد ہونا اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ پڑھنا اور یہ فرمانا کہ مین نے فاطمہؑ کو علیؓ کے ساتھ چار سو مثقال چاندی پر
بیاہ دیا - اور پھر چھوہارے لٹانا اور پھر جب جناب امیر علیہ السلام آئے تو اون سے یہ فرمانا کہ مین نے
چار سو درہم[1] چاندی پر تمھارا نکاح کیا تم راضی ہوا اور اون کا خطبہ پڑھنا اور وہی مقدار بیان کرنا
یہ سب لکھا ہے پھر دوسری روایت ابی الحسن ابن شاذان کی نقل کی ہے اور اوس مین چار سو
مثقال چاندی کے لیے آپ کا فرمانا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اوس پر رضامند ہونا نقل
کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ پھر بعد عقد کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بارک اللہ لکما
وبارک فیکما واعز جدکما واخرج منکما الکثیر الطیب انتہی بقدر الضرورۃ اور صاحب
مواہب لدنیہ کے اس قول کی شرح مین کہ جاء ان اللہ امرنی ان ازوج فاطمۃ من علی بن ابی
طالب فاشھد وانی قد زوجتہ علے اربع مائۃ مثقال فضۃ ہے علامہ شیخ محمد ابن

[1] لفظ درہم بیان یا لکھنے والے کے سہو سے ہے یا اس وجہ سے کہ درہم و مثقال ہم وزن ہوگا جیسا کہ آیندہ آتا ہے مولوی برہان الدین
صاحب نے اپنے رسالے مین لکھا ہے کہ درہم قدیم بمعنی مثقال کے ہے کہ جو مقدار مین سو جو کے ہے ۱۲ منہ [2] برکت دے
اللہ تم دونوں کے لیے اور تم دونون مین اور عزیز کرے تم دونون کی کوشش کو اور پیدا کرے تم سے اولاد پاکیزہ ۱۲ [3] بیشک
اللہ نے مجھے حکم دیا کہ مین نکاح کر دون فاطمہ کا علی بن ابیطالب سے تم لوگ گواہ رہو کہ مین نے اوسکا نکاح کر دیا چار سو مثقال چاندی پر ۱۲ منہ

عبدالباقی زرقانی مالکی جلد دوم زرقانی شرح مواہب لدنیہ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲ مین لکھتے ہین
کہ وہ جو سابق کی حدیث مین آیا ہے کہ آپ نے اپنی زرہ چارسو اسی ۴۸۰ درہم کو بیچی تو ممکن ہے کہ
درہم انداز کیے گئے ہون مثقال کے وزن کے ساتھ (یعنی درہم و مثقال ہم وزن ہون) یا زرہ
کی قیمت پر زائد ہوا احمد بن عبداللہ حافظ محب الدین مکی نے ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ
مین لکھا ہے کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے مہر مین اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ زرہ تھی اور
وہان اوس وقت نہ روپیہ تھا نہ اشرفی اور بعض کہتے ہین کہ چارسو اسی ۴۸۰ درہم تھے اور ان دو
قولون کے مؤید بھی موجود ہین اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عقد واقع ہوا زرہ پر اور آپ نے اوس کو
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیا کہ بیچ لاؤ آپ بیچ لائے اور اوس کی قیمت حاضر کی تو ان دونون
حدیثون مین کوئی مخالفت نہین اور اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ مہر مہر مثل حضرت سیدہ رضی اللہ
عنہا کا تھا کیونکہ سیوطی نے لکھا ہے کہ مین نے بعض مجامیع مین تکریتی[1] سے منقول دیکھا ہے کہ حضرت
سیدہ رضی اللہ عنہا کے حق مین مہر مثل متصور نہین اس واسطے کہ آپ خود بے مثل تھین سیوطی
کہتے ہین کہ یہ قول عمدہ ہے با بلاغت پھر ایک روایت ابی الحسن ابن شاذان کی نقل کی ہے
کہ اوس مین بھی لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ
بیشک اللہ نے مجھکو حکم کیا کہ مین بیاہ دون فاطمہ کو تمھارے ساتھ چارسو مثقال چاندی پر انتہی
بقدر الضرورۃ اور پھر اوسی صفحہ مین لکھتے ہین کہ حضرت انس کی حدیث کو ابن عساکر کا غریب کہنا
اور اوس مین راوی کا مجہول ہونا غلط ہے کیونکہ اس کو حافظ ابن حجر نے لسان المیزان مین معتبر
رکھا ہے اور صاحب میزان کا یہ کہنا کہ یہ جھوٹ ہے رد کیا گیا۔ کیونکہ اس کا اسناد [illegible] کی نزدیک

[1] تکریت تا کے زبر سے عراق مین ایک مشہور شہر ہے ابو الفتح ہمدانی نے کہا کہ تکریت بر وزن تفعیل۔ یہ نکلا ہے
قول عرب سے کہ کل کریت ای تام کامل چونکہ اشیاء مطلوبہ وہان اچھی اور پورے ملتے ہین لہذا اس شہر کا نام تکریت
رکھا گیا ۱۲ تہذیب الاسماء واللغات للامام النووی۔

باسناد صحیح موجود ہے اور وہ روایت بھی اوسی زرقانی مین مذکور ہے اور زرقانی مین اس بیان کی شرح مین کہ جب وہ زرہ مع اوس کی قیمت کے لیکر جناب امیر کرم اللہ وجہہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین پیش کردی تو آنحضرت نے ایک مٹھی بھر اوس مین سی لیکر فرمایا کہ ای بلال اس کی خوشبو خرید لاؤ لکھا ہے کہ ابن ابی خیثمہ کی روایت مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ چار سو اسّی کا ثلث خوشبو مین خرچ کیا جائے تو یہ مٹھی ثلث اوس چار سو اسّی کی ہوگی یا اوس سے کمتر پھر اوس مین سے اور لیکر ثلث پورا کر لیا ہوگا اور ابن سعد اور ابو یعلی کے نزدیک بسند ضعیف حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو ثلث خوشبو مین صرف کرو اور ایک ثلث کپڑون مین روضۃ الاحباب مین ہے کہ حضرتؐ نے قبضہ اون درہمون سے لیا اور حضرت بلالؓ کو دیا تا کہ فاطمہؓ کے واسطے خوشبو لاوین اور ام سلیمؓ سے کہا کہ ان بقیہ کو جہیز مین فاطمہؓ کے خرچ کرو ام سلیمؓ نے اون کو لیکر گنا تو ۲۸۰ دو سو درہم تھے اور ایک روایت مین ہے کہ دو دانگ خوشبو مین خرچ کیے گئے اور چار دانگ کپڑے اور دیگر اسباب مین اور تواریخ حبیب آلہ مین ہے کہ زرہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار سو اسّی درہم کو خریدی اور زر قیمت ادا کر کے وہ زرہ بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پھیر دی کہ اسے بھی آپ رکھیے حضرت علیؓ سب دراہم۔ زرہ کی قیمت حضور مین لائے آپ نے ایک مٹھی حضرت بلال کو دی کہ ان درہمون کی خوشبو فاطمہؓ کے لیے لے آؤ اور باقی آپ نے حضرت ام سلمہ کو دیکر فرمایا کہ اس سے جہیز یعنی خانہ داری کا سامان بی بی فاطمہ کا کردو۔ ایک پلنگ دو نہالی کتان کی ۲ دو چادر برد کی اور ایک تکیہ اور دو بازو بند چاندی کے اور ایک مشک پانی بھرنے کی اور دو گھڑے مٹی کے اور چند چیزین اسی قسم کی تیار ہوئین انتہی اور مدارج النبوۃ کے صفحہ ۱۰۱ مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ تمھارے

پاس کچھ ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ مین ایک گھوڑا اور ایک زرہ رکھتا ہون آپ نے فرمایا کہ
گھوڑے کی تم کو ضرورت ہے وہ رہنے دو اور زرہ کو بیچ ڈالو اور اوس کی قیمت لے آؤ آپ نے
اوس کو چار سو اسی درم کو بیچا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لائے آپ نے
اوس سے ایک مٹھی لیکر حضرت بلال کو دیا کہ اس کی خوشبو لاؤ اور بقیہ ام سلیم کو دیا کہ فاطمہ کے
جہیز مین صرف کرو یعنی سامان واسباب خانہ داری مین پھر دو کپڑے برد کے اور دو نہالی کتان
کی اور چار تکیہ اور دو چاندی کے بازو بند اور چادر اور تکیہ اور ایک قدح اور چکی اور مشک اور لوٹا
اور اسی طرح کی چیزین ترتیب دین اور روایت ہے کہ آپ نے مقرر کیا کہ اندر گھر کے کام جیسے
روٹی پکانا جھاڑو دینا۔ اور جو دنا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کرین اور باہر کے کام جیسے
اونٹ کو پانی پلانا اور بازار سے کوئی چیز خرید کرنا یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ یا اون کی والدہ فاطمہ
بنت اسد کرین نقل ہے کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کا ان کامون کے کرتے کرتے رنگ روے
مبارک متغیر ہوا اور دست مبارک متاثر اور کپڑے میلے اور غبار آلودہ ہوے تو ایک مرتبہ ایک
خادم کی طلب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین گئین آپ نے فرمایا کہ مین ایسی چیز تمکو
تعلیم کرتا ہون جو خادم سے بہتر ہے جس وقت سونے لگو تو سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس بار اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
تینتیس بار اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ چونتیس بار پڑھ لیا کرو حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ مین نے
اس ورد کو کبھی ترک نہین کیا یہان تک کہ شب صفین مین بھی نہین چھوڑا انتہی۔ مین کہتا ہون
کہ مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ شریف کی جلد دوم کتاب اسماء اللہ تعالیٰ کے باب مایقال عند الصباح
والمساء والمنام کے صفحہ ۳۱۳ و ۳۱۴ کی فصل اول مین حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ
رضی اللہ عنہا آئین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اس ارادہ سے کہ شکایت کرین حضرت
سے اپنی مشقت کی کہ جو اون کے ہاتھون کو پہونچی تھی بسبب چکی پیسنے کے اور یہ خبر بھی ملی تھی کہ

حضرتؐ کے پاس مال غنیمت مین غلام آئے ہین جب یہ آئین تو اوس وقت حضرتؐ گھر مین
تشریف نہین رکھتے تھے آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ عرض کر دیجیے گا کہ
مین خادمہ مانگنے حاضر ہوئی تھی جب حضرتؐ واپس تشریف لائے تو حضرت عایشہ رضی اللہ
عنہا نے جو کچھ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کہہ گئی تھین عرض کیا حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ پھر
آنحضرتؐ ہمارے پاس اُس حالت مین آئے جب ہم لیٹ چکے تھے اپنے بچھونون پر ہم نے اوٹھنے
کا ارادہ کیا آپ نے فرمایا ٹھیرے رہو اپنی جگہ پر پھر آنحضرتؐ آکر میرے اور فاطمہ کے بیچ مین بیٹھ
گئے اور مین نے حضرتؐ کے قدم مبارک کی ٹھنڈک اپنے پیٹ پر پائی۔ اور فرمایا مین تم کو ایک
چیز بہتر اوس چیز سے بتاتا ہون جو تم نے مانگی یعنی بردہ سے اور وہ یہ ہے کہ جس وقت تم اپنے
بچھونے پر جاؤ تو پڑھو سُبْحَانَ اللہ تینتیس بار اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تینتیس بار اور اَللّٰہُ اَکْبَر چونتیس بار
پس یہ بہتر ہے خادم سے۔ روایت کی یہ بخاری اور مسلم نے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے
ہین کہ خادم واحد ہے خَدَم کا مرد و عورت دونون پر اسکا اطلاق آتا ہے صراح مین ہے کہ
خادم بمعنی چاکر اور ظاہر ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے لونڈی مانگی تھی جیسا کہ صرف
مسلم مین ہے **فائدہ** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اون دونون صاحبون کے درمیان آکے بیٹھے تو
یہ بسبب نہایت شفقت اور بے تکلفی کے تھا جیسا کہا ہے جب آئی الفت اوٹھائی گئی کلفت
(اور پائی مین نے ٹھنڈک الخ) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما
ایک لحاف مین سوتے تھے اور کہا جزری نے شرح مصابیح مین کہ بعض روایات صحیحہ مین تکبیر پہلے
ہے پس ہمارے شیخ حافظ ابن کثیر کہتے تھے کہ بعد نمازون کے سُبْحَانَ اللہ پہلے پڑھے اور وقت
ہونے کے اَللّٰہُ اَکْبَر پہلے پڑھے انتہی اور ظاہر تر یہ ہے کہ کبھی اَللّٰہُ اَکْبَر پہلے پڑھے اور کبھی بعد
کو تا کہ عمل دونون روایتون پر ہو جائے اور یہ اولیٰ و لایق تر ہے (اور یہ بہتر ہے تمھارے لیے

خادم سے) یہ آپ نے مشقت و مکروہات دنیا پر صبر کرنے کی رغبت دلائی یعنی فقر و مرض وغیرہ پر اور اسی سے اشارہ ہے طرف افضلیت فقیر صابر کے غنی شاکر پر اور روایت ہی حضرت ابو ہریرہؓ سے کہ حضرت فاطمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اس ارادہ سے حاضر ہوئین کہ حضرت سے خادم مانگین اوس وقت حضرتؐ نہین ملے پھر جب آپ نے سنا تو تشریف لائے اور فرمایا کہ مین تم کو وہ چیز بتاتا ہون کہ جو خادم سے بہتر ہے سُبحَانَ اللہ پڑھو تینتیس۳۳ بار اور اَلحَمدُ لِلّٰہِ تینتیس۳۳ بار اور اَللہُ اَکبَر چونتیس۳۴ بار بعد ہر نماز کے اور وقت سونے کے یہ نقل کی مسلم نے فائدہ پڑھنا ان تسبیحات کا وقت سونے کے دور کرتا ہے مشقت خدمت دن کو اور رنج کو انتہیٰ مین کہتا ہون کہ علامہ زرقانی نے بھی یہی روایت شرح مواہب لدنیہ مین نقل کی ہے اور اوسی شرح کی جلد دوم مطبوعہ مصر کے صفحہ ۸و۹ مین لکھا ہے کہ صحیحین اور مسند امام احمد مین ہے اور بھی حضرت انس سے مروی ہے کہ ایک بار حضرت فاطمہؓ حضرتؐ کے حضور مین حاضر ہوئین اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے پاس بچھونا نہین ہے بجز بھیڑ کی کھال کے کہ اوسی پر رات کو لیٹتے ہین اور اوسی پر اپنے اونٹ کو چارہ کھلاتے ہین آپ نے فرمایا کہ اے بیٹی صبر کر کہ موسیٰ بن عمران اپنی بی بی کے ساتھ دس۱۰ برس رہے اور اون دونون کے پاس کوئی بچھونا نہ تھا مگر عبائے قطوانیہ یعنی سفید قصیرۃ الخمل کما فی النہایہ قاموس مین ہے کہ قطوانیہ بفتحتین نسبت ہے ایک مقام کی طرف کوفہ مین (کم ریشہ دار ۱۲) حضرت حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ و حضرت فاطمہؓ کے پاس ایک چادر تھی جب اوس کو اوڑھتے تھے لمبائی مین تو دونون صاحبون کی پیٹھ کھل جاتی تھی اور جب اوڑھتے تھے چوڑائی کی طرف سے تو سر کھل جاتے تھے انتہی امام احمد نے مناقب مین حضرت علی سے نقل کیا کہ حضرت فاطمہ کے جہیز مین ایک خمیلہ تھا (خمیلہ بالام وہا) اوس بچھونے کو کہتے ہین کہ جس کے لیے خمل ہو یعنی ہدب رقیق ہین جمع خمیل کی ہے جبکہ ہا گرا دی جاوے اور (عرض کم ۱۲)

قربہ وو ساده چمڑے کی جس کے اندر خرمہ کی چھال بھری تھی اور ایک روایت مین چار وسادہ مشک
ہین آن روایتون مین توفیق یون ہے کہ ایک چارپائی پر ہوگا اور تین گھر مین اور یہ بات
دوسری ہے کہ اون دونون کا بچھونا شب نکاح بھیڑ کی کھال رہی ہو اور یہ بھی ہے کہ ان
دونون کے دو بچھونے تھے غالبًا جہیز مجموعہ اس سب کا ہوگا بعض راویون نے کچھ لکھا اور بعض
نے کچھ انتہی اور تفریح الاذکیا مین ہے کہ حضرت نے اہل بیت سے ارشاد کیا کہ فاطمہ کا جہیز تیار
کرو یعنی سامان خانہ داری چنانچہ ایک چارپائی بنائی گئی اور ریش خرمہ کی رسی سے بُنی گئی اور
ایک توشک چمڑے کی تیار ہوئی جس مین درخت خرما کا پوست (چھال) بھرا گیا۔ امام احمد نے روایت
کیا ہے کہ ایک کملی مخطط اور ایک مشک اور ایک تکیہ چرمی بھی جہیز مین تھا کذا فی المواہب اور
ایک روایت ہے کہ ایک پلنگ دو نہالی کتان کی دو چادر بُردی ایک تکیہ دو بازوبند چاندی
کے اور ایک پانی بھرنے کی مشک اور دو گھڑے مٹی کے اور چند چیزین اسی قسم کی تھین روایت
ہے کہ ایسے امور کا انصرام ام سلیم والدہ حضرت انس رضی اللہ عنہما نے کیا اور صحیح یہ ہے کہ حضرت
ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جہیز تیار کیا تھا انتہی۔ اب پھر اوسی مقدار مہر فاطمی کا حال معلوم کرنا چاہیے
کہ علامہ محب طبری نے بھی ریاض النضرہ مین مقدار مہر فاطمی چار سو مثقال فضہ لکھی ہے چنانچہ
ملا علی قاری نے یہ بیان مع خطبۂ نکاح کے حرز الثمین شرح حصن حصین مین نقل کیا ہے علامہ شیخ
ابن حجر مکی ہیتمی شافعی نے صواعق محرقہ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۸۰ گیارھوین باب فضائل اہل بیت
مین بیان عقد حضرت فاطمہ رض مین لکھا ہے کہ دوسری روایت مین حضرت انس سے جو ابی الخیر قزوینی
حاکمی کے ذریعے سے ہے مروی ہے کہ حضرت سیدہ کا پیغام حضرت علی رض نے بعد پیغام دے چکنے
حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دیا اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کیا اور فرمایا کہ
مجھکو میرے رب نے اسکا حکم کیا ہے انس کہتے ہین کہ پھر مجھکو آنحضرت صلعم نے چند دنون کے بعد بلایا اور

فرمایا کہ ابوبکرؓ عمرؓ و عثمانؓ و عبدالرحمنؓ اور چند انصاریون کو بلالاؤ جب وہ سب حاضر ہوکر جمع ہوے
اوس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ موجود نہ تھے آپ نے فرمایا الحمد للہ المحمود بنعمتہ
المعبود بقدرتہ المطاع بسلطانہ المرهوب من عذابہ وسطوتہ النافذ امرہ فی
سمائہ وارضہ الذی خلق الخلق بقدرتہ ومیزھم باحکامہ واعزھم بدینہ
واکرمھم بنبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تبارک اسمہ وتعالت عظمتہ
جعل المصاھرۃ سببا لاحقا وامرا مفترضا اوشج بہ الارحام (ای الف بینہا وجعلہا
مختلفۃ مشبکۃ) والزمہا الانام فقال عز من قائل وھو الذی خلق من الماء بشرا
فجعلہ نسبا وصھرا وکان ربک قدیرا فامر اللہ تعالی یجری الی قضائہ وقضاؤہ
یجری الی قدرہ ولکل قضاء قدر ولکل قدر اجل ولکل اجل کتاب یمحو اللہ ما
یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب پھر فرمایا کہ اللہ نے مجھکو حکم کیا کہ مین نکاح کر دون فاطمہ کا
علی ابن طالب سے تو تم سب گواہ رہو کہ مین نے نکاح کر دیا اون کا علی سے چار سو مثقال چاندی پر
اگر اس پر علی راضی ہون پھر آپ نے طبق چھوہارے کا منگایا اور فرمایا کہ لوٹ لو پس ہم سب نے لوٹ لیا
اتنے مین حضرت علیؓ تشریف لائے آپ نے اون کو دیکھکر تبسم کر کے فرمایا کہ مجھکو اللہ عز و جل نے حکم
کیا کہ مین تمھارا نکاح کر دون فاطمہ کے ساتھ چار سو مثقال چاندی پر آیا تم راضی ہو حضرت علیؓ نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین راضی ہون تب آپ نے فرمایا جمع اللہ شملکما واعز جدکما و
بارک علیکما واخرج منکما کثیرا طیبا حضرت انس کہتے ہین کہ بیشک اللہ نے اون دونون
سے بہت اولاد پاکیزہ پیدا کی پھر علامہ موصوف اسی کتاب مین لکھتے ہین کہ (تنبیہ اول) ظاہر اس
قصے کا ہمارے مذہب یعنی شافعیہ کے موافق نہین ہے کیونکہ ہمارے یہان ایجاب و قبول فورا بہ لفظ
تزویج یا نکاح کے شرط ہے نہ کہ رضیت وغیرہ قسم کے الفاظ سے اور عدم تعلیق بھی ہمارے مذہب مین

ملاحظہ جمع کرے اسنے پریشانی تم دونون کی اور عزیز کرے کوشش تم دونون کی اور برکت دے تم دونون مین اور نکالے تم دونون سے اولاد پاکیزہ بہت سارے ۱۲ منہ

شرط ہے لیکن یہ واقعہ اس حال کا محتملہ ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کو جب خبر نکاح کی پہونچی تو آپ نے فوراً قبول کرلیا اور ہمارے یہان یہ ہے کہ جس شخص نے نکاح کردیا ایک غائب کا با یجاب صحیح جیسا کہ اس نکاح مین واقع ہوا اور اوس شخص کو خبر پہونچی اور اوس نے فوراً کہدیا کہ قبلت تزویجہا او قبلت نکاحہا تو نکاح صحیح ہوگیا اور یہ آنحضرتؐ کا ارشاد کہ اگر راضی ہون علی اس کے ساتھ۔ یہ تعلیق حقیقی نہین ہے اس واسطے کہ یہ امر موقوف ہے رضامندی زوج پر اور اگر زوج کا ذکر نہین ہوا تو اوس کا ذکر تصریح ہے واقعہ کے ساتھ بعض شافعیہ نے جن کو فقہ مین مہارت کم ہے یہان پر بحث غیر مناسب کی ہے اوس سے بچنا چاہیے مین کہتا ہون کہ مواہب لدنیہ مین ہے کہ عقد حضرت علی کا اوس حالت مین کہ وہ غائب تھے اور مجلس عقد مین موجود نہ تھے محمول ہے اس بات پر کہ آپ کا وکیل حاضر تھا یا یہ کہ اوس مجمع مین عقد مقصود نہ تھا بلکہ عقد کا اظہار مقصود تھا بعد اوس کے جب جناب امیر علیہ السلام آئے تو آپ نے عقد کردیا زرقانی کہتے ہین کہ اس پر یہ اعتراض وارد ہوگا کہ پھر آنحضرتؐ نے یہ کیسے فرمایا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ مین نے فاطمہؓ کو علی کے ساتھ بیاہ دیا اور یہ کہین منقول نہین کہ جب حضرت علیؓ آئے تو دوبارہ نکاح آپ نے پڑھا مگر یہ کہیے کہ آپ کا یہ فرمانا کہ امرنی اللہ ان ازوجک فاطمۃ اگرچہ اخبار ہے مگر متضمن عقد کو ہے اس واسطے کہ آپ نے فرمایا ارضیت حضرت علیؓ نے عرض کیا قد رضیت پھر صاحب مواہب لکھتے ہین کہ یا محمول ہو اس بات پر کہ یہ خصایص آنحضرتؐ سے تھا یعنی آپ کو اختیار تھا کہ آپ جس شخص کو جس شخص کے ساتھ چاہین بیاہ دین زرقانی کہتے ہین کہ مالکیہ اس طرف گئے ہین کہ تھوڑی تفریق مضر نہین ممکن ہے کہ حضرت علیؓ کی غیبت قریبہ ہو اور ظاہر حدیث سے یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر رضی اللہ عنہ اوسی مجلس عقد مین آگئے جب کہ لوگ چھوہارے لوٹ رہے تھے یا بعد لوٹ چکنے کے اور امام ابو حنیفہؒ کی نزدیک تفریق مطلقاً جایز ہے مگر شافعیہ نے اس کو منع کیا ہے اور وہ جو ابن عساکر نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت

نے قبول کیا اوس عورت کی ترجیح یا نکاح کو ... اللہ نے مجھکو حکم دیا کہ مین تمہارے ساتھ فاطمہ کو بیاہ دون الخ

صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو خود بھی خطبہ پڑھنے کا حکم دیا اور ایجاب کرایا حضرت علی کی موجگی
مین اور حضرت علیؓ نے صحابہ حاضرین کو اوس پر گواہ کیا تو ابن کثیر کہتے ہین کہ یہ خبر منکر ہے اور
سید احمد دحلان نے بھی یہی بعینہ سیرۃ نبویہ مین لکھا ہے (تنبیہ دوم) ذہبی میزان الاعتدال مین لکھتے
ہین کہ یہ روایت غلط ہے اور محمد ابن دینار کے حال مین لکھتے ہین کہ اس نے جھوٹی حدیث روایت
کی معلوم نہین کہ یہ کون ہے انتہی شیخ الاسلام شیخ ابن حجر لسان المیزان مین لکھتے ہین کہ خبر مذکور
کہ جو منسوب ہے حضرت انسؓ کی طرف کہ وہ کہتے تھے کہ ایک روز ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے حضور مین حاضر تھے کہ آپ پر نزول وحی کی حالت کی غشی طاری ہوئی جب اوس سے افاقہ ہوا
تو فرمایا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ مین فاطمہؓ کو علی کے ساتھ بیاہ دون تو اے انسؓ تو جا کر ابوبکر و
عمر اور ایک جماعت مہاجرین و انصار کو بلا لا جب وہ سب آئے اور مجلس جمع ہوئی تو آپ نے خطبہ
پڑھا الحمد للہ المحمود تا آخر بعد اوس کے کیفیت عقد اور مقدار مہر اور دعا فرمانے اور بشارت دیے
کو ذکر کیا تو اس کو ابن عساکر نے بھی ذکر کیا ہے حضرت انس کے حال مین ابو القاسم نسیب کی ثبوت
سے اوس سند سے کہ جو اون کو محمد بن شہاب بن ابی الحیا سے ہے اور اون کو عبد الملک بن عمر کی
اور اون کو یحیی بن معین سے اور اون کو اذخین محمد سے اور اون کو ہشیم سے اون کو یونس بن عبید
سے اون کو حسین سے اون کو حضرت انس سے۔ ابن عساکر کا قول ہے کہ یہ روایت غریب ہے
اور محمد ابن طاہر نے اس کو ذکر کیا ہے تکملۃ الکامل مین اس کے راوی مین کسی قدر جہالت ہے اس
سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ذہبی کا اس کو جھوٹ کہنا قابل اعتراض ہے البتہ یہ روایت غریب ہے کیونکہ
اس کی سند مین جہالت ہے مگر آیندہ بارھوین آیت مین اس کے متعلق تفسیر آتی ہے جو ذہبی پر رد
کرتی ہوئی اس بات کو بیان کرتی ہے کہ اس قصہ کی اصل اصیل ہے اس کو یاد رکھنا چاہیے انتہی
پھر علامہ نے اسی کتاب کے صفحہ ۹۹ بارھوین آیت آیات فضائل اہل بیت مین بروایت نسائی

بسند صحیح لفقرہ عقد حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نقل کیا ہے اور ابو علی حسن بن شاذان کی روایت
متعلقہ عقد مذکور بھی نقل کی اور اوس مین مقدار مہر فاطمی چارسو مثقال لکھی ہے اور لکھا ہے کہ اکثر اس
قصہ کو ابو الخیر قزوینی حاکمی نے بیان کیا ہے اور حضرت امیر علیہ السلام کا عقد باوجود اون کی غیبت
کے جایز تھا اس وجہ سے کہ خصائص نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا کہ آپ نکاح کردین جس کا
چاہین جس کے ساتھ بلا اجازت کیونکہ آپ مسلمانون کے واسطے اولی تھے اون کی ذاتون سے اور
اس کے سوا یہ بھی احتمال ہے کہ یہ نکاح جناب امیر علیہ السلام کے وکیل کی موجودگی مین ہوا ہو اور یہ بھی
ہو سکتا ہے کہ یہ عقد نہ ہو بلکہ حضرتؐ کو خبردار کرنا منظور ہو اصحاب موجودین مجلس شریفہ کو کہ آیندہ ایسا
کیا جائیگا اور یہ ارشاد حضرت امیر علیہ السلام کا کہ رضیتہا یعنی مین اس عقد پر راضی ہوا یہ آپ کا خبر دینا
ہے اس امر پر کہ میرے وکیل کی موجودگی مین جو عقد واقع ہوا اوس کے وقوع پر مین راضی ہون
پس واقعہ حال محتملہ ہے انتہی ابی الطیب نے شرح ترمذی شریف مین لکھا ہے کہ سید جمال الدین محدث
روضۃ الاحباب مین لکھتے ہین کہ مہر فاطمی چارسو مثقال چاندی کا تھا۔ اور ایسا ہی اس کو صاحب مواہب
لدنیہ نے بھی لکھا ہے اون کا بیان یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
فرمایا کہ بیشک اللہ نے مجھے حکم دیا کہ مین تمھارے ساتھ نکاح کردون فاطمہ کا چارسو مثقال چاندی پر آور
کلام جامع یہ ہے کہ دس درہم سات مثقال ہوتے ہین جو کسور کا اعتبار نہ کیا جاے لیکن اشکال وارد
ہوگا کہ پھر ابن الہمام نے کیونکر مہر فاطمی چارسو درہم ہونے کا قول نقل کیا انتہی ملا علی قاری نے مرقاۃ
شرح مشکوۃ شریف کے باب الصداق کی فصل ثانی کی حدیث اول مرویہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کی شرح مین بھی سید جمال الدین محدث کا روضۃ الاحباب مین اور قسطلانی کا مواہب لدنیہ مین
مہر فاطمی کا چارسو مثقال چاندی ہونا اور پھر اس کلام ابن الہمام کا اشکال لکھکر لکھا ہے کہ بہرحال
یہ جو مکہ والون مین مشہور ہے کہ مہر فاطمی اونیس مثقال سونا تھا اس کی کوئی اصل نہین مگر یہ کہا جا سکتا

ہے کہ اس قدر قیمت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذرہ کی تھی جو اونھون نے حضرت سیدہ
رضی اللہ عنہا کو بطور مہر معجل کے دی تھی واللہ تعالی اعلم انتہی۔ فتح القدیر مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۰۶
باب المہر مین لکھا ہے کہ جس ظاہر حدیث سے مہر کا دس درہم سے کمتر ہونا سمجھا جاے وہان
مہر سے مراد مہر معجل ہے اس لیے کہ عرب کی عادت تھی کہ مہر مین سے کچھ جلد یعنی قبل صحبت
کرنے کے دیدیتے تھے اسی وجہ سے بعض علما اس طرف گئے ہین کہ بی بی سے صحبت نہ کرے
جب تک کہ پہلے کچھ دے نہ لے اور یہ منقول ہے حضرت ابن عباس سے اور حضرت ابن عمر
اور حضرت قتادہ اور حضرت زہری رضی اللہ عنہم سے اون کی دلیل یہ ہے کہ جب حضرت علیؓ نے
حضرت فاطمہؓ سے نکاح کیا تو صحبت کرنا چاہی تب اون کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
منع کیا اوس وقت تک کہ وہ کچھ دے نہ لین حضرت فاطمہؓ کو تب حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ
میرے پاس کچھ نہین ہے آپ نے فرمایا کہ اپنی زرہ[1] اوس کو دیدو تب حضرت علیؓ نے اپنی زرہ اون کو
دی اور صحبت کی یہ لفظ ابو داؤد کی ہے اور بھی اس کو روایت کیا ہے نسائی نے اور یہ معلوم ہے کہ مہر
فاطمی چار سو درہم چاندی کا تھا لیکن منقی بہ جواز دخول ہے قبل کچھ دینے کے بھی اسکی دلیل یہ ہے
کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھین کہ مجھکو حکم دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت
کو اوس کے خاوند پاس پہونچا دینے کا قبل اس کے کہ وہ اوس عورت کو کچھ دے اس کو ابو داؤد نے
روایت کیا تو ممانعت مذکورہ محمول ہوگی مستحب ہونے پر یعنی مستحب ہے قبل صحبت خاوند کا عورت
کو کچھ دینا تاکہ وہ خوش ہو اور اوس کے دل کو الفت ہو اور جب یہ امر مقررہ ہے تو پھر جو امر مخالف

---

[1] شرح حصن حصین کی شرح مطبوعہ مطبع نجم العلوم لکھنؤ کے صفحہ ۱۱۹ مین جو مصحح مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی کی ہی چار سو مثقال فضہ کا مہر فاطمی ہونا لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ پھر آنحضرت صلعم نے ایک طبق چھوہارے منگائے اور فرمایا لوٹ لو ہم نے لوٹ لیا اور خطبۂ نکاح بھی ملا علی قاری صاحب نے ریاض النضرہ سے نقل کیا ہے انتہی اور مولوی صاحب ممدوح حصن حصین کے خاتمے مین لکھتے ہین کہ یہ شرح حسن شرح حصن حصین سی ہے اسکا نام درۃ الثمین ہے یہی نام مین نے ایک نسخہ شرح مین لکھا دیکھا اور کشف الظنون مین مذکور ہے کہ اسکا نام الحرز الثمین ہے اور یہی جمہور مین مشہور ہے انتہی ۱۲ منہ [2] قیمت زرہ چار سو اسی درہم تھی کذا فی مواہب اللدنیہ

ہماری روایت کے ہے اوس کا قیاس بھی یہی استحباب پر واجب ہے تاکہ احادیث مین اتفاق
ہوجاوے پھر اسی طرح محمول ہوگا حکم دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لوہے کی انگوٹھی کی تلاش
کو اس بات پر کہ محبت پیدا کرنے کے طور پر کوئی چیز پہلے دینا چاہیے جب اوس شخص نے ڈھونڈھا
اور کوئی چیز نہ پائی تب آپ نے فرمایا کہ اسکے عوض مین آیتین اس کو تعلیم کردے کہ یہ تیری عورت
ہے اس کو بھی ابی داؤد نے روایت کیا انتہی بقدر الضرورۃ۔ مین کہتا ہون کہ نواب قطب الدین خان
صاحب نے مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ شریف کی جلد سوم کتاب النکاح باب الصداق کی فصل اول
حدیث اول کے ترجمے مین تحقیق مقدار مہر مین جو عبارت لکھی ہے وہ بعینہ ترجمہ عبارت فتح القدیر کا
معلوم ہوتا ہے اوس مین اونھون نے یہ لکھا ہے کہ اور یہ معلوم ہی ہے کہ مہر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
کا چارسو مثقال چاندی تھا پس اونھین سے اس قدر دینے کا حکم کیا تو واقعی اگر یہ عبارت فتح القدیر کا
ترجمہ ہے اور اوس مین لفظ مثقال اونھون نے لکھی دیکھی ہے تو اون کے نزدیک اصل فتح القدیر مین
بالفظ چارسو مثقال کی ہوگی یا اگر درہم کی لفظ ہوگی تو اوس کو یہ سہو کاتب سمجھے کیونکہ اس ترجمہ مین
جابجا جہان ذکر مہر فاطمی کا آیا ہے وہان اونھون نے یہی مقدار چارسو مثقال کی لکھی ہے غالباً
اون کو یہی اپنے حضرات اساتذہ کرام سے تحقیق ہوا ہوگا اور اسی کے مؤیدات مزیادہ تر ہین جیسا کہ اکثر
نقل ہوچکے اور اور یہ ہین کہ نواب صاحب موصوف پھر اپنے رسالہ تحفۃ الزوجین مین اسی چارسو مثقال
مہر ہونے کو مواہب لدنیہ سے نقل کرکے لکھتے ہین کہ چارسو مثقال چاندی جو حضرت بی بی صاحبہ
رضی اللہ عنہا کا مہر تھا اوس کے ڈیڑھ سو روپیہ ہوتے ہین اگر بارہ ماشہ کا روپیہ ہو مانند ڈبل وغیرہ کے
اور مہر ازواج مطہرات کا سوا حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے اور مہر سب صاحبزادیون کا۔ وا حضرت
علی رضی اللہ عنہا کے پانچ سو درہم تھا اور مہر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ایک ہزار پچاس روپیہ
کا تھا اور جلد سوم مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ شریف کے کتاب النکاح کے باب الصداق مین لکھتے ہین کہ مہر

حضرتؐ کی سب بیٹیون کا سواے حضرت فاطمہؓ کے پانچ سو درہم تھا اور مہر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا چار سو مثقال چاندی کا جسکے ڈیڑھ سو روپیہ ہوے اگر روپیہ کلدار سیدھے کل کے یا ڈبل تلی دار ہون اور اگر لکھنؤ وغیرہ کے ہون تو ایک سو چھپن ۱۵۶ روپیہ آٹھ آنہ چار پائی اور چار جزو پائی کے تینس جزو دو مین سے ہوے۔ روپیہ کلدار سیدھی کل کا اور ڈبل اور تلی دار بوزن ۱۱ ماشہ کے اور لکھنؤ کا ساڑھے گیارہ ماشہ کا اور پائی نام ہے آنے کے بارھوین حصہ کا اور آنہ سولھوان حصہ روپیہ کا ہے اور تتمہ جلد چہارم مظاہر حق باب مناقب علی مین اس حدیث کے ترجمے مین لکھا ہے وعن بریدۃ قال خطب ابو بکر و عمر فاطمۃ فقال رسول اللہ انہا صغیرۃ ثم خطبہا علیؑ فزوجہا منہ رواہ النسائی روایت ہے بریدہ اسلمی سے کہ وہ کہتے ہین کہ پیغام بھیجا نسبت کا حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہ سے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر کیا اور فرمایا کہ وہ چھوٹی ہے اور دوسری روایت مین آیا ہے فسکت یعنی آنحضرتؐ چپ ہو رہے شاید یہ محمول ہو اور دفعہ پر یعنی ایک دفعہ سکوت کیا ہو پھر دوسری بار یہ فرمایا ہو کہ وہ چھوٹی ہے پھر پیغام بھیجا حضرت فاطمہ کا حضرت علیؑ نے پس نکاح کر دیا آنحضرتؐ نے حضرت فاطمہ کا حضرت علی سے رضی اللہ عنہما روایت کی یہ نسائی نے اور بعضی روایت مین آیا ہے کہ ام ایمن کہتی ہین کہ مین نے حضرت علی سے کہا کہ تم کیون نہین خواستگاری کرتے حضرت فاطمہ کی حالانکہ تم آنحضرت کے چچا کے بیٹے ہو حضرت علی نے کہا کہ مجھکو شرم آتی ہے کہ آنحضرتؐ کے سامنے یہ کلام عرض کرون بعد اسکے جب آنحضرتؐ نے سنا اور راضی ہوے اور حضرت علی نے بھی آنحضرت کی رضامندی معلوم کی تو اوسے اظہار کیا اور آنحضرتؐ نے حضرت فاطمہؓ کا اون سے نکاح کر دیا اور روایت کی ابو الخیر قزوینی حاکمی نے حضرت انس بن مالک سے کہ خواستگاری کی حضرت ابو بکرؓ نے آنحضرتؐ سے اون کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کی تو آپ نے فرمایا اے ابو بکر اس بارہ مین مجھپر اب تک کوئی حکم نہین نازل ہوا ہے پھر خواستگاری کی حضرت عمر نے اور بعضے قریش نے آنحضرتؐ نے وہی جواب

دیا جو حضرت ابوبکر کو دیا تھا پھر بعضون نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اگر تم خواستگاری کرو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے حضرت فاطمہؓ کی تو امید ہے کہ حضرتؐ تمھارے ساتھ اون کا نکاح کر دین گے حضرت
علی نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ اشراف قریش نے اون کی خواستگاری کی اور حضرتؐ نے
نکاح اون کا نہ کیا پھر حضرت علی نے پیغام دیا تب آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بیشک مجھکو اس کا حکم کیا ہے
میرے رب عز وجل نے حضرت انسؓ کہتے ہین کہ پھر مجھکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا بعد چند روز کے اور
فرمایا کہ جاؤ بلا لاؤ یہان ابوبکرؓ صدیق اور عمرؓ ابن الخطاب اور عثمانؓ بن عفان اور عبد الرحمنؓ بن عوف
اور سعد بن ابی وقاص اور طلحہ اور زبیر اور عبیدہ کو انصار مین سے چنانچہ مین بلا لایا اون کو جب وہ جمع
ہوے آنحضرت صلعم کے پاس اور اپنی اپنی جگہون پر بیٹھے اور علیؓ کہین گئے ہوے تھے آنحضرتؐ کے
کام کے لیے اوس وقت نبی صلعم نے پڑھا الحمد للہ المحمود بنعمتہ الخ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے
حکم کیا ہے کہ مین نکاح کر دون اپنی بیٹی فاطمہ بنت خدیجہ کا علی بن ابی طالب سے پس تم گواہ رہو
کہ مین نے نکاح کر دیا اون کا چار سو مثقال چاندی پر اگر رضی ہون اس پر علی بن ابی طالب پھر منگایا
طباق کھجورون کا اور اوس کو ہمارے سامنے رکھکر فرمایا کہ لوٹ لو ہم نے لوٹ لیا تو جب ہم لوٹ رہے
تھے اوس وقت حضرت علی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے اون کو دیکھکر مسکرا کر فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ نے مجھکو حکم کیا ہے کہ مین نکاح کر دون تم سے فاطمہؓ کا چار سو مثقال چاندی پر اگر تم راضی ہو
اس پر۔ حضرت علی نے عرض کیا کہ مین راضی ہون یا رسول اللہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جمع[1] اللہ شملکما واسعد جدکما وبارک علیکما واخرج منکما کثیرا طیبا حضرت انسؓ
کہتے ہین کہ قسم خدا کی بیشک اوس نے پیدا کی اون دونون سے اولاد بہت پاکیزہ انتہی۔ اور بھی
نواب صاحب ہادی الناظرین ترجمہ آداب الصالحین مطبوعہ مطبع مسیحائی کے صفحہ ۱۳ مین لکھتے ہین
کہ مہر ازواج مطہرات آنحضرتؐ کا سوائے حضرت ام حبیبہ کے اور مہر حضرت کی صاحبزادیون کا سوا حضرت فاطمہ

[1] جمع کرے اللہ پراگندگی تم دونون کی اور اچھا کرے نصیبہ تم دونون کا اور برکت کرے تم دونون پر اور پیدا کرے تم دونون سے اولاد پاکیزہ بہت ۱۲

کے پانچ سو درہم تھا جس کے کلدار و ڈبل ما ۱۲۵ چار آنہ۔ اور مہر حضرت ام حبیبہ چار سو درہم۔ یا چار سو دینار کلدار اور ڈبل ایک ہزار پچاس۔ اور مہر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا چار سو مثقال نقرہ کلدار و ڈبل ما ۱۵۰ (یہ رسالہ ترجمہ ہے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے رسالہ مسمیٰ بہ آداب الصالحین کا) مولوی فضل احمد صاحب ترجمۂ ترمذی شریف کے حاشیہ مین لکھتے ہین کہ مہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب صاحبزادیون کا سوائے حضرت فاطمہؓ کے پانچ سو درہم تھا اور مہر حضرت فاطمہؓ کا ڈیڑھ سو روپیہ تھا۔ اور تفریح الاذکیا مین بھی مقدار مہر فاطمی چار سو مثقال چاندی کی لکھی ہے۔ مواہب لدنیہ سے نقل کر کے اور حاشیہ پر بطور فائدہ کے لکھا ہے کہ حضرتؐ کی صاحبزادیون کا مہر ہوا حضرت فاطمہ زہراؓ کے پانچ سو درہم تھا مگر حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کا مہر چار سو مثقال نقرہ تھا کہ جس کے کلدار و ڈبل و تیلی دار ایک سو پچاس روپیہ ہوتے ہین۔ اور دار السلطنت لکھنؤ کے حساب سے ایک سو چھبین روپیہ آٹھ آنہ چار پائی چار جزو ۲۳ جزو اس سے ہوتے ہین اور پانچ سو درہم کے کلدار و ڈبل و تیلی دار ایک سو اکسٹھ چار آنہ ہوتے ہین اور جناب مفتی عنایت احمد صاحب کے تواریخ حبیب الٰہ مین لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز شرفا و اعیان مہاجرینؓ انصار کو جمع کر کے خطبہ پڑھکر نکاح حضرت فاطمہؓ کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ کر دیا اور مہر چار سو درہم چاندی کا باندھا جو حساب سے ڈیڑھ سو تولے ہوتے ہین اور سنن ابو داؤد مین باب الصداق کی تیسری حدیث کے فائدہ مین لکھا ہے کہ لیکن مہر حضرت فاطمہؓ کا چار سو مثقال چاندی کے برابر ڈیڑھ سو روپیہ کمپنی کے تھا انتہی اور مولوی ابو القاسم عبد الغنی احمدی بہاری نے بھی اپنے رسالہ تذکرۃ الحسنیٰ معروف بہ دولھا دولھن کا کھلونہ۔ مطبوعہ مطبع انوار محمدی لکھنؤ کے صفحہ ۴۷ مین بطور فائدہ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ نکاح حضرت بی بی فاطمہ کا چار سو مثقال چاندی پر بندھا تھا کہ جسکے کم و بیش ایک سو چالیس روپیہ چہرہ دار ہوتے ہین انتہی۔ اور بھی مولوی حاجی محمد واحد علی

وحید ہسوی نے فتاوی مولوی شاہ عبد السلام معروف بہ مسائل ضروری مطبوعہ مطبع خیر المطابع

الہ آباد کے صفحہ ۱۳ مین بھی چار سو مثقال فضہ مہر فاطمی ہونا لکھا ہے انتہی پس ان سب بیانات

کی نقل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مقدار مہر فاطمی کی چار سو مثقال فضہ ہونے کی طرف اکثر علماے

نامدار و فضلاے کبار گئے ہین وللاکثر حکم الکل[1] پس یہی مقدار مذکورہ ہی مرجح سمجھنا چاہیے اور

یہ جو حضرت شیخ عبد الحق دہلوی نے حدیث مرویہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ترجمے مین مشکوٰۃ شریف

مین تحریر فرمایا ہے (کہ مہر حضرت فاطمہؓ خود ازین کمتر بود کہ چہار صد درہم بود کہ از دوازدہ اوقیہ

چیزے کمتر است) اس ارشاد مین خلجان ہے کیونکہ اولاً مدارج النبوۃ مین خود حضرت شیخؒ نے

چار سو مثقال چاندی لکھی ہے پھر یہان یہ مقدار کیسی اگر یہ سمجھا جاے کہ چونکہ مدارج گویا ترجمہ ہے

مواہب کا اس سبب سے اونھون نے وہان یہ تحریر فرمایا ہے تو پس آخر ترجمۂ مشکوٰۃ شریف

کس کا ترجمہ ہے اس کی تصریح کچھ کیون نہین تحریر فرمائی غالباً یہ سہو کاتب ہے هذا عندی[2]

ولا اعلم ما عند غیری ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا

وصل سوم تحقیق نصاب درہم و دینار وغیرہ مین

قاموس مین لکھا ہے کہ نصاب اوس مقدار مال کو کہتے ہین کہ جب اوس مقدار تک وہ مال پہونچے

تو اوس مین زکوٰۃ واجب ہو صحاح مین ہے کہ درہم فارسی معرب ہے اور ہا کا زیر بھی ایک لغت اسمین ہے

اور صراح مین لکھا ہے کہ درہم بالکسر و درہام و درم اور وہ فارسی معرب ہے ہا کا زیر ایک لغت بھی اسمین ہے اسکی جمع

دراہم و دراہیم ہے اور منتخب اللغات مین ہے کہ درہم و درہام بالکسر معرب ہے درم کا اور اوسکا وزن چھ دانگ

ہے اور دانگ دو قیراط اور قیراط دو طسوج اور طسوج دو جو میانہ اور دس درہم شرعی سات مثقال ہوتے

ہین اور درہم شرعی کو درہم بغلی بھی کہتے ہین کیونکہ راس البغل نام ہے ایک سکہ بنانے والے کا کہ جس نے

---

[1] اور اکثر کو حکم کل کا ہے ۱۲ منہ [2] یہ میرے نزدیک ہے اور مین نہین جانتا کہ میرے سوا دوسرے کے نزدیک کیا ہے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالی کوئی نئی بات پیدا کرے ۱۲ منہ

اس کو بنایا ہے اور مقدار اوس کی چوڑائی مین کفِ دست کے برابر ہوتی ہے اور غیاث اللغات مین
ہے کہ درہم معرب درم اکثر کے نزدیک اس کا وزن ساڑھے تین ماشہ کا ہے اور تحفۃ المومنین اور کنز
مین درہم کا وزن چھ دانگ اور دانگ دو قیراط اور قیراط دو طسوج اور طسوج دو جو میانہ اور اصطلاح
فقہ مین درہم شرعی اوس کو کہتے ہین کہ جس کی چوڑائی بقدر کف دست شخص متوسط الحال کے ہو کہ
جس مین پانی ٹھہر جاوے اور سراج مین لکھا ہے کہ درم بکسر اول مخفف درہم کا ہے اور درہم لفظ
عربی ہے نہ معرب جیسا کہ بعضے گمان کرتے ہین کہ درم فارسی ہے اور درہم اوس کا معرب اور دراہم
اوس کی جمع جیسا کہ کلام مجید مین سورۂ یوسف مین واقع ہے اور کسی نے محققین لغت قرآنی سے
درہم کو معرب نہین کہا ہے اسی واسطے سیوطی وغیرہ نے اوس کو معربات قرآنی مین نہین شمار کیا پس
درم مخفف درہم کا ہوگا اور یہ تخفیف فارسیون کی ہے اگرچہ صراح مین درہم کو معرب درم کا کہا ہے
امام محی الدین نووی تہذیب الاسماء واللغات مین لکھتے ہین کہ درہم مین تین لغتین ہین اور اوس کو
نقل کیا ابو عمر زاہد نے اپنی شرح فصیح مین اپنے شیخ اور اوستاد ثعلب سے اونھون نے سلمہ سے
اونھون نے فراء سے کہ وہ کہتے تھے کہ افصح اللغات درہم ہاء کے زبر سے ہے اور دوسری لغت درہم
ہاء کے زیر اور دال کے کسرہ سے اور تیسری لغت درہام ہے انتہی۔ اور دینار صحاح مین لکھا ہے کہ اسکی
اصل دنّار بالکسر و تشدید نون ہے پس ایک حرف دو حرف مکرر سے کہ نون ہے بدل دیا گیا یاء کے
ساتھ تا مشتبہ نہو اون مصدرون کے ساتھ جو فِعّال بالکسر کے وزن پر آتے ہین جیسے کِذّابا قول
حق تعالی مین وَكَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا[1] پس اگر نون کو یاء کے ساتھ نہ بدلتے تو احتمال ہوتا کہ شاید
یہ لفظ مصدر ہو حالانکہ یہ لفظ مصادر سے نہین ہے انتہی کذا فی رسالہ کنز الحسنات[2] فی ایتاء الزکوۃ حضرت
شاہ عبد العزیز محدث دہلوی تفسیر فتح العزیز مطبوعہ کلکتہ کے صفحہ ۱۹۲ مین تحت تفسیر آیۂ کریمہ

---

[1] اور اون لوگون نے ہماری آیتون کو بہت جھٹلایا ۱۲
[2] یہ رسالہ تالیف ہے ملا محمد مبین لکھنوی فرنگی محلی کا ۱۲ منہ

قلنا اھبطوا منھا جمیعا کے تحریر فرماتے ہین کہ ابن ابی شیبہ نے کعب احبار سے روایت کی
کہ سب سے پہلے روپیہ و اشرفی حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا اور سونے چاندی کو قیمت مین
دینا بھی آپ ہی نے رواج دیا انتہی صراح مین ہے کہ مثقال یعنی سنگ زر و مثقال الشیء سنگ
چیزے اور منتخب اللغات مین ہے کہ مثقال بالکسر سنگ درو دینار اور وہ مقدار درہم اور تہائی حصہ
ساتوین حصہ درہم کا ہے غیاث اللغات مین ہے کہ مثقال بالکسر نام ایک وزن کا ہے کہ جو
ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے از کشف و قرابادین محمد شریف خان شاہجہان آبادی اگرچہ اس مین اختلاف
بہت ہے مگر اقوی یہی ہے مولوی برہان الدین صاحب ساکن دیوہ اپنے رسالہ اوزان مین
لکھتے ہین کہ جاننا چاہیے کہ درہم شرعی دو ماشہ اور ڈیڑھ رتی کا ہوتا ہے اور دس درہم شرعی اکیس[21]
ماشہ اور سات رتی کے وزن پر ہین یعنی ایک تولہ اور نو[9] ماشہ اور سات رتی اور بحساب روپیہ سکہ
دو[2] روپیہ ایک رتی کم ہوتے ہین چنانچہ فقیر نے اس کو نظم کیا ہے ؎ اندرین ملک دہ درم شرعی +
بست و یک ماشہ است و ہفت رتی + اس کی دلیل یہ ہے کہ شرح وقایہ اور ہدایہ و بحر الرائق و
فتاوی عالمگیری وغیرہ کتب معتبرہ مین لکھا ہے کہ درہم چودہ[14] قیراط کا اور قیراط پانچ جو کا پس تعداد
درہم ستر جو ہوے ؎ درہم شرعی بود ہفتاد جو + این سخن از دلوی عثمان شنو + اور مشہور ہے کہ
چار جو کی رتی پس درہم ساڑھے سترہ[17] رتی یعنی دو[2] ماشہ اور ڈیڑھ رتی کا ہوا اور دس[10] درہم اکیس ماشہ
اور سات رتی کا وزن مذکورۃ الصدر سے ہوا چونکہ روپیہ وزن مین گیارہ[11] ماشے کا ہے پس لامحالہ
دو[2] روپیہ رتی کم ہوا اور اگر کسی کو کہین کم زیادہ ثابت ہو اوس کا حساب کر لے اسی طرح اور اوزان
مرقومہ ہین شرح وقایہ مین ہے کہ قیراط پانچ جو ہے اور بعضے فتاوون مین ہے کہ درہم چودہ[14] قیراط ہے
اور قیراط ایک حبہ اور چار[4] خمس حبہ کا پس درہم شرعی اس حساب سے پچیس حبہ اور پنجم حصہ حبہ کا ہوا۔
یعنی تین ماشہ اور خمس حبہ کا ہوا اور دس[10] درہم اکتیس ماشہ چار[4] رتی یعنی دو تولہ سات ماشہ چار رتی ہوا

ہم نے کہا اتر جاؤ سب اوس سے اور تو وہ منہ

جیسا کہ محاسب پر پوشیدہ نہین ہے اور یہی اس زمانے مین بعض علماء کی زبان پر مشہور ہے۔ پس

اختلاف کا سبب کیا ہے اور توافق کی وجہ کون **جواب** یہ اختلاف لفظی ہے مآل ایک

ہے کیونکہ یہ حبہ حبہ شرعی ہین یعنی بوزن ۲ دو جو و ساتوین حصہ جو کے جیسا کہ مقدمہ مین گذرا۔ پس

قیراط یعنی ایک حبہ اور چار پنجم حبہ کا بمقدار ۵ پانچ جو کے ہوا جیسا کہ ظاہر ہے محاسب کو غور کرنے کے وقت

بعد تحمین کے اور روپیہ کہ عبارت ہے ۱۱ گیارہ ماشہ عرفی سے پس لامحالہ دو روپیہ رتی کم ہوا

کما مضی فتذکر (جیسا کہ گذرا اوس کو یاد کر) اور جو شعر کہ اس باب مین شہرت یاب ہے ~~~ دہ درم شرعی زمن سکین شنو

کان دو تولہ ہفت ماشہ ہشت جو + واللہ اعلم کس ملک کا حساب ہے اگر دوسرا مصرع اس طور کا

ہوتا کہ۔ چار سرخ و ہفت ماشہ تولہ دو + تو البتہ بحساب عرفی ماشون کے بیان مطابق ہوتا ہان

اگر ناظم کا مقصد درہم سے درہم قدیم یعنی مثقال کہ سو جو کی ہے۔ ہو اور رتی چار جو کی تو البتہ حساب

درست ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور کنز الحسنات فی ایتاء الزکوٰۃ کے باب اول بیان اوزان مین لکھا

ہے کہ مدار الافاضل مین ہے کہ مثقال چار ماشہ ساڑھے تیرہ جو کا ہے اور قیراط ایک حبہ اور چار پنجم

حبہ کا پس مثقال ۳۶ چھتیس حبہ ہوگا کہ ساڑھے چار ماشہ ہے اور درم ۱۲ بارہ قیراط کا ہوگا کہ ۲۱ اکیس

حبہ اور تین خمس حبہ ہوتا ہے پس درہم ۳ ڈھائی ماشہ ایک حبہ تین خمس حبہ کا ہوگا اور ماشہ

آٹھ حبہ کا ہے اور حبہ صرافان ہند کے عرف مین بوزن آٹھ برنج کے ہے قاموس مین ہے

کہ قیراط ۲ دو طسوج ہین اور طسوج دو حبہ اور حبہ چھٹا حصہ آٹھوین حصہ درہم کا اور وہ ایک جزو ہے

۴۸ اڑتالیس جزو درہم سے صاحب قاموس کہتے ہین کہ قیراط اور قراط بالکسر موافق شہرون کے وزن

کے مختلف ہوتا ہے مکہ معظمہ مین چہارم حصہ ششم حصہ دینار سے ہے اور عراق مین دسوین

حصہ دینار سے ہے اور صراح مین ہے کہ قیراط کی اصل قراط ہے بالکسر و تشدید را کیونکہ جمع اوسکی قراریط ہے

منتخب اللغات مین لکھا ہے کہ قیراط دو طسوج ہے اور طسوج ۲ دو حبہ اور قاموس مین ہے کہ دانق دو قیراط ہے

اور صحاح مین ہے کہ دانق چھٹا حصہ درہم کا ہی اور دانق جسکو فارسی مین دانگ کہتی ہین چھٹا حصہ درہم کا ہی انتہی

وصل چہارم درہم کی مقدار کے بیان مین

درمختار کے باب زکوۃ المال مین لکھا ہے کہ نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا درهم كل عشرة دراهم وزن سبعة مثاقيل والدينار عشرون قيراطا والدرهم اربعة عشر قيراطا والقيراط خمس شعيرات فيكون الدرهم الشرعي سبعين شعيرة والمثقال مائة شعيرة فهو درهم وثلثة اسباع درهم سونے کی نصاب بیس مثقال ہی اور چاندی کی دو سو درہم ہر دس درہم بوزن سات مثقال کے اور دینار بیس قیراط کا ہے اور درہم چودہ قیراط کا اور قیراط پانچ جو کا تو درہم شرعی اس حساب سے ستر جو کا ہوا اور مثقال سو جو کا پس مثقال مساوی ایک درہم اور تین ساتوین حصے درہم کا ہوا نصاب سونے کا بیس مثقال یعنی ۷½ تولہ وزن دہلی اور نصاب چاندی کی دو سو درہم یعنی ایک سو چالیس مثقال یعنی ۵۲½ تولہ جسکے ۵۴ روپیہ بحساب فی روپیہ ساڑھے گیارہ ماشہ اور چھپن روپیہ بحساب ۱۱ ماشہ اور ۵۸ روپیہ یعنی چوبن روپیہ دو آنہ ۸ پائی تقریبًا بحساب ساڑھے گیارہ ماشہ رتی زیادہ یعنی بارہ ماشہ تین رتی کم جو وزن چہرہ شاہی روپیہ کا ہے اور جاننا چاہیے کہ درم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین مختلف تھے بعضی دس مثقال کے دس درہم اور بعضے چھ مثقال کے دس درم اور بعضے پانچ کے دس درہم حضرت عمر نے سب کو جمع کرکے وزن مساوی نکال لیا اس طرح کہ تینون وزنون کا مجموعہ اکیس ہوتا ہے اور اکیس کو تین پر تقسیم کرنے سے سات ہوتے ہین تو سات مثقال کے دس درہم ٹھہرے اور شامی مین لیا اس مین بڑی گفتگو کی ہے پھر درمختار کی کتاب متفرقات البیوع مین لکھا ہے کہ وزن سبعہ سے مراد یہ ہے کہ دس درہم سات مثقال کے برابر ہین اور ہر مثقال بیس قیراط کا اور ہر درہم چودہ قیراط کا اور ہر قیراط

پانچ جو کا انتہی بحر الرائق مطبوعہ مصر کی جلد ثانی کے صفحہ ۲۴۴ باب زکوۃ المال مین لکھا ہے
مثقال کہ جو دینار ہے بیس قیراط ہے اور درہم چودہ قیراط کا اور قیراط پانچ جو کا اور اوسی مین ہے
کہ اصل یہ ہے کہ زمانۂ نبوی اور زمانہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ مین دراہم مختلف تھے تین قسم کے
بعضے بیس قیراط کے مثل دینار کے تھے اور بعضے بارہ قیراط کے یعنی تین خمس دینار کے اور بعضے دس
قیراط نصف دینار کے تو پہلی وزنِ عشرہ کہلا دیگی دینار سے اور دوسری وزنِ ستہ یعنی ۱۰ بس ۶
بوزن چھ دینار کے اور تیسری وزنِ خمسہ یعنی ہر دس درم بوزن پانچ دینار کے جب انہین مین
آپس مین لوگون کے جھگڑا ہوا تب حضرت عمرؓ نے ہر قسم کے درہم نکال کے باہم ملائے اور تین درہم
مساوی بنائے اور ہر درہم چودہ قیراط کا نکالا اسی پر اس وقت تک عمل ہے ہر چیز مین زکوۃ و نصاب
سرقہ اور مہر اور تقدیر دیتون مین اور مغرب مین لکھا ہے کہ یہ جمع اور ضرب بنی امیہ کے زمانہ مین ہوئی
اور مرغینانی نے ذکر کیا ہے کہ پہلے درہم گٹھلی سے مشابہ تھا پھر حضرت عمرؓ کے زمانے مین گول ہو گیا
پھر اوس پر اور دینار پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا گیا اور ناصر الدولہ ابن حمدان نے صلی اللہ
علیہ وسلم کی عبارت بڑھادی اور غایۃ مین لکھا ہے کہ مصر کا درہم چونسٹھ حبّہ کا تھا اور بڑا تھا درہم زکوۃ
سے تو اوس درہم سے نصاب ایک سو اٹھی درہم اور دو حبّہ ہوتے ہین اور فتح القدیر مین اس پر اس طرح
تعقب کیا ہے کہ اہل کلام مین اعتراض ہوتا ہے اوس بنا پر جو فقہا نے درہم زکوۃ مین اعتبار کیا ہے
کیونکہ صاحب غایۃ کی مراد اگر حبّہ سے جو ہے تو درہم زکوۃ ستر جو ہوے جبکہ دس درہم بوزن سات
مثقال کے ہون اور مثقال سو جو کا ہو تو درہم اوس وقت مین چھوٹا ہوگا۔ نہ بڑا اور اگر حبّہ سے مراد
دو جو ہین جیسا کہ تعریف سجاوندی مین حبّہ کی تفسیر مین واقع ہوا ہے تو یہ خلاف واقع ہے اس واسطے
کہ واقع یہ ہے کہ مصر کا درہم چونسٹھ جو سے زائد نہین ہے کیونکہ ہر چہارم درہم کا انداز کیا گیا ہی چار خرنوب[1]

---

[1] خرنوب ایک جنگلی درخت خاردار کو کہتے ہین جسکا پھل مثل سیب کے ہوتا ہے لیکن بدمزہ اور ایک قسم شامی ہوتا ہے
اوسکا پھل مثل خیار شنبر کے ہوتا ہے مگر بنسبت خیار شنبر کے ذرا چوڑا ہوتا ہے

کے ساتھ اور خرنوبہ ۴۸ قمح[1] متوسط کا ہے انتہی اور مولوی والجی نے بیان کیا ہے کہ زکوٰۃ واجب ہی غطارفہ[2]
مین جبکہ وہ دوسو ہون کیونکہ یہی آج کل لوگون کے درہم ہین اگرچہ زمانۂ اول مین نہ تھے اور ہر
زمانہ مین اوس زمانہ والون کی عادت کا اعتبار ہوتا ہے دیکھو وجوب زکوٰۃ کے لیے چاندی سے
دوسو کی مقدار مقرر ہوئی بوزن سبعہ اگرچہ زکوٰۃ مین دوسو کی مقدار زمانۂ نبوی مین معتبر تھی بوزن خمسہ
اور زمانۂ حضرت عمرؓ مین بوزن ستہ تو ہر شہر والون کے درہم و دینارون کے وزنون کے موافق ہونگی
اگرچہ وزن گھٹتا بڑھتا ہے کذا فی الخلاصہ انتہی اور ابن الفضل سے منقول ہے کہ وہ ہر دوسو درہم بخاریہ
مین پانچ درہم واجب کہتے تھے اور اسی کو اعتبار کیا ہے سرخسی نے اور اسی کو اختیار کیا ہے مجتبیٰ اور
جمع النوازل اور عیون اور سراج اور خانیہ مین اور اسی کو ذکر کیا ہے فتح القدیر مین اور بعد اس نقل
کے صاحب فتح القدیر نے لکھا ہے کہ مگر مین کہتا ہون کہ یہ قید لگا دینا چاہیے کہ اہل شہر کے اوزان جب
ہی معتبر ہین کہ جب اون کے درہم اقل اوزان زمانۂ نبوی سے گھٹے ہون اور وزن زمانہ نبوی وہ ہے
کہ جہان دس درہم بوزن پانچ مثقال کے تھے کیونکہ یہی اقل اوس چیز کا ہے جس سے نصاب زکوٰۃ کی
انداز دوسو رکھی گئی ہے حتی کہ دراہم مسعودیہ مین کہ جن کا چلن مکہ مین ہے دوسو معتبر نہ ہونگے اگرچہ

ایک قوم کے درہم ہین انتہی۔ مظاہر حق ترجمۂ مشکوٰۃ شریف کی جلد دوم باب مایجب فیہ الزکوٰۃ
کی پہلی فصل کی پہلی حدیث کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ وسق کی قیمت چالیس درہم ہوتی ہے۔ پس
پانچ وسق کی قیمت دوسو درہم ہوئی اور اواقی جمع اوقیہ کی ہے اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور
پانچ اوقیہ کے دوسو درہم ہوے پس یہ نصاب ہے زکوٰۃ چاندی کی اگر چاندی اس سے کم ہو تو زکوٰۃ
نہین ہے اور جب اس قدر ہو تو پانچ درہم دینے آتے ہین اور سوا درہم کے اگر چاندی ہو بغیر سکہ

[1] قمح بالفتح یعنی گندم ۱۲ منتخب [2] غطارفہ بفتح عین معجمہ و طاء مہملہ اون درہمون کو کہتے ہین کہ جن مین میل یعنی آمیزش
دوسری چیز کی بھی ہو اور وہ درہم کھوٹے کہے جاتے تھے۔ یہ منسوب ہے غطریف بن عطاء کندی کی طرف جو زمانہ ہارون
رشید مین امیر خراسان تھے اور بعض کہتے ہین کہ یہ ہارون رشید کے ماموں تھے کذا فی بعض حواشی الہدایہ ۱۲ منہ

کی قسم زیور وغیرہ سے یا روپیہ کسی سکہ کے ہون تو اسی پر قیاس کر کے زکوٰۃ دے تفصیل اس کی
یہ ہے کہ درہم تین ماشہ اور ایک رتی اور پانچوان حصہ رتی کا ہوتا ہے پس دو سو درہم مین چاندی
چھ سو تیس ماشہ ہوتی ہے اور ان پر زکوٰۃ کے پانچ درہم ہین اور پانچ درہم مین چاندی ہی پندرہ
ماشہ چھ رتی پس اگر روپیہ بارہ بارہ ماشہ کے ہین جیسے کلدار سیدھی کل کے اور ڈبل اور نیلی دار تو چھ سو تیس ماشہ
کے ساڑھے باون روپیہ ہوے ان پر ایک روپیہ زکوٰۃ کا ہوا جو بارہ ماشہ اور پانچ آنہ کا ہے اور اگر
روپیہ ساڑھے گیارہ ماشہ کے ہین مثلاً لکھنؤ وغیرہ کے تو چون روپیہ بارہ آنہ چھ پائی اور چھ جزو تیئس جزو
پائی سی ہوے ان پر ایک روپیہ ہی ساڑھے گیارہ ماشہ کا اور پانچ آنہ دس پائی اور بائیس جزو پائی سے
زکوٰۃ ہوئی حسب تفصیل ذیل۔

شمار درہم	تعین زکوٰۃ	وزن چاندی	تعین زکوٰۃ	سکہ بارہ ماشہ کا	زکوٰۃ	سکہ ۱۱ ماشہ کا	زکوٰۃ
۲۰۰ درم	۵ درم	۶۳۰ ماشہ	۱۵ ماشہ ۶ سرخ	[illegible]	[illegible]	[illegible] ۶ پائی	۱۰ پائی ۲۲ جزو

یہ حساب نصاب سمجھنے کے لیے لکھا گیا اور اگر روپیہ زیادہ ہون نصاب سے تو سیدھا حساب یہی کہ ڈھائی
روپیہ سیکڑہ کے حساب سے زکوٰۃ دے اور نصاب سونے کی اس مین ذکر نہین ہوئی نصاب اوس کی
بیس مثقال ہے یہان کے حساب سے ساڑھے سات تولہ بھر ہوتے ہین پس سونا جب اتنا ہو تو
چالیسوان حصہ زکوٰۃ مین دے اور اس سے کم ہو تو زکوٰۃ نہین دینا چاہیے اور اگر سونا و چاندی مل کر بقدر
نصاب کے ہون تو زکوٰۃ دینا چاہیے مثلاً اگر ایک کے پاس سوا چھبیس روپیہ بھر چاندی کا زیور ہو اور
سوا چھبیس کا سونے کا تو وہ صاحب نصاب ہے اوس کو زکوٰۃ دینا چاہیے اسی طرح اگر سوا چھبیس روپیہ
کا اسباب تجارت ہو اور سوا چھبیس روپیہ نقد بھی صاحب نصاب ہے اور سونا و چاندی کسی طرح کا ہو
خواہ زیور ہو خواہ بشر خواہ ڈلے خواہ ظروف ہر قسم مین زکوٰۃ وجب ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ گوٹہ
کناری اور کمخاب وغیرہ مین جو چاندی ہوتی ہے اوس کا بھی اندازہ کر کے زکوٰۃ دے اگر حد نصاب

کو ہو بچے اور موتی مونگا یاقوت وغیرہ جواہرات پر زکوٰۃ نہین اگرچہ لاکھون روپیہ کا ہو مگر ہان نیت تجارت کی ہو تو ہے انتہی رسالہ اوزان مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی کے صفحہ مین لکھا ہے کہ "تحقیق وزن درہم اور مثقال کی مظاہر حق سے یہ ظاہر ہوتی ہے جس کی عبارت یہ ہے کہ درہم تین ماشہ اور ایک رتی اور پانچوان حصہ رتی کا ہوتا ہے اور مثقال ساڑھے چار ماشہ کا اور درہم تین ماشہ اور ایک رتی کا اور دس درہم دو تولہ اور آٹھ ماشہ کا مشہور ہے اور مثقال و دینار ہم وزن ہوتا ہے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے ایک مکتوب مین کہ جو قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے نام ہے تحریر فرماتے ہین کہ فقیر کو ایک زمانے مین مثقال اور درہم کے باٹون مین پریشانی پیدا ہوئی تھی کیونکہ ہندوستان کے باٹ تو تولہ اور ماشہ اور رتی ہین اور وہ عرب مین نہین ہوتے بلکہ وہان کے باٹ شعیر ہین یا قیراط تو اس امر کا امتحان کیا گیا معلوم ہوا کہ عرب و ہندوستان کا شعیر برابر مقدار مین نہین ہوتا ہے لہٰذا مقدار درہم کے تعین مین دوسرا طریقہ اختیار کیا گیا کتب فقہیہ و حدیث مثل شرح السنہ سے پایا جاتا ہے کہ درہم وزن مین چھ دانق کے ہے اور دانق کامل کہ جو مصر کا بنا ہوا اور گھسا ہوا نہ ہو آدھے ماشہ اور وزن برنج کے برابر نکلا جیسا کہ امتحان کرنے سے معلوم ہوا وہ مقدار کبھی برابر دو جو کے ہندوستانی جو سے ہوئی بعض مین کم اور بعض مین زائد بقدر نصف جو کے چھ دانق ایک بار وزن مین تین ماشہ اور پانچواں حصہ ماشہ کے برابر نکلا اوسی کو ہم نے اختیار کیا اور مثقال و دینار ایک وزن پر ہوتا ہے ابتدائے اسلام مین بھی مثقال مختلف نہ تھا اسی وجہ سے درہم کا معیار مثقال کو ٹھہرایا گیا نہ برعکس فی الحال دینار ملک اسلام عرب مین ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے شاید بعض اس سے بھی کم ہوتے ہون فی الحال جو مجھکو تحقیق ملک عرب مین ہوئی وہ یہی ہے انتہے"۔

مرزا حسن علی محدث لکھنوی رسالہ تحفۃ المشتاق مین تحریر فرماتے ہین کہ چار سو مثقال چاندی حساب سے ایک سو ترسٹھ روپیہ ساڑھے سات ماشہ بھر ہوتی ہے اور دو سو درم شرعی تولون کے حساب سے

ساڑھے باوَن تولہ ہوتے ہین اور اس ملک کے روپیہ کے حساب سے ستاوَن روپیہ تین ماشہ جبکہ
روپیہ گیارہ ماشہ کا سمجھا جاے اور مثقال ساڑھے چار ماشہ کا وزن مین برابر ایک سو جو متوسط
مقطوع الاطراف کے (مقطوع الاطراف سے مطلب یہ ہے کہ جو مین جو دونون جانب بال ایسے
ریشہ نکلے ہوتے ہین وہ کٹے ہوے ہون) اور درہم شرعی تین ماشہ اور ایک جو اور پنجم حصہ جو کا ہوتا
ہے پس اس حساب سے دس درہم شرعی جو ادنی نصاب مہر ہے حنفیہ کے نزدیک ساڑھے اکتیس
ماشہ کا ہوتا ہے اور بیس دینار سرخ شرعی سونے کا وزن ساڑھے سات تولہ کا اور دینار شرعی
وزن مین مثقال کے برابر اور تولہ بارہ ماشہ کا اور ماشہ آٹھ رتی متعارف متوسط کا جسکو فارسی مین
سرخ اور عربی مین عین الدیک[1] کہتے ہین اور جو پیمایش مین برابر چھ بالون گھوڑے کے ہوتا ہے اور
برابر آٹھ چاول باریک کے وزن مین اور رتی برابر دو جو اور تین ربع اور ایک جزو کے چھتیس جزو نین
کے اجزاے جو سے ہے اور اس کی تفصیل کتب فقہ و طب مین موجود ہے - یہ تحقیق متعلق ہے نصاب
شرعی درہم و دینار اور سونے اور چاندی سے اور یہ وزن کہ جسکا نام وزن سبعہ ہے معتبر ہے زکوۃ
اور مہر اور دیت اور تمام معاملات مین جہان کہ درہم و دینار کا ذکر آئے عرفاً اور طب مین بھی درم کا وزن
ساڑھے تین ماشہ کا ہے واللہ اعلم - مولوی محمد سراج الدین صاحب اپنے رسالہ جامع البرکات فی
مسائل الزکوۃ مطبوعہ مطبع حسنی لکھنؤ کے بارھوین فصل بیان اوزان مندرجہ صفحہ ۶۵ مین لکھتے ہین کہ
بموجب بیان جامع الرموز اور برجندی وغیرہ کے یہ ہے کہ مثقال بیس قیراط ہے اور قیراط پانچ جو متوسط
بغیر چھلکے لیکن دونون طرف سے نوکین کٹی ہون تو مثقال سو جو ہوے اور یہی مشہور ہے متاخرین مین
اور معتبر ہے شرع مین اور اہل حجاز اسی پر ہین اور اہل ہرات کے عمل مین بھی یہی ہے لیکن متقدمین کے
نزدیک مثقال چھ دانق اور دانق چار طسوج اور طسوج دو حبہ اور حبہ دو جو اور جو چھ رائی ہے اور
یہی مشہور ہے اہل حساب کے نزدیک اور اسی پر عمل ہے اہل سمرقند کا اور اس حساب سے مثقال انتیس قیراط

[1] اس کو ہندی مین گھنگچی کہتے ہین ۱۲ منہ

اور ایک جو ہوے جس کے چھیانوے[96] جو ہوے۔ تو یہ جو کہتے ہین کہ وزن مثقال کا مختلف نہین ہوا
جیسا کہ بعضے افاضل نے لکھا ہے درست نہین لیکن پہلا قول معتبر ہے بموجب حدیث کے جو
فتاوی قنیہ مین نقل کی ہے الوزن وزن مکة والمکیال مکیال المدینة یعنی وزن معتبر
مکہ کا وزن ہے اور پیمانہ مدینہ کا اب یہ جاننا چاہیے کہ حضرت عمرؓ کے وقت مین درہم اور دینار
جمع کیے گئے اور وزن سبعہ کا تحقیق ٹھیرا اور اسی پر اتفاق ہو گیا وزن سبعہ یہ کہ مثقال مین اور درہم
مین سات اور دس[10] کی نسبت ہے یعنی اگر مثقال دس[10] کوڑی بھر ہو تو درم اونھین کوڑیون سے
سات کوڑی بھر ہوگا اور جب مثقال سو[100] جو ٹھیرے تو درہم ستر جو ٹھیرا اور جب حبہ دو[2] جو ہوی تو مثقال
پچاس[50] حبہ ہوگی اور درہم پینتیس[35] حبہ کا اور جس کے نزدیک مثقال چھیانوے[96] جو کی ہے اور درہم
سرسٹھ[67] جو اور پنجم حصہ جو کا اوس کے نزدیک مثقال اڑتالیس[48] حبہ کا اور درہم تینتیس[33] حبہ اور ایک جو
اور ایک پنجم حصہ جو کا ہوگا پھر یہ معلوم کیا چاہیے کہ اس ملک مین حساب ہے ماشہ اور تولہ کا اور تولہ
بارہ[12] ماشہ کا اور ماشہ ۸ رتی کا اور رتی چار جو کی۔ اب وس حساب کو اس ملک کے حساب پر اوتارا چاہیے
تو حساب کر کے اور تول کے جو دیکھا تو سو[100] جو ویسی ساڑھے چار[4½] ماشہ کے ہوتے ہین تو مثقال ساڑھے
چار[4½] ماشہ کے ہوئی اور درہم وزن سبعہ کے حساب سے تین[3] ماشہ اور ایک رتی اور ایک جو پنجم حصہ
رتی کا ہوا تو مثقال چھتیس[36] رتی اور درہم پچیس[25] رتی اور ایک پنجم حصہ رتی کا ہوا اور یہی اب مشہور اور
معتبر ہے علما کے نزدیک۔ اب اگر حبہ اور رتی کے ایک ہی معنی ہین تو مثقال پہلے حساب کی جب
اڑتالیس[48] رتی کی اور تیسرے حساب کے بموجب جو اس ملک کا ہے چھتیس[36] رتی کی ہوئی تو اب
پہلے حساب کو اور تیسرے حساب کو ملایا چاہیے اور دوسرے کو الگ کیا چاہیے کہ وہ معتبر نہین تو جاننا
چاہیے کہ پہلے حساب مین مثقال سو[100] جو کی اور پچاس رتی کی اور تیسرے حساب مین مثقال چھتیس[36] رتی
کی اور رتی چار جو کی تو مثقال ایک سو چوالیس[144] جو کی ہوئی لیکن یہ جو چھوٹے کیے گئے ہین جیسا کہ بیان

کے سونارون سے پوچھا گیا اور تول کے دیکھا اور وہ جو متوسط لیے ہین تو دونون قریب قریب ہین
اور تولا تو کچھ ایسا تفاوت نہین پایا تو یہان کی رتی وہان کی رتی سے بڑی ٹھہری۔ اب سو جو کو اگر
اوتارئیے چھتیس ۳۶ رتی پر تو دو جو اور سات تسع یعنی سات نہم حصہ جو کی ٹھہرتی ہے اس واسطے کہ
سو کو چھتیس ۳۶ پر بانٹا تو دو دو صحیح پہونچے اور اٹھائیس ۲۸ بچ رہے اور وہ چھتیس کے سات تسع یعنی نہم حصہ
ہین تو جب اٹھائیس ۲۸ کو نو مین ضرب دیا یعنی نو بار لیا تو دو سو باون ۲۵۲ نہم حصہ ہوے اس کو چھتیس ۳۶ پر
بانٹا سات سات نہم حصہ پہونچے اور اس رتی کو پکی رتی کہیے اور اوس کو کچی اور دونون مین فرق
سات نہم حصہ کا ہے اور قیراط پانچ جو تھے وہ ایک رتی اور چار پنجم حصہ رتی کی ٹھہرتی ہے اس واسطے کہ
رتی تین جو کی دو نہم حصہ جو کی کم۔ باقی رہے دو جو اور دو نہم حصہ جو کے اور یہ چار پنجم حصہ رتی کے ہین
کیونکہ رتی پچیس ۲۵ نہم حصہ جو کی ہوئی اور دو جو اور دو نہم حصہ جو کے بیس ۲۰ نہم حصہ جو کے ہین اور بیس ۲۰ پچیس ۲۵
کا چار پنجم حصہ ہے اور پہلے حساب مین رتی دو جو کی تو قیراط اڑھائی رتی ہوئی اور یہ اپنی اپنی
اصطلاح ہے اس واسطے کہ جو اگر بڑے لیجیے تو پکی رتی دو جو کی ٹھہر جائیگی مثلاً۔ اور جب مثقال
ساڑھے چار ماشہ ہوئی تو بیس مثقال جو نصاب سونے کی ہے ساڑھے سات تولہ ہوئی۔ اور
دو سو درہم جو نصاب چاندی کا ہے وزن سبعہ کے حساب سے ایک سو چالیس ۱۴۰ مثقال ہوے
جس کے ساڑھے باون ۵۲ تولہ ہوتے ہین اور لکھنؤ کے روپیہ سے جو گیارہ ماشہ کا ہے ستاون ۵۷ روپیہ
تین ماشہ چاندی ہوتی ہے اور یہی مشہور اور معمول ہے علما مین اور بعضے کہتے ہین کہ تحقیق یہ ہے کہ
رتی جو تین جو دو نہم حصہ جو کا کم ٹھیری ہے کچھ کم ہے چار جو والی رتی سے۔ اور روپیہ جو گیارہ ماشہ
کا ہے چار جو والی رتی سے ہے اور اوس رتی سے گیارہ ۱۱ ماشہ اور دو ۲ رتی ہے تو اس قول کے بموجب
پورے چھپن ۵۶ روپیہ لکھنؤ کے نصاب چاندی کا ہوتا ہے لیکن وزن کرنے سے اتنا تو معلوم ہوتا ہے
کہ پلن کا سکہ لکھنؤ کا یعنی چھوٹی گولی کے روپیہ سے کم ہے پاؤ رتی کے قریب اور یہی وزن ہر جگہ

سمجھنا چاہیے مثلاً دس درہم شرعی کہ جس سے کم مہر درست نہین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
اور چور کا ہاتھ کاٹنا نہین درست اس سے کم مین بموجب حساب مشہور کے ساڑھے اکتیس ماشہ
چاندی ہوتی ہے اور پانچ سو درہم جو مہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیون کا ہے اوس کی ایک سو
اکتیس تولہ تین ماشہ چاندی ہوتی ہے جسکے ایک سو تینتالیس روپیہ دو ماشہ چاندی ہوئی گیارہ
ماشہ کے روپیہ سے اور جو دو رتی زیادہ ہوگا تو ایک سو چالیس روپیہ ہوے اور چار سو مثقال جو
مہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیون کا یعنی حضرت فاطمہ وغیرہا رضی اللہ عنہن کا ہے
اوس کی ڈیڑھ سو تولہ چاندی ہوئی اور گیارہ ماشہ کے روپیے ایک سو ترسٹھ روپیہ سات ماشہ
ہوئے اور جو دو رتی زیادہ ہو تو ایک سو ساٹھ ہی ہوے اور صدقہ فطر کا آدھا صاع عراقی ہے گیہون
اور صاع عراقی آٹھ رطل اور رطل بیس استار اور استار ساڑھے چار مثقال اور مثقال ساڑھے چار ماشہ
تو صاع تین ہزار دو سو چالیس ماشہ کا ہوا اور آدھا صاع سولہ سو بیس ماشہ جس کے ایک سو سینتالیس
روپیہ تین ماشہ وزن ہوا لکھنؤ کے روپیے سے جو گیارہ ماشہ کا ہے جس کا ڈیڑھ سیر اور تین روپیہ
اور تین ماشہ بھر ہوا لکھنؤ کے سیر سے جو چھیانوے روپیہ بھر ہے یہ حساب شرح وقایہ کے طور پر ہے
اور در مختار مین لکھا ہے کہ صاع معتبر وزن ایک ہزار چالیس درہم ہے جسکے ہوے تین ہزار دو سو چھتر
ماشہ جسکے ہوے دو سو بہتر تولہ جس کے ہوے دو سو ستانوے روپیہ نو ماشہ وزن مین جس کے
ہوئے تین سیر ڈیڑھ چھٹانک لکھنؤ کے سیر سے جس کا نصف ہوا ڈیڑھ سیر اور پون چھٹانک جس کا
احتیاطاً ایک چھٹانک ڈیڑھ سیر آدھے صاع کا ادا کیا جاتا ہے اور یہی کفارہ نماز کا ہے یعنی جو
کوئی مرجائے اور اوس کے ذمہ نمازین قضا ہوان تو ہر نماز پیچھے چھٹانک ڈیڑھ سیر اوس کی طرف
سے دیا جاوے اور ایک دن رات کی چھ نمازین ہوتی ہین مع وتر کے تو چھ نماز دن کا نو سیر اور
ڈیڑھ پاؤ ہوا اور اسی طرح جتنی نمازین گئی ہون حساب کرلین اور اگر روزہ قضا اوسکے ذمے رہے

توہر روزہ پیچھے بھی اتنا ہی ہے یعنی چھٹانک ڈیڑھ سیر اور یہ مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے
اور امام شافعیؒ کے نزدیک پورا صاع حجازی ہے اور وہ پانچ رطل اور ایک تہائی رطل کا ہے
اور رطل آٹھواں حصہ صاع عراقی کا ہے جس کے ستیئس روپیہ اور ایک ماشہ اور تین رتی وزن
ہوتا ہے جس کا ڈیڑھ پاؤ اور ایک تولہ اور تین رتی ہوا وزن معتبر سے اور ثلث رطل کا آدھ پاؤ اور
چار ماشہ اور ایک رتی ہوا اور مجموع صاع مدنی چھٹانک دو سیر پورا ہوا اگر کوئی کہے کہ بموجب حدیث
کے جو فتاوی قنیہ مین لایا ہے۔ چاہیے کہ صاع حجازی معتبر رکھین اوس کا نصف صدقہ ٹھیراوین
جواب اوس کا یہ ہے کہ اگر اوس کا نصف صاع ٹھیراتے تو ایک سیر آدھی چھٹانک ہوتا اور صاع عراقی
کا نصف پون چھٹانک ڈیڑھ سیر ہوتا ہے تو احتیاط اسی مین تھی اور اس صاع کا استعمال بھی مدینہ
مین ہوا ہے اگر کوئی کہے کہ پورا صاع کیون نہین ٹھیراتے جواب اوس کا یہ ہے کہ حدیث مین آدھا صاع
بھی آیا ہے اور پورا صاع بھی تو آدھا محمول ہے وجوب پر اور پورا نفل پر یعنی آدھا دینا واجب اور
پورا دینا مستحب لیکن امام شافعیؒ کے نزدیک پورا صاع حجازی واجب ہے اس مین احتیاط زیادہ ہے
جاننا چاہیے کہ حدیثون مین جو نصاب کے بیان مین مثقال کا لفظ آیا ہے تو یہ دلیل ہے کہ وزن مراد
ہے نہ سکہ اس واسطے کہ مثقال نام وزن کا ہے اور کبھی دینار اور درہم کو بھی وزن کی جگہ بولتے ہین
اگرچہ یہ سکہ کے نام ہین اور جو حدیث قنیہ مین آئی ہے وہ بھی دلالت کرتی ہے کہ وزن مراد ہے
سکہ نہین مراد ہے اور وزن سبعہ جو خلافت فاروقی رضی اللہ عنہ مین ٹھیرا یہ بھی وزن کے مراد ہونے
کی دلیل ہے تو پھر جو کوئی یہ کہے کہ ہر شہر کا درہم و دینار معتبر ہے اور اس پر بنا رکھ کر کہے کہ ہندوستان
مین دو سو درم دو سو روپیہ ہوے اور بیس دینار بیس اشرفی اور دس درم مہر شرعی کے دس روپیہ
ہوے تو یہ قول بیجا نہین ہے اس واسطے کہ اس مین لازم آتا ہے کہ دو سو روپیہ تک زکوٰۃ نہو تو
اس مین بڑی حق تلفی فقیرونکی ہے اور تبدیل مقدار شرعی کی بلکہ اس سے لازم آتا ہی کہ ٹیپو سلطان کے

وقت کے دو سو روپیہ تک زکوٰۃ معاف ہو اور ایک روپیہ اوس کا چار روپیہ بھر کا تھا ہمارے روپیہ سے تو دو سو روپیہ اوس کے ہمارے آٹھ سو ہوے قریب چودہ نصاب شرعی کے توکس قدر تبدیل مقادیر شرعی کی ہوئی۔ اور اسی طرح اشرفی کو سمجھنا چاہیے کہ اشرفی مرشدآبادی شلاً تولہ بھر کی ہے تو بیس تولہ سونے تک زکوٰۃ معاف ٹھیری اور اسی طرح دس روپیہ نہ ہون تو مہر نہ بندھے اور اس مین صریح حرج ہے اور خلاف احادیث کے اگر کسی فقیہ نے مراد لیا ہوگا تو وزن درہم اور دینار اپنے ملک کا لیا ہوگا نہ یہ کہ جو چاندی کے چلے وہ درہم ہے اور جو سونے کے چلے وہ دینار کیونکہ عرب مین ریال چاندی کا چلتا ہے اور وہ دو روپیے زیادہ کا ہوتا ہے تو وہ بھی درہم ہوا اور دو سو ریال نصاب ٹھیرے اور دکن مین ہُن سونے کے چلتے ہین اور وہ مثقال سے کم ہوتے ہین تو چاہیے بیس ہن نصاب ٹھیرے تو ساڑھے سات تولہ سے کم پر بھی زکوٰۃ آجاوے اور یہ سب بعید قیاس شرعی سے ہے کہ افراط اور تفریط حد سے زیادہ لازم آتی ہے انتہیٰ

نقشہ حساب مثقال و درہم بحساب سکہ رائج الوقت

تعداد مثقال یا درہم	شرح بحساب تولہ فی مثقال یا درہم	تعداد ماشہ یا	تعداد تولہ بحساب ۱۲ ماشہ	تعداد روپیہ بحساب پونے بارہ ماشہ	تعداد روپیہ بحساب ۱۱۰۰ ماشہ ساڑھے گیارہ ماشہ	تعداد روپیہ بحساب ۱۱ سوا گیارہ ماشہ	تعداد روپیہ بحساب گیارہ ماشہ	تعداد روپیہ بحساب ۱۰ پونی گیارہ ماشہ	تعداد روپیہ بحساب ۱۰ ساڑھے دس ماشہ	کیفیت
۴۰۰ چار سو مثقال	چار رتی چار ماشہ	۱۸۰۰ ماشہ	۱۵۰ تولہ ماصہ روپیہ	ماصہ ۵ گنڈے ۲ کسرے کم از یک کوڑی	ماصہ ۷ گنڈے ۲ کوڑی کسرے زائد	ماصہ	ماصہ ۱۴ گنڈے ۱ ۲ کوڑی کسرے زائد	ماصہ ۵ گنڈی ۲ کوڑی کسرے زائد	ماصہ ۸ گنڈے ۲ کوڑی کسرے زائد	ایک روپیہ = ۱۶ آنہ، ایک آنہ = ۴ پیسہ، ایک پیسہ = ۳ پائی [illegible] گنڈہ = چار کوڑی
۵۰۰ پانچ سو درہم	۳ ماشہ ایک رتی ۵/۷ جو	۱۵۷۵ پندرہ سو پچھتر ماشہ	۱۳۱ تولہ ۳ ماشہ ایک سو اکتیس تولہ تین ماشہ یا ایک سو اکتیس روپیہ چار آنہ	ماللعہ ۱۴ گنڈے ایک کوڑی کسری زائد	ماصہ ۴ گنڈے ۱۵ ایک کوڑی کسری زائد	ماللعہ	ماللعہ ۱۲ گنڈے ۲ کوڑی کسرے زائد	ماللعہ ۱۴ گنڈے ۳ کوڑی کسرے زائد	ماصہ	
۲۰۰ دو سو درہم	۳ ماشہ ایک رتی ۵/۷ جو	۶۳۰۰ ماشہ	۵۲ تولہ ۶ ماشہ صہ ۸	صہ ۹ گنڈے ۳ کوڑی کسری زائد	للعہ ایک گنڈہ ۱۲ ۲ کوڑی کسری زائد	صہ	صہ نو گنڈے کسری زائد کم از کوڑی	صہ ۱۳ گنڈے ۹ کسرے زائد	صہ	

واضح رہے کہ یہ حساب مرتب کیا ہوا طلباء مدرسہ جوبلی لکھنؤ اور نیز کرپا شنکر طالب علم بی-اے کلاس کیننگ کالج لکھنؤ کا اور مصنفہ منشی امتیاز احمد صاحب مدرس جوبلی لکھنؤ کا ہے جو برادر عزیز جان منشی محمد وہاج حسین صاحب و برخوردار مولوی حکیم احمد سلمہ طالب علم ایف-اے کلاس کیننگ کالج لکھنؤ کا اور بھی مرتب کیا ہوا مولوی رشید الدین افسر مدرس مدرسہ حلقہ بندی کاکوری و پنڈت لکشمی رام مدرس مدرسہ انگریزی کاکوری کا ہے

وصل پنجم نکاح کے ظاہر کرنے اور شہرت دینے کی بیان مین

مستحب ہے نکاح کا ظاہر کرنا اور شہرت دینا اور نکاح سے پہلے خطبہ پڑھنا اور نکاح کا مسجد مین
ہونا۔ جلد دوم مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ شریف مطبوعہ مطبع انتظامی کانپور کے صفحہ ۱۲۷ مین حضرت
عائشہ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ظاہر کیا کرو تم اس
نکاح کو اور کیا کرو اس کو مسجدون مین اور بجایا کرو وقت نکاح کے دف نقل کی یہ ترمذی نے
اور کہا یہ حدیث غریب ہے **ف** ظاہر کرو یعنی ساتھ گواہون کے پس امر واسطے وجوب کے ہوگا
یا ظاہر کرو ساتھ شہرت دینے کے پس امر استحباب کے لیے ہوگا اور مستحب ہے نکاح کرنا مسجد مین اور
اسی طرح ہونا نکاح کا دن جمعہ کے اور نکاح کرنے سے مسجد مین اور دن جمعہ کے برکت حاصل ہوتی
ہے انتہی اور بھی اوسی کتاب مین محمد بن حاطب جمحی سے روایت ہے اونھون نے نقل کی جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے کہ فرق درمیان حلال اور حرام کے آواز کرنا اور دف
بجانا ہے نکاح مین **ف** مراد آواز کرنے سے گانا ہے یا ذکر کرنا اور مشہور کرنا نکاح کا لوگون مین
اور غرض اس حدیث سے یہ نہین ہے کہ بغیر آواز اور دف کے نکاح ہوتا ہی نہین۔ اس لیے کہ نکاح
دو گواہون کے سامنے بھی ہو جاتا ہے بلکہ مراد اس حدیث سے رغبت دلانا ہے طرف ظاہر کرنے
نکاح کے اور اوس کے مشہور کرنے کے اور حد مشہور کرنے کی اس سے معلوم ہوئی کہ جس مکان مین
نکاح ہو دوسرے مکان مین ظاہر ہو جاے۔ تو دائرہ بجانے اور آواز کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے
اور یہ حد نہین ہے ظاہر کرنے کی کہ محلون مین اور شہرون مین معلوم ہو ساتھ بجانے نوبت اور باجون
کے انتہی۔ ملا علی قاری جلد سوم مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف مطبوعہ مصر صفحہ ۲۵۲ مین اوپر والی حدیث
کے اس قول واجعلوہ فی المساجد کی شرح مین لکھتے ہین کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسجد مین

اور نکاح مسجدون مین کرو ۱۲

نکاح کرنا زیادہ باعث ہوتا ہے اعلان کی طرف یا حصول برکت مکان کی وجہ سے اور نکاح میں لائق ہے کہ فضیلت زمان کی بھی رعایت کی جاے تاکہ نکاح نورٌ علی نور و سرورٌ علی سرور ہو جائے۔ ابن الہمام نے کہا کہ عقد نکاح کا مسجد میں ہونا مستحب ہے اس لیے کہ نکاح عبادت ہے پس اوس کا جمعے کے دن ہونا بہتر ہے انتہیٰ۔ اور یہ یا فال نیک لینے کے لیے ہے یا توقع زیادتی ثواب کے واسطے یا اس واسطے کہ اوس سے کمال اعلان حاصل ہو انتہیٰ رسالہ نجات الارواح میں ہے کہ افضل مہینوں کا نکاح کے لیے شوال کا مہینا ہے جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلعم نے عقد کیا حضرت عائشہؓ سے شوال میں اور اون کو اپنے گھر میں لائے شوال میں اور افضل ایام نکاح کے لیے جمعے کا دن ہے اور افضل جگہ مسجد ہے انتہیٰ جلد دوم مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ شریف کے صفحہ ۱۲۷ میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ کہا اونھوں نے کہ نکاح کیا مجھ سے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ماہ شوال میں اور گھر میں لائے مجھکو ماہ شوال میں یعنی تین برس کے بعد پس کون عورتون میں رسول خدا کی تھی بہت نصیبہ ور مجھ سے حضرتؐ کے نزدیک نقل کی یہ مسلم نے

ف اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ جو جاہل لوگ شوال کے مہینے میں نکاح کرنے کو نحس جانتے ہیں یہ عقیدہ باطل ہے۔ بلکہ مستحب ہے اس میں نکاح کرنا اور زفاف کرنا۔ جیسا یہاں کے جہلا کا عقیدہ ہے ایسا ہی اہل جاہلیت کا عقیدہ تھا چنانچہ حضرت صدیقہؓ نے اونہی کا عقیدہ رد کرنے کے لیے کلام مذکور فرمایا انتہیٰ میں کہتا ہون کہ ملا علی قاری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ بعضون نے کہا کہ حضرت صدیقہؓ کا یہ فرمانا اس سے غرض اہل جاہلیت پر رد کرنا تھا کہ اون کے نزدیک ماہہاے حج میں نکاح بیاہ مبارک نہ تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس وجہ سے تھا کہ حضرت صدیقہؓ نے سنا تھا کہ بعض لوگ مرد کے بنا[1] کرنے کو اپنی عورت سے شوال میں برا جانتے تھے کیونکہ اون کو وہم تھا کہ شوال نکلا ہے اشالہ سے جس کے معنے ازالہ کے ہیں آپ نے اوس وہم کے رد کرنے کے لیے

[1] بنا کہتے ہیں عورت کو بعد نکاح کے اپنے گھر میں لانا ۱۲ منہ

وصل پنجم نکاح کے ظاہر کرنے اور شہرت دینے کی بیان مین

مستحب ہے نکاح کا ظاہر کرنا اور شہرت دینا اور نکاح سے پہلے خطبہ پڑھنا اور نکاح کا مسجد مین
ہونا۔ جلد دوم مظاہر حق ترجمۂ مشکوۃ شریف مطبوعہ مطبع انتظامی کانپور کے صفحہ ۱۲۷ مین حضرت
عائشہ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ظاہر کیا کرو تم اس
نکاح کو اور کیا کرو اس کو مسجدون مین اور بجایا کرو وقت نکاح کے دف نقل کی یہ ترمذی نے
اور کہا یہ حدیث غریب ہے **ف** ظاہر کرو یعنی ساتھ گواہون کے پس امر واسطے وجوب کے ہوگا
یا ظاہر کرو ساتھ شہرت دینے کے پس امر استحباب کے لیے ہوگا اور مستحب ہے نکاح کرنا مسجد مین اور
اسی طرح ہونا نکاح کا دن جمعہ کے اور نکاح کرنے سے مسجد مین اور دن جمعہ کے برکت حاصل ہوتی
ہے انتہیٰ اور بھی اوسی کتاب مین محمد بن حاطب جمحی سے روایت ہے اونھون نے نقل کی جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے کہ فرق درمیان حلال اور حرام کے آواز کرنا اور دف
بجانا ہے نکاح مین **ف** مراد آواز کرنے سے گانا ہے یا ذکر کرنا اور مشہور کرنا نکاح کا لوگون مین
اور غرض اس حدیث سے یہ نہین ہے کہ بغیر آواز اور دف کے نکاح ہوتا ہی نہین۔ اس لیے کہ نکاح
دو گواہون کے سامنے بھی ہو جاتا ہے بلکہ مراد اس حدیث سے رغبت دلانا ہے طرف ظاہر کرنے
نکاح کے اور اوس کے مشہور کرنے کے اور حد مشہور کرنے کی اس سے معلوم ہوئی کہ جس مکان مین
نکاح ہو دوسرے مکان مین ظاہر ہو جاے۔ تو دائرہ بجانے اور آواز کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے
اور یہ حد نہین ہے ظاہر کرنے کی کہ محلون مین اور شہرون مین معلوم ہو ساتھ بجانے نوبت اور باجون
کے انتہیٰ۔ ملا علی قاری جلد سوم مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف مطبوعہ مصر صفحہ ۲۴۵ مین اوپر والی حدیث
کے اس قول واجعلوہ فی المساجد کی شرح مین لکھتے ہین کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسجد مین

اور نکاح مسجدون مین کرو ۱۲

نکاح کرنا زیادہ باعث ہوتا ہے اعلان کی طرف یا حصول برکت مکان کی وجہ سے اور نکاح
مین لائق ہے کہ فضیلت زمان کی بھی رعایت کی جاے تا کہ نکاح نورٌ علی نور و سرورٌ علی سرور
ہو جائے۔ ابن الہمام نے کہا کہ عقد نکاح کا مسجد مین ہونا مستحب ہے اس لیے کہ نکاح عبادت ہے
پس اوس کا جمعے کے دن ہونا بہتر ہے انتہی۔ اور یہ یا فال نیک لینے کے لیے ہے یا توقع زیادتی
ثواب کے واسطے یا اس واسطے کہ اوس سے کمال اعلان حاصل ہو انتہی رسالہ نجات الارواح
مین ہے کہ افضل مہینون کا نکاح کے لیے شوال کا مہینا ہے جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ آنحضرتؐ نے
عقد کیا حضرت عائشہؓ سے شوال مین اور اون کو اپنے گھر مین لائے شوال مین اور افضل ایام
نکاح کے لیے جمعے کا دن ہے اور افضل جگہ مسجد ہے انتہی جلد دوم مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ شریف
کے صفحہ ۱۲۷ مین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ کہا اونھون نے کہ نکاح کیا مجھ سے پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے ماہ شوال مین اور گھر مین لائے مجھکو ماہ شوال مین یعنی تین برس کے بعد پس
کون عورتون مین رسول خدا کی تھی بہت نصیبہ ور مجھ سے حضرتؐ کے نزدیک نقل کی یہ مسلم نے
ف اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ جو جاہل لوگ شوال کے مہینے مین نکاح کرنے کو نحس جانتے ہین یہ
عقیدہ باطل ہے۔ بلکہ مستحب ہے اس مین نکاح کرنا اور زفاف کرنا۔ جیسا یہان کے جہلا کا عقیدہ ہے
ایسا ہی اہل جاہلیت کا عقیدہ تھا چنانچہ حضرت صدیقہؓ نے اون ہی کا عقیدہ رد کرنے کے لیے
کلام مذکور فرمایا انتہی مین کہتا ہون کہ ملا علی قاری اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ بعضون
نے کہا کہ حضرت صدیقہؓ کا یہ فرمانا اس سے غرض اہل جاہلیت پر رد کرنا تھا کہ اون کے نزدیک
ما بین دو عید نکاح یا بیاہ مبارک نہ تھا۔ اور بعض کہتے ہین کہ اس وجہ سے تھا کہ حضرت صدیقہؓ
نے سنا تھا کہ بعض لوگ مرد کے بنا[1] کرنے کو اپنی عورت سے شوال مین برا جانتے تھے کیونکہ اون کو وہم
تھا کہ شوال نکلا ہے اشالہ سے جس کے معنے ازالہ کے ہین آپ نے اوس وہم کے رد کرنے کے لیے

[1] بنا کہتے ہین عورت کو بعد نکاح کے اپنے گھر مین لانا ۱۲ منہ

یہ فرمایا - ابو المکارم نے شرح نقایہ مین لکھا ہے کہ مکروہ جاننا بعض روافض نے دو عیدون کے درمیان مین نکاح کو - اور سیوطی نے صحیح مسلم کے حاشیہ مین لکھا ہے کہ ابن سعد نے اپنی طبقات مین ابی حاتم سے روایت کی کہ جو لوگ نکاح کو شوال مین مکروہ جانتے ہین وہ اس وجہ سے کہ اول زمانہ مین شوال ہی مین طاعون ہوا تھا نووی نے کہا کہ اس حدیث سے تزویج اور تزوج اور دخول کا شوال مین مستحب ہونا معلوم ہوا اور اس پر ہمارے اصحاب نے تصریح کی اور اسی حدیث سے دلیل لائے اوس امر پر کہ جو قصد کیا حضرت عائشہؓ نے یعنی اہل جاہلیت کے وہم کی تردید اور فی زماننا بعض عوام کے تخیلہ کا رد انتہی - اور ترمذی شریف کے صفحہ ۲۵۶ باب ماجاء فی الاوقات التی یستحب فیہ النکاح مین بھی یہ حدیث مروی ہے بلکہ آخر مین لکھا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے - اور اس حدیث کی روایت ثوری سے معلوم ہوتی ہے کہ جنھون نے اسمعیل سے روایت کی انتہی -

تحقیق لفظ خطبہ - جاننا چاہیے کہ خطبہ (خ) کے زیر سے اس کے معنی عورت چاہنا اور خ کے پیش سے اوس چیز کو کہتے ہین کہ جو حمد اور نعت کے ساتھ متضمن خطاب و نصیحت و وعظ خلق اللہ ہو اور دیباچۂ کتاب کے معنی مین بھی آتا ہے کذا فی المنتخب والکنز انتہی من غیاث اللغات مظاہر حق مین ہے کہ خطبہ خ کے پیش اور زیر دونون طرح سے علما نے صحت کو پہونچایا ہے جو زیر سے ہے اوس کے معنے پیغام نکاح بھیجنا اور جو پیش سے ہے اوس کے معنی خطبہ کے جو نکاح مین پڑھتے ہین اور قاموس مین لکھا ہے کہ خطبہ کہتے ہین کلام نثر مسجع کو جو مشتمل ہو حمد و ثنا اور درود اور وعظ و نصیحت کو اور نکاح مین خطبہ پڑھنا سنت ہے انتہی منتہی الارب مین ہے خَطب بالفتح حال و شان - و کار خرد ہو یا بزرگ - کہتے ہین ما خطبک خطوب جمع اور اس کے معنی خواستگاری کے ہین خِطب بالکسر وہ عورت کہ جس کی خواستگاری کی ہو - خِطبہ بالکسر و بالضم کذلک و مرد خواہندہ - اخطاب جمع - کہا جاتا ہے ہی خِطبہ و خِطبتہ و ھو خِطبھا و خِطب نکح کسر و ضمہ ہر دو ایک کلمہ ہے کہ عرب بذریعہ

اوس کے نکاح کرتے ہین۔ خاطب کہتا ہے خِطب کو اور مخطوب کہتا ہے نکح خُطبہ بالضم وہ کلام جو خدا کی تعریف اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور نصیحت خلق مین ہو نثر مسجع ومقفی خُطب جمع خطابت خطیبی کردن انتہی بقدر الضرورۃ۔ [۱] حصن حصین مین ہے کہ جو متولی عقد کا ہو تو خطبہ عقد یہ کہے

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہد اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ واشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا وبث منہما رجالاً کثیراً ونساءً واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیباً ہ یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون ہ یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیداً یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیماً (عۃ مس عو) [۲] ورسولہ ارسلہ بالحق بشیراً ونذیراً بین یدی الساعۃ من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعصہما فانہ لا یضر الا نفسہ ولا یضر اللہ شیئاً (د) اسے روایت ابو داؤد عن ابن مسعود) ونسئل اللہ ان یجعلنا ممن یطیعہ ویطیع رسولہ ویتبع رضوانہ ویجتنب سخطہ فانما نحن بہ ولہ (مود) اسے روایت ابو داؤد موقوفاً عن قول الزہری انتہی **فائدہ** عرف مین جو تجدید ایمان

---

[۱] خطبہ نکاح کے تین ہین ایک یہ کہ آنحضرت صلعم نے آپ پڑھا دوسرا وہ کہ جو نجاشی نے حضرت ام حبیبہؓ کے نکاح مین پڑھا اور تیسرا وہ ہے کہ جو ابن عباسؓ سی مشکوۃ شریف مین مذکور ہے چنانچہ مولانا محمد اسحٰقؒ ذرہ اربعین مین لکھا ہے ۱۲ حاشیہ تفریح الاذکیا صفحہ ۳۶ ۱۲ منہ

[۲] یہ اشارات حصن حصین کے ہین عۃ سے مراد سنن اربعہ یعنی سنن ابو داؤد وسنن ترمذی وسنن نسائی وسنن ابن ماجہ ہین۔ اور مس سے مراد مستدرک حاکم اور عو سے مراد مسند ابی عوانہ ہے یعنی یہان تک اس خطبہ کی عبارت ان کتابون سے مروی ہے ۱۲ منہ

کے واسطے زوج سے یہ کلمات پڑھواتے ہین بہت خوب ہے اور موجب حصول برکت کا بسبب
تجدید ایمان کے۔ چاہیے کہ دولھن کو بھی کہلوائین۔ اور وہ کلمات یہ ہین آمنت باللہ وملائکتہ
وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالی والبعث بعد الموت
تبرأت من الکفر والشرک والنفاق والبدعۃ وسائر الفسوق والمعاصی واسلمت
واقول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یعنی ایمان لایا مین اللہ اور اوسکے ملائکہ اور کتابون اور پیغمبرون
اور دن قیامت پر۔ اور تقدیر الہی پر کہ نیک و بد اوس کی طرف سے ہے اور ایمان لایا مین اوپر اوٹھائے
جانے مُردون کے بعد مرنے کے اور بیزاری چاہی مین نے کفر اور شرک اور نفاق و بدعت اور تمام
بدکاریون اور گناہون سے اور اسلام لایا مین اور کہتا ہون مین کلمہ کہ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ
تعالی اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اوس کے بھیجے ہوے ہین انتہی کذا فی تحفۃ المشتاق۔ مین کہتا ہون کہ
طریقہ تجدید ایمان بالفعل یہ دیکھا جاتا ہے کہ اولاً زوج کو پانچون کلمے پڑھاتے ہین پھر آمنت باللہ یہ
طریقہ بھی خوب ہے اور اس بارہ مین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے کسی نے استفتا کیا ہے
چنانچہ وہ استفتا فتاوی عزیزی مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی کی دوسری جلد کے صفحہ ۱۲۷ مین ہے
اوس کا ترجمہ یہ ہے **سوال** عقد نکاح کے دن اعلام کلمون کا اور صفت ایمان مجمل اور مفصل
کی کس وجہ سے ہے آیا بہ نظر تلقین کے ہے یا استحکام عقد کے **جواب** از روے شریعت غرا کے
مومن وکافر مین نکاح منعقد نہین ہوتا۔ اور ظاہر ہے کہ انسان سے لاعلمی کی حالت مین یا از روے
سہو کے اکثر کلمۂ کفر صادر ہو جاتا ہے کہ آدمی اوس پر متنبہ نہین ہوتا اس صورت مین اگر نکاح
متناکحین کا واقع ہوا تو منعقد نہین ہوتا ہے اس واسطے متاخرین علماے محتاطین۔ احتیاطاً
صفت ایمان مجمل اور مفصل کی بحضور متناکحین کہتے ہین اور کہلاتے ہین تا انعقاد نکاح بحالت
اسلام واقع ہو۔ فی الحقیقت علماے متاخرین نے اس احتیاط کو عقد نکاح مین جو بڑھایا ہے تو یہ

برکت اسلامی سے خالی نہین ہے جو لوگ کہ اسلام سے بہرہ نہین رکھتے ہین وہ اس کے لطف
پر کب پہونچتے ہین۔ معلوم نہین کہ تلقین اموات کہ اکثر فرقۂ خلافیہ مین جاری ہے سبب موجہ اس کا
کیا بہم پہونچایا ہے اس واسطے کہ کل فرق اسلامیہ اس پر متفق ہین کہ ایمان بعد البعث درست
نہین ہے اور بعث عبارت ہے انتقال روحانی سے انتہی اور چونکہ سنتون نکاح سے ہے خطبہ
قبل العقد۔ اور خطبے مین کوئی خاص متعین نہین ہے لیکن افضل وہ ہے جو مروی ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے یا ائمۂ کبار سے لہذا فقیر اس جگہ پر ایک خطبہ جو جامع ہے اون خطبون کا
جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا ائمۂ کبار نے پڑھے ہین جمع کرکے درج رسالہ ہذا کرتا ہے وہ یہ ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله نور النور و مدبر الامور خلق النور من النور و انزل النور على الطور
فی کتاب مسطور بقدر مقدور حمد بالکتاب نفسه و افتتح بالحمد کتابه
هو بالعز مذکور و بالفخر مشهور و على السراء و الضراء مشکور و فی الظاهر
و الباطن مکنون و مستور منعم النعم برحمته و الهادی الى شکره بمنته
المحمود بنعمته و المعبود بقدرته المطاع بسلطانه المرهوب من عذابه و
سطوته النافذ امره فی سمائه و ارضه الذی خلق الخلق بقدرته و
امرهم باحکامه و اعزهم بدینه و اکرمهم بنبیه سیدنا محمد صلى الله
علیه وسلم نحمده و نستعینه و نستغفره و نؤمن به و نتوکل علیه و نعوذ
بالله من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یهدی الله فلا مضل
له و من یضلله فلا هادی له و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک
له و اشهد ان سیدنا محمدا عبده و رسوله ارسله بالحق بشیرا و نذیرا

بین یدی الساعۃ من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعصہما فانہ
لا یضر الا نفسہ ولا یضر اللہ شیئاً ۔ یاایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم
من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا وبث منہما رجالاً کثیراً ونساءً
واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیباً ۔ یا
ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون ۔ یا
ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیداً یصلح لکم اعمالکم ویغفر
لکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیماً ۔ ایہا الناس
ان اللہ تبارک اسمہ وتعالت عظمتہ جعل المصاہرۃ سبباً لاحقاً و
امراً مفترضاً اوشج بہ الارحام والزمہا الانام فقال عز من قائل وھو الذی
خلق من الماء بشراً فجعلہ نسباً وصہراً وکان ربک قدیراً ۔ وقال فانکحوا ما
طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلث وربٰع وانکحوا الایامیٰ منکم والصالحین
من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنہم اللہ من فضلہ واللہ واسع علیم ۔
فامر اللہ تعالیٰ یجری الیٰ قضائہ وقضاؤہ یجری الیٰ قدرہ ولکل قضاء قدر و
لکل قدر اجل ولکل اجل کتاب یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب ۔ وان
جمعنا ہذا مما قدرہ اللہ وامر بہ اقامۃ للسنۃ النبویۃ فقد ورد فی الخبر عن سید البشر
النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی وایضاً ورد تناکحوا تکثروا فانی
اباھی بکم الامم یوم القیامۃ نسئل اللہ ان یجعلنا ممن یطیعہ ویطیع رسولہ
ویتبع رضوانہ ویجتنب سخطہ فانما نحن بہ ولہ اللّٰہم صل وسلم علیٰ سیدنا
ومولانا محمد النبی الامی وعلیٰ اٰلہ واصحابہ وازواجہ واہل بیتہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً

وصل ششم انعقاد نکاح اور دعای تہنیت کے بیان مین

بعد خطبہ کے ایجاب قبول کرایا جائے ۔ فتاوی عالمگیری مین کافی سے منقول ہے کہ رکن نکاح
ایجاب و قبول ہے کذا فی الکافی اور ایجاب کہتے ہین اوس لفظ کو جو پہلے بولا جائے کسی جانب سے
ہو اور قبول اوس کے جواب کو کہتے ہین کذا فی العنایہ انتہی ۔ درمختار مین ہے کہ وینعقد ملتبسا
بایجاب من احدھما وقبول من الاخر وضعا للمضی لان الماضی ادل علی التحقیق
کزوجت نفسی او ابنتی او موکلتی منک ویقول الاخر تزوجت یعنی نکاح منعقد
ہوتا ہے جب ملے ایک کے ایجاب اور دوسرے کے قبول سے درانحالیکہ ایجاب وقبول موضوع
ہون فعل ماضی کے واسطے اس واسطے کہ فعل ماضی خوب تر دلالت کرتا ہے تحقق اور وقوع پر کیونکہ
زمانہ حال کی کچھ حقیقت نہین کہ وہ مرکب ہے ماضی اور استقبال سے اور زمانہ مستقبل وقت
تکلم کے معدوم المضمون ہے اس واسطے ایجاب اور قبول کے لیے صیغہ ماضی کا معین ہوا جیسے
کوئی کہے نکاح کیا مین نے اپنی ذات کا یا اپنی بیٹی کا یا اپنی موکلہ کا تجھ سے اس کلام اول
کو ایجاب کہتے ہین مرد کہے یا عورت ۔ دوسرا کہے مین نے قبول کیا اپنی ذات کے واسطے یا
اپنے بیٹے کے واسطے یا اپنے موکل کے واسطے اس دوسرے کلام کو قبول کہتے ہین خواہ مرد کہے
خواہ عورت زَوَّجتُ نفسِی (نکاح کردیا مین نے اپنا ۱۲) عاقد (عقد کرنیوالا ۱۲) اصیل کہے اور زَوَّجتُ اِبنتِی ولی کہے اور زَوَّجتُ مُوَکِّلتِی
وکیل کہے وینعقد ایضا بما ای بلفظین وضع احدھما له ای للمضی والاخر
للاستقبال او للحال فالاول الامر کزوجنی او زوجینی نفسک او کونی امراتی
یعنی اور بھی منعقد ہوتا ہے نکاح اون دو لفظون سے کہ اون مین ایک تو موضوع ہو ماضی کے
واسطے اور دوسرا حال یا استقبال کے واسطے سو اول یعنی استقبال سے مراد امر کا صیغہ ہے

چاہیئے کہ مرد کہے ولی سے یا عورت کے وکیل سے کہ میرا نکاح کردے یا خود عورت سے کہے کہ میرا نکاح اپنی ذات سے کردے یا یون کہے کہ تو میری جورو ہوجا انتہی ۔ اس قدر بقدر ضرورت کافی ہے اور تفصیل اگر دیکھنا ہو تو کتب فقہ مین موجود ہے ۔ بعد خطبہ الفاظ ایجاب وقبول آواز بلند اس طرح کہلائے کہ نکاح کردیا مین نے تمھارا فلانے کی لڑکی یا فلان عورت سے جس نام سے وہ مشہور ہو اور اس قدر مہر کے تم نے قبول کیا وہ کہے کہ قبول کیا مین نے اور گواہ اوس کے قول کو سنین ۔ اور اگر عاقدین زبان عربی سمجھتے ہون تو عربی مین کہلائے **تنبیہ** درمختار مین ہے کہ غلط وکیلھا بالنکاح فی اسم ابیھا بغیر حضورھا لم یصح للجھالۃ یعنی عورت کے نکاح کا وکیل چوک گیا عورت کے باپ کے نام مین بدون حاضر ہونے عورت کے تو نکاح صحیح نہ ہوگا بسبب عدم امتیاز کے یعنی زید کی بیٹی کو بھول کر خالد کی بیٹی کہہ گیا اور عورت وہان موجود نہین تو نکاح نہ ہوگا اور اگر عورت وہان موجود ہے تو وکیل کا بھولنا مضر نکاح مین نہین کرتا کہ اوس کے موجود ہونے اور اوسی کی طرف اشارہ کرنے سے امتیاز حاصل ہے **مسئلہ** وکذا لو غلط فی اسم ابنتہ الا اذا کانت حاضرۃ واشار الیھا فیصح اور اسی طرح اگر بھول گیا مرد اپنی بیٹی کے نام مین نکاح کرنے کے وقت تو نکاح نہ صحیح ہوگا لیکن جب بیٹی مجلس عقد مین حاضر ہو اور اوس کی طرف اشارہ کرے کہ اس کا مین نے نکاح کیا تو نکاح صحیح ہوگا نام کی غلطی اس صورت مین مضر نہین اس واسطے کہ اشارہ قوی تر ہے نام سے **مسئلہ** ولو لہ بنتان واراد تزویج الکبریٰ فغلط فسماھا باسم الصغریٰ صح للصغریٰ خانیہ یعنی اگر ایک مرد کی دو بیٹیان ہون اور اوس نے بڑی بیٹی کے نکاح کردینے کا ارادہ کیا اور غلطی سے چھوٹی بیٹی کا نام لے گیا تو چھوٹی بیٹی کا نکاح صحیح ہوجائے گا کذا فی الخانیۃ بشرطیکہ کوئی مانع نکاح نہ ہو اور اگر چھوٹی بیٹی کسی کی منکوحہ ہو یا زوج کی محرم ہو تو اس صورت مین نہ چھوٹی کا نکاح صحیح ہوگا نہ بڑی کا چھوٹی کا اس واسطے نہ صحیح ہوگا

کہ محل نکاح نہین اور بڑی کا اس واسطے نہین کہ اوس کا نام مذکور نہ ہوا کذا فی حاشیۃ المدنی انتہی
فتاوی عالمگیری مین فتاوی ظہیریہ سے منقول ہے کہ ایک لڑکی ہے جس کا بچپن مین نام اور
تھا اور جب بڑی ہوئی تو دوسرے نام سے موسوم ہوئی۔ تو کون سا نام نکاح مین لیا جائے کہا کہ
اوس کا دوسرا نام نکاح مین لیا جاوے بشرطیکہ وہ دوسرا نام مشہور ہو اور صحیح تر میرے نزدیک یہ ہے
کہ دونون نام ایک ساتھ لیئے جائین **مسئلہ** ایک شخص کی ایک لڑکی ہے جس کا نام فاطمہ ہے
اوس نے ایک دوسرے شخص سے کہا کہ مین نے تیرا نکاح کر دیا اپنی لڑکی عایشہ کے ساتھ اور اوس
عورت کی طرف اشارہ نہین واقع ہوا یعنی وہ وہان موجود نہین ہے یا موجود ہے مگر اوس کی طرف
اشارہ کر کے نہین کہا تو فتاوی فضلی مین مذکور ہے کہ یہ نکاح منعقد نہ ہوگا اور اگر صرف اتنا کہا کہ مین نے
تیرا نکاح اپنی بیٹی کے ساتھ کیا اور اس سے زائد نہین کہا اور اوس کہنے والے کی بیٹی بھی ایک ہی ہے
تو نکاح جایز ہے کذا فی المحیط انتہی فتح القدیر مین ہے کہ عورت کا نکاح کرنا چاہیے اوس کے مشہور نام
سے حتی کہ اگر عورت کے دو نام ہون ایک بچپن کا اور دوسرا جوانی کا تو نکاح مین دوسرا نام لے کیونکہ
وہ عورت اوسی نام سے مشہور ہوگی انتہی۔ رسالہ تحفۃ المشتاق مین ہے کہ صیغہ ہاے الفاظ عقد
عربی زبان مین کہلانا مستحب ہے اگر ناکح عربی سمجھتا ہو تو لفظ عربی مین عقد کرے اور اگر معنی نہ سمجھتا ہو
تو جس لغت اور زبان مین سمجھتا ہو اوسی زبان مین کہنا درست ہے اور وہ الفاظ نکاح اور تزویج
اور تملیک کے ہین اور جو کہ بصیغہ مفید ملکیت تمتع کے ہون مانند ہبہ کے اور عاقد نکاح مین دو طرح کا
ہے ایک اصیل اور دوسرا وکیل۔ اگر خود متولی ایجاب یا قبول کا نکاح مین اپنے لیے ہے تو اصیل
ہوگا اور اگر دوسرے کے لیے اوس کی اجازت سے ہے تو وکیل ہوگا۔ اور یہ پانچ صورتین رکھتا ہے
یا ہر شخص زوج و عروس سے باہم بحضور گواہان عقد باندھین اور یا ایک طرف سے وکیل اور دوسری طرف سے اصیل ہو اور یہ صورت تین
رکھتا ہے یا عروس کی طرف سے وکیل اور طرف ثانی مین خود زوج اور یہ صورت متعارف اس دیار کی ہے یا زوج کی طرف سے وکیل اور

---

[1] یعنی صاحب فتاوی ظہیریہ نے کہا ۱۲ منہ

طرف ثانی مین عروس خود عاقد ہو اور دونون طرف سے وکیل علحدہ ہو مثلاً زوج کا وکیل زید ہو اور زوجہ کا وکیل عمر۔ یا ایک ہی شخص دونون طرف سے وکیل ہو مثلاً زوج اور زوجہ دونون نے زید کو اپنا وکیل بنایا نکاح مین اور اس صورت مین زید وکیل اون دونون زوج اور عروس کا ہو اپہلی صورت مین زوج کہے عروس کو خطاب کر کے عربی مین انکحتک نفسی یا زوجتک نفسی علی ہٰذا الصداق اور فارسی مین۔ نکاح کردہ دادم ترا بہ نفس خود برین مقدار مہر۔ اور اردو مین۔ نکاح کردیا مین نے تیرا اپنے ساتھ اس قدر مہر پر بعد ازان اوسی وقت اوسی محفل مین بلا فصل عروس عربی مین کہے قبلت نکاحک وتزویجک من نفسی علی ہٰذا الصداق۔ اور فارسی مین قبول کردم نکاح ترا بانفس خود برین مہر۔ اور اردو مین قبول کیا مین نے نکاح تیرا اپنے ساتھ اس قدر مہر پر اور دوسری صورت مین عروس کا وکیل عربی مین کہے انکحتک وزوجتک نفس مؤکلتی فلانۃ بنت فلان علی ہٰذا الصداق اور فارسی مین نکاح کردہ دادم بہ تو نفس مؤکلہ خودرا کہ فلانہ بنت فلان ست برین قدر مہر۔ اور اردو مین نکاح کردیا مین نے تیرے ساتھ نفس مؤکلہ اپنی کا کہ فلانی بیٹی فلانے کی ہے اس قدر مہر پر پھر اوسی وقت شوہر کہے قبلت نکاح مؤکلتک ہٰذہ وتزویجہا من نفسی علی ہٰذا الصداق۔ اور فارسی مین قبول کردم نکاح مؤکلہ تو کہ این است از نفس خود براین قدر مہر۔ اور اردو مین۔ قبول کیا مین نے نکاح تیری اس مؤکلہ کا اپنے ساتھ اس قدر مہر پر۔ اور تیسری صورت مین وکیل زوج کہے انکحتک وزوجتک نفس مؤکلی فلان ابن فلان علی ہٰذا الصداق اور فارسی مین نکاح کردہ دادم بہ تو نفس مؤکل اور افلان ابن فلان براین قدر مہر۔ اور اردو مین نکاح کردیا مین نے تیرے ساتھ نفس اپنے مؤکل کا کہ فلان ابن فلان ہے اس قدر مہر پر پھر اوسی وقت دولھن کہے قبلت نکاح نفس مؤکلک من نفسی علی ہٰذا الصداق اور فارسی مین قبول کردم نکاح نفس مؤکل ترا بانفس خود

برین قدر مہر۔ اور اردو مین۔ قبول کیا مین نے نکاح نفس موکل تیرے کا اپنے ساتھ اس قدر مہر پر اور
چوتھی صورت مین دولھن کا وکیل کہے عربی مین انکحت وزوجت نفس موکلتی فلانۃ
بنت فلان من نفس موکلک فلان ابن فلان علی ہذا الصداق اور فارسی
مین نکاح کردہ دادم نفس موکلہ خود را فلانہ دختر فلان با نفس موکل تو فلان پسر فلان برین قدر مہر
اور اردو مین نکاح کر دیا مین نے نفس اپنی موکلہ فلانی بیٹی فلانے کا ساتھ نفس موکل تیرے کے
جو فلان بیٹا فلان کا ہے اس قدر مہر پر پھر اوسی وقت زوج کا وکیل کہے عربی مین قبلت
نکاح نفس موکلتک وتزویجہا من نفس موکلی علی ہذا الصداق اور فارسی مین
قبول کردم نکاح نفس موکلہ ترا با نفس موکل خود برین قدر مہر۔ اور اردو مین قبول کیا مین نے نکاح
تیرے نفس موکلہ کا نفس موکل کے ساتھ اس قدر مہر پر۔ اور پانچوین صورت مین زوج سے
خطاب کر کے کہے انکحتک وزوجتک فلانۃ بنت فلان علی ہذا الصداق اور
فارسی مین نکاح کردہ دادم فلانہ بنت فلان را برین قدر مہر اور اردو مین نکاح کر دیا مین نے فلانی
بیٹی فلانے کا تیرے ساتھ اس قدر مہر پر اور زوجہ کی طرف مخاطب ہو کر کہے انکحتک و
زوجتک فلان بن فلان اور فارسی مین نکاح کردہ دادم ترا با فلان ابن فلان برین قدر
مہر اور یہ خطاب بہ زوجہ ہے اور با الفلانۃ بنت فلان یہ خطاب زوج ہے۔ اور اردو مین نکاح
کر دیا مین نے تیرا فلانی بیٹی فلانے کے ساتھ اس قدر مہر پر اور یہ خطاب عروس ہے۔ اور یا فلانا
بیٹا فلان کا اس قدر مہر پر اور یہ خطاب زوج ہے۔ اور اس صورت مین ایک صیغہ ایجاب و
قبول مین کفایت کرتا ہے اور بھی ایک خطاب دونون شخص کے ساتھ ایک لفظ کے ساتھ
کافی ہے لیکن بصیغہ تثنیہ مانند انکحتکما وزوجتکما علی الصداق اور فارسی مین نکاح
کردہ دادم شما ہر دو را برین قدر مہر۔ اور اردو مین نکاح کر دیا مین نے تم دونون کا اس قدر مہر پر

اس واسطے کہ اس صورت مین ایک شخص متولی عقد نکاح کا دونون طرف سے ہے حاجت
دوسرے کے قبول کی نہین ہے اور یہ حکم خاص مسئلہ نکاح مین ہے عقد بیع مین نہین اس واسطے
کہ عاقد سفیر محض ہے اس وجہ سے کہ کل حقوق زوجیت وطی اور ادا ے مہر زوجین سے تعلق
رکھتے ہین وکیل کے ساتھ تعلق نہین رکھتے اور اس مسئلہ کی تفصیل کتب اصول فقہ مین ہے۔ فائدہ بعد جب
عقد نکاح سے فراغت ہو تو چاہیے کہ عقد کرنے والا دعاے برکت کرے زوج اور زوجہ کے لیے
جیسا کہ حدیث صحیح مین آیا ہے بارک اللہ لک وفیک وعلیک وجمع بینکما علی خیر
سنن ابی داؤد مین باب فیما یقال للمتزوج مین حضرت ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت
صلعم جس وقت دعا کرتے تھے کسی کے لیے بعد نکاح کے تو فرماتے تھے بارک اللہ لک وبارک
علیک وجمع بینکما فی خیر سنن ابن ماجہ مطبوعہ مطبع اصح المطابع لکھنؤ کے صفحہ ۱۳۸ مین باب
تھنیۃ النکاح مین حضرت ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ کی عادت تھی کہ جب آپ دعا
کرتے تھے نکاح کے بعد تو فرماتے تھے بارک اللہ لکم وبارک علیکم وجمع بینکما فی خیر
ترمذی شریف مین حضرت ابی ہریرہ سے اسی باب مین یہ دعا منقول ہے بارک اللہ لک و
بارک علیک وجمع بینکما فی خیر حصن حصین مین ہے بارک اللہ لک رواہ البخاری ومسلم
کلاہما عن انس ۱۲ حرز[1]۔ وبارک اللہ علیک وجمع بینکما فی خیر رواہ الاربعۃ وابن
حبان والحاکم کلہم عن ابی ہریرۃ۔ قولہ علیک مشکوٰۃ مین علیکما ہے اور یہی مناسب
ہے اس واسطے کہ آیندہ آپ نے فرمایا ہے کہ وجمع بینکما فی خیر اور ابن حبان وحاکم و شیخین نے
ابی ہریرہؓ و انسؓ سے روایت کیا ہے لفظ بارک اللہ لک کو۔ عینی شرح بخاری شریف کی جلد
سوم صفحہ ۲۴۰ مطبوعہ مصر باب کیف یدعی للمتزوج مین بروایت ترمذی یہی دعا منقول
ہے بارک اللہ لک وبارک علیک وجمع بینکما فی خیر ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح

[1] حرز سے مراد کتاب الحرز الثمین ہے جو مصنفہ ملا علی قاری رحمہ اللہ کی ہے یعنی یہ دعا یہاں تک حرز الثمین مین بھی منقول ہے ۱۲ منہ

ہے اس کو ابوداؤد نے قتیبہ سے اور نسائی کبیر نے - اور عمل الیوم و اللیلہ مین عبدالرحمن ابن
ابی عبید سے اور ابن ماجہ نے سوید ابن سعید سے نکالا ہے انتہی - شیخ ابن حجر نے فتح الباری مین
باب کیف یدعی للمتزوج مین لکھا ہے کہ قوی تر اس سے وہ ہے جس کو روایت کیا
اصحاب السنن نے اور جس کی تصحیح کی ہے ترمذی اور ابن حبان و حاکم نے طریق سہل بن ابی
صالح سے اونھون نے اپنے باپ سے اونھون نے حضرت ابی ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلعم جس
وقت کسی کو بعد نکاح کے دعا دیتے تو فرماتے تھے بارک اللہ لک و بارک علیک و جمع
بینکما فی خیر نسائی شریف کے صفحہ ۵۰۲ مطبوعہ مطبع نظامی کانپور مین باب کیف یدعی
للرجل اذا تزوج مین ہے کہ حضرت عقیل ابن ابی طالب نے ایک عورت قبیلہ بنی جشم کی ساتھ
نکاح کیا اون سے لوگون نے کہا بالرفاء والبنین حضرت عقیل نے کہا یہ نہ کہو بلکہ وہ کہو جو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بارک اللہ لکم و بارک فیکم - فتح الباری شرح صحیح بخاری شریف مطبوعہ
مطبع انصاری دہلی کے اکیسوین پارہ کے صفحہ ۸۰ مین لکھا ہے کہ بالرفاء والبنین وہ کلمہ تھا جس کو
اہل جاہلیت کہا کرتے تھے اوس سے ممانعت آئی جیسا کہ روایت کیا بقی ابن مخلد نے طریق
غالب سے اونھون نے حسن سے اونھون نے ایک مرد بنی تمیم سے اوس مرد نے کہا کہ ہم جاہلیت
یعنی روایت
مین کہا کرتے تھے بالرفاء والبنین جب زمانہ اسلام ہوا تو آنحضرتؐ نے ہم کو سکھلایا کہ کہو بارک اللہ
لکم و بارک فیکم و بارک علیکم - اور روایت کیا اس کو نسائی نے اور طبرانی نے دوسری
طریق سے حسن سے اونھون نے حضرت عقیل بن ابی طالب سے کہ وہ بصرہ مین آئے تھے اور اونھون نے
ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا لوگون نے اون کو مبارکبادی دی کہ بالرفاء والبنین اونھون نے
کہا یہ نہ کہو بلکہ وہ کہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللھم بارک لھم و بارک علیہم اور اس کے
رجال سب ثقہ ہین - مگر حسن نے عقیل سے نہین سنا جیسا کہ کہا جاتا ہے انتہی مین کہتا ہون کہ میرے پیش نظر

سلہ یعنی عورت و مرد مین اتفاق ہو اور بیٹے پیدا ہون ۱۲

وصل ہفتم شکر اور چھوہارے بادام وغیرہ کی لٹانے کی بیان مین

مرزا حسن علی صاحب محدث لکھنوی اپنے رسالہ تحفۃ المشتاق مین لکھتے ہین کہ جو کچھ اوس وقت از قسم شیرینی موجود ہو اوس کو بطریق نہب[۱] نثار کرے کہ طریقۂ صحابہ عہد شریف جناب رسالت مآب اور حضور معلاے عالی جناب یہی تھا جیسا کہ خزانۃ الروایۃ وغیرہ سے ثابت ہے انتہی اور امام طحاوی نے جلد دوم شرح معانی الآثار مطبوعہ مطبع مصطفائی لکھنؤ کے صفحہ ۲۸ مین خاص ایک باب منعقد کیا ہے باب انتھاب ماینثر علی القوم مما یفعلہ الناس فی النکاح کے نام سے یعنی اوس باب مین بیان ہے اس چیز کے لوٹنے کا جو قوم پر نثار کی جاتی ہے اور اوس کو لوگ نکاح مین کرتے ہین اوس مین لکھا ہے کہ عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم نے بیعت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر پر کہ ہم نہ لوٹین گے اور عمران بن حصین رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے انتہاب کیا وہ ہم سے نہین ہے حضرت انس رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہبہ سے منع کیا اور فرمایا کہ من انتھب فلیس منا[۲] خالد جہنی نے اپنے باپ سی روایت کی کہ وہ کہتے تھے کہ منع فرمایا آنحضرت صلعم نے خلسہ[۳] اور نہبہ سے۔ ثعلبہ بن حکم قبیلہ بنی لیث کے کہتے ہین کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے مقام سے گذرے کہ جہان دیگچیان تھین اور اون مین بکری کا وہ گوشت پک رہا تھا جس کو لوگ لوٹ کر لائے تھے تو آپ نے حکم دیا کہ ان دیگچیون مین جو کچھ ہے اوس کو زمین پر گرا دو اور فرمایا کہ لاتحل النھبۃ لاتحل (یعنی لوٹنا حلال نہین ہے) ثعلبہ بن الحکم کہتے ہین کہ حضرت کے زمان برکت نشان مین ایک بار بکری کا گوشت لوگ لوٹ لائے

---

[۱] نہب بمعنی غنیمت نہاب مثل کتاب جمع ہے اسکے معنے ہین جو چیز کہ لوٹ مین آوے نہبۃ بمعنی غارت انتہاب بمعنی غارت کردن انتہاب غارت دادن مال ۱۲ منہ [۲] جو شخص لوٹے وہ ہم مین سی نہین ہی ۱۲ [۳] خلسہ بالضم بمعنی ربودگی و با ہم آمیختگی گیاہ خشک و تر ۱۲ منہ

آپ نے فرمایا کہ لوٹنا نہین درست ہے تب اوس کے حکم دیا کہ دیگچیون کو زمین پر گرا دو اور سماک
نے بھی انھین اسناد سے یہ حدیث روایت کی ہے ابی زائدہ کہتے ہین کہ مجھ سے میرے باپ
وغیرہ نے حدیث بیان کی سماک کی روایت سے اور اون کے اسناد بھی ایسی ہی بیان کیے
ابو جعفر کہتے ہین کہ ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جب کوئی شخص کسی قوم پر کوئی چیز نثار کرے
اور اوس کو اوس چیز کا لینا مباح کر دے تو اوس کا لینا اون کے لیے مکروہ ہے اور اوس شخص یعنی نثار
کرنے والے پر حرام اور ابو جعفر کی راے اس مسئلہ مین یہ ہے کہ یہ نثار اوس لوٹ مین سمجھی جائیگی
جس سے آنحضرت نے ان حدیثون مین ممانعت کی ہے مگر اور لوگ اس مین مخالف ہین اون کا
قول یہ ہے کہ جس لوٹ سے آنحضرت صلعم نے ان حدیثون مین ممانعت کی ہے وہ اوس چیز کی
لوٹ ہے جس کی اجازت مالک نے نہ دی ہو اور جس کے لوٹنے کی اجازت مالک نے دی ہو
اور لوٹنے والون کو اوس چیز کا لینا مباح کیا ہو وہ ایسی نہین ہے یعنی جائز ہے کیونکہ یہ لوٹ وہی
ہے جس کی اجازت دی گئی ہے اور پہلی لوٹ وہ تھی جس سے ممانعت کی گئی تو جس کو آنحضرت
نے مباح فرمایا ہے ہم نے اوس کی مثال بھی پائی چنانچہ عبد اللہ ابن قرط سے مروی ہے کہ آنحضرت
صلعم نے فرمایا کہ دوست تر دنون مین اللہ کے نزدیک یوم نحر ہے پھر یوم عرفہ ایک مرتبہ اوسی روز
آنحضرت کے حضور مین پانچ یا چھ بدنہ پیش کیے گئے آپ نے اون کی قربانی کی جب وہ زمین پر
گر کے ٹھنڈے ہو گئے تب آپ نے آہستہ سے کچھ فرمایا جو مین نہین سمجھا مین نے اپنے پاس والے
شخص سے پوچھا کہ آپنے کیا فرمایا اوس نے کہا کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ جو شخص چاہے انمین سے
گوشت کاٹ لے جاے تو جب آنحضرت نے یہ فرمایا اور گوشت کاٹ لیجانے کو مباح کیا تو اس
ارشاد سے معلوم ہوا کہ جس چیز کو اوس کا مالک لوگون کے لیے مباح کر دے وہ کھانے والی چیز ہو
یا کوئی اور تو لوگون کو اوس کا لینا درست ہے اور یہ خلاف اوس لوٹ کے سمجھی جائیگی جس سے

پہلی حدیثون مین ممانعت آئی ہے اور ہمارے اس بیان سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ پہلی
حدیثون مین جس لوٹ سے ممانعت آئی ہے وہ وہ چیز ہے کہ جس کی اجازت مالک نے نہ دی ہو
اور جس کی اجازت دی اور مباح کیا اوس کا بیان اس دوسری حدیث مین واقع ہوا اور بھی ایک
حدیث منقطع مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے اوس لوٹ کا حکم کہ جس سے
ممانعت کی ہے اور اوس لوٹ کا جس کو مباح کر دیا ہے علیحدہ علیحدہ بیان کر دیا ہے یہان پر ہمارا
مقصد اوس کے ذکر سے صرف حکم کی تفسیر ہے خالد بن معدان معاذ ابن جبل سے روایت کر کے
کہتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان انصاری کے نکاح مین تشریف لائے
جب اوس کا نکاح ہو چکا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالے تم لوگون کے رزق مین برکت دے اور
اس نکاح کو مبارک کرے۔ الفت وفال نیک وکشادگی رزق کے ساتھ پھر آپ نے فرمایا کہ دف
بجاؤ اپنے دوست کے سر پر تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ چند لڑکیان آئین اور اون کے ساتھ
طبق تھے کہ جن مین لوز اور شکر تھا یعنی بادام اور شکر اوس وقت حاضرین نے اپنے ہاتھونکو
روک لیا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاتھ روک لینے کی کیا وجہ کیون نہین لوٹتے
ہو اون لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ چونکہ آپ نے لوٹنے سے ممانعت فرمائی تھی اس وجہ
سے ہم نے ہاتھ روک لیا آپ نے فرمایا کہ وہ لشکر کے اسباب لوٹنے سے ممانعت تھی لیکن بیاہون
مین لوٹنے کے لیے میری ممانعت نہ تھی راوی کہتا ہے کہ مین نے آنحضرت صلعم کو دیکھا کہ آپ
اون لوگون کو کھینچتے تھے اور وہ لوگ آپ کو (یعنی اون بادامون اور شکر لینے کی جانب) اور ایک
گروہ متقدمین نے بھی اس مین اختلاف کیا ہے عبد اللہ ابن یسار سے منقول ہے کہ حضرت
عبد اللہ ابن مسعود کے لڑکے مکتب مین پڑھتے تھے اونھون نے ایک موقع پر اور لڑکون مین شریک ہو کر
لوٹنا چاہا آپ نے اس کو ناپسند کیا اور اون کو دو درہم کے جوز مول لے دیے پس ممکن ہی کہ یہ فعل

حضرت ابن مسعود کا اس بنا پر ہو کہ اون کو خوف ہوا ہو کہ لڑکے اوس لوٹ مین کہین لڑ نہ جائین
یا چوٹ نہ کھا جائین علاوہ اُس کے ہیثم سے منقول ہے کہ وہ مستحب کہتے تھے نکاح مین شکر
رکھنے کو مگر اوس کے لٹانے کو مکروہ جانتے تھے علی ابن الجعد کہتے تھے کہ مجھ سے سعید نے بیان کیا
حصین کی روایت سے کہ عکرمہ بھی اس کو مکروہ جانتے تھے حکم کہتے ہین کہ مین ایک روز ابراہیم
اور شعبی کے ساتھ جاتا تھا اون دونون مین باہم اسی نثار کی کیفیت کا جو نکاح مین بٹتی ہے مذکرہ
آیا تو ابراہیم نے کہا کہ یہ مکروہ ہے اور شعبی نے کہا کہ مکروہ نہین ہے ممکن ہے کہ ابراہیم نے اوس کو
لوٹنے والون کی خوف ہلاکت کی وجہ سے مکروہ جانا ہو پھر اوسی زمانے مین صالح بن عبدالرحمن
نے مجھ سے بیان کیا سعید ابن منصور کی روایت سے اور اونھون نے ہشام سے اور اونھون نے
مغیرہ سے اور اونھون نے ابراہیم سے کہ وہ کہتے تھے کہ مین اون چیزون کے لینے کو جو نکاح مین
لوٹی جاتی ہین اس وجہ سے مکروہ جانتا ہون کہ لوگ اوس شئے نثار کردہ شدہ کو بچون کے لیے لے
آتے تھے اور یہ اون کو کچھ پسندیدہ نہین معلوم ہوا پس اس روایت مرویٔ ابراہیم سے کہ جو اونھون نے
اپنے قبل والے شخص سے روایت کی اور وہ شخص مقتدا بھی تھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اوس شئے
نثار کردہ شدہ کو بچون کو دے دیتے تھے تو یہ مکروہ جاننا ابراہیم کا اس وجہ سے نہ تھا کہ وہ اوس کو
حرام سمجھتے تھے بلکہ بوجہ خوف ہلاکی لوٹنے والون کے تھا جیسا کہ اوپر بیان ہوا یونس حسن سے
روایت کرکے کہتے ہین کہ وہ اس لوٹنے مین کچھ مضائقہ نہین سمجھتے تھے امام طحاوی کہتے ہین کہ
مجھ سے حدیث بیان کی یزید بن سنان نے اور اون سے یحیی بن القطان نے اور اون سے
اشعث نے اور اون سے حسن نے کہ وہ کہتے تھے کہ جوز کے لوٹنے مین میرے نزدیک کوئی مضائقہ
نہین محمد بن سیرین کا قول ہے کہ اوس زمانے مین لوگ ایسی چیزون کو لوٹ کر اپنے ہاتھون مین
رکھا کرتے تھے پس وہ حدیثین کہ جن سے اباحت معلوم ہوتی ہے وہ ہمارے نزدیک موجہ ہین اون

مباح ہونا ۱۲

احادیث سے کہ جن سے کراہت ثابت ہوتی ہے اور یہی قول امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور
امام محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہم کا ہے اور شیخ نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی نے بھی اپنی کتاب
بستان العارفین مین۔ ایک سو بتیسوان باب اسی خاص بیان مین منعقد کیا ہے اوس کا ترجمہ
ہم بخیال تکرار بیان نقل نہین کرتے جس کا دل چاہے اوس مین دیکھ لے۔ شرح شرعۃ الاسلام
مطبوعہ مصر کے صفحہ ۴۴۶ فصل سنن النکاح و فضائلہ مین لکھا ہے کہ اور مسنون ہے لٹانا سکر کا
سکر بضم سین مہملہ و تشدید کاف شکر کو کہتے ہین اور شکر بفتح شین معجمہ و کاف مخففہ لفظ عجمی ہے
اور لٹانا لوز کا۔ لوز بالفتح و سکون ما بعد۔ فارسی مین بادام کو کہتے ہین زوج کے سر پر اور قوم کا
اوس کو لوٹنا اور یہ فعل بطور تبرک ہے اور آثار و اخبار سے ثابت ہوا ہے بستان مین حسن اور
عکرمہ سے منقول ہے کہ وہ کہتے تھے کہ کچھ مضائقہ نہین نکاح مین شکر کے لوٹنے مین شعبی کہتے
ہین کہ مکروہ اوس وقت سمجھا جاے کہ جب بلا خوشی خاطر مالک کے ہو اور جب خوشی خاطر
اوس کی اسی مین معلوم ہو تو اوس کے لینے مین کچھ حرج نہین۔ معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ وہ
کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان انصاری کے نکاح مین تشریف لے گئے جب
اوس کا نکاح ہو چکا تو لونڈیان طباق لائین جس مین بادام اور شکر تھے تو حاضرین متوقف رہے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ کیون نہین لوٹتے ہو تو اونھون نے عرض کیا کہ یا
رسول اللہ آپ نے نہبہ سے منع فرمایا تھا آپ نے اوس کے جواب مین فرمایا کہ مین نے ممانعت
اموال لشکر کے لوٹنے سے کی تھی نہ نکاح مین ان چیزون کے لوٹنے سے امام ابو اللیث کہتے ہین
کہ اسی ارشاد سے ہم اخذ کرتے ہین کہ نکاحون مین ان چیزون کا لٹانا اور لوٹنا جائز ہی اور خاص کر
امیرون اور لشکر والون پر لٹانا جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہین وہ البتہ جایز نہین انتہی۔ فتاوی عالمگیری
مطبوعہ مصر کی جلد پنجم کے صفحہ ۳۴۵ باب سیزدہم در بیان نہبہ و نثر دراہم و سکر مین لکھا ہی کہ اہل

سمرقندی کے فتاویٰ مین لکھا ہے کہ نہبہ جایز ہے جب کہ مالک مال اوس کے لیے اجازت دیدے
اور جب کوئی شخص ایک مقدار شکر یا چند عدد درہم قوم کے سامنے رکھکر کہدے کہ جس کا دل چاہے
اسمین سے لیلے یا کہے کہ جو شخص اس سے کوئی چیز لے وہ اوسی کی ہے تو جب کوئی اوس مین سے
کچھ لے لے تو وہ اوسی کی ملک ہو جائیگی غیر کو اوس مین سے کچھ لینا جائز نہ ہوگا اسی طرح ذخیرہ مین
بھی ہے اور درہم و دینار اور پیسون کا لُٹانا کہ جن پر خدا کا نام لکھا ہو بعض کے نزدیک مکروہ ہے اور
بعضے کے نزدیک مکروہ نہین اور یہی صحیح ہے جیسا کہ جواہر اخلاطی مین ہے اور مشایخ نے اون درہم و
دینار اور پیسون کے لٹانے مین جن پر کلمۂ شہادت لکھا ہو کلام کیا ہے چنانچہ بعضون کے نزدیک
مکروہ نہین ہے اور بعضون کے نزدیک ہے اور یہی صحیح ہے اور اسی طرح ذخیرہ مین ہے اور کچھ مضایقہ
نہین شکر اور درہمون کے لُٹانے مین ضیافت اور عقد نکاح مین جیسا کہ فتاوے سراجیہ مین لکھا ہے
انتہیٰ بقدر الضرورۃ۔ مین کہتا ہون کہ جلد دوم روضۃ الاحباب مطبوعہ مطبع انوار محمدی لکھنؤ کے صفحہ ۲۱۴
مین ہے کہ بعد نکاح جناب امیر کے لوگ خرمے لائے تو ہر شخص نے اپنے لیے لوٹ لیا اسی وجہ سی فقہا
دین پناہ کا قول ہے کہ کچھ مضائقہ نہین نثار کرنے شکر اور بادام مین مہمانی اور عقد نکاح مین چنانچہ
بعضے علما اس کے استحباب کے بھی قائل ہوے ہین انتہے اور مدارج النبوۃ کے صفحہ ۹۵ مین ہے
کہ آنحضرت نے ایک طبق چھوہارے کا لیکر حاضرین مجلس پر لُٹادیا اسی جگہ سے ایک جماعت فقہا
کا قول ہے کہ مستحب ہے پراگندہ کرنا شکر اور بادام کا ضیافت اور عقد نکاح مین انتہیٰ مولوی عبد الحی
صاحب مغفور لکھنوی اپنے مجموعۃ الفتاویٰ کی جلد دوم صفحہ ۹۱ و ۹۲ مین ایک استفتا کے جواب مین
تحریر فرماتے ہین کہ پہنانا کپڑون کا حسب مقدور زوجہ کی طرف سے زوج کو اور زوج کی طرف سے
زوجہ کو شرعاً ممنوع نہین ہے اور نہ داخل بدعات سیئہ ہے اور اسی طرح کھانا کھلانا مجلس نکاح مین بعد
نکاح کے اور چھوہارے وغیرہ تقسیم کرنا بھی بدعت سیئہ نہین ہے کہ جس کے کرنے سے آدمی گنہگار ہو

بلکہ من قبیل مباحات کے ہے اور جو چیز کہ دربارہ کھلانے اور پلانے اور پہنانے کے مباح ہی اوسکے کرنے مین بہ نظر اتحاد و دوستی و حسن اخلاق کے کوئی مضائقہ نہین البتہ اگر اوس کو سنت سمجھے اور غیر سنت کو سنت گمان کرے تو بے شک گنہگار ہوگا۔ اور یہ اوس صورت پر ہے کہ ان امور کا ثبوت بوجہ من الوجوہ زمانۂ آنحضرت صلعم و صحابہؓ سے نہ ہو اس صورت پر صرف نہ ہونا ان امور کا کہ قسم عبادات سے نہین ہین اون زمانون مین باعث بدعت ہونے کا نہ ہوگا اور بعض روایتون سے کھانا کھلانے کا ثبوت مجلس نکاح مین اولیاء عروس کی جانب سے اور خرمے تقسیم کرنا زمان برکت نشان آنحضرت صلعم مین ثابت ہے شیخ جلال الدین سیوطی نے اپنے رسالہ بہجۃ ازہار العروس باخبار الخدوش مین قصۂ نکاح حضرت ام حبیبہؓ بنت ابو سفیان مین لکھا ہے کہ یہ نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بولایت نجاشی بادشاہ حبشہ کے حبشہ مین ہوا تھا۔ طبقات ابن سعد سے نقل کرکے کہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ بعد فراغ نکاح کے لوگون نے اوٹھنا چاہا تو نجاشی نے کہا کہ بیٹھو کیونکہ سنت انبیاء سے ہے کہ جس وقت نکاح کرتے ہین تو کھانا کھلاتے ہین۔ چنانچہ کھانا منگوایا اور لوگون نے کھایا اور چلے گئے اور بیہقی اور معجم اوسط طبرانی مین روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم تشریف لائی ایک نکاح مین بعد آپکے تشریف لانے کے چند طبق آئے کہ جنمین اخروٹ و بادام اور خرمے تھے وہ لٹائی گئے تو لوگ اسکو لوٹنے سے باز رہے پس فرمایا جناب رسول اللہ صلعم نے کہ کیون نہین لوٹتے ہو لوگون نے کہا کہ آپنے منع فرمایا تھا لوٹنے سے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک مین نے منع کیا تھا لشکر کے مال لوٹنے سے نہ اس سے۔ لیؤ تم اللہ کے نام سے انتہی باقی سند ان روایتون کی ضعیف ہین اور کوئی روایت اس باب مین ایسی واقع نہین ہوئی ہے جو خالی خدشات سے ہو الحاصل درصورت ایسے امور کے ثبوت کے زمانۂ آنحضرت صلعم مین۔ کوئی کلام نہ ہوگا اور درصورت نہ ہونے ثبوت کے بھی ان امور کا کرنا بدعات سیئہ سے نہ ہوگا بلکہ امور مستحدثہ مباحہ سے واللہ اعلم انتہی۔ مین کہتا ہون کہ مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ

شریف کی جلد سوم کتاب النکاح باب الصداق مطبوعہ مطبع انتظامی کانپور کے صفحہ ۵۰ کی تیسری فصل مین پہلی حدیث یہ ہے کہ روایت ہے حضرت ام حبیبہؓ سے کہ وہ تھین نکاح مین عبد اللہ بن جحش کے پس مر گئے عبد اللہ حبشہ مین پھر نکاح کر دیا اون کا نجاشی بادشاہ حبشہ نے نبی صلعم کے ساتھ اور مہر مقرر کیا نجاشی نے حضرت ام حبیبہ کا آنحضرتؐ کی طرف سے چار ہزار اور ایک روایت مین چار ہزار درہم یعنی اس روایت مین لفظ درہم کا صریح مذکور ہے اور پہلی روایت مین نہین اور مراد وہی ہے۔ اور بھیج دیا حضرت ام حبیبہ کو پیغمبر خدا صلعم کے پاس ساتھ شرحبیل بن حسنہ کے نقل کی یہ ابو داؤد اور نسائی نے **ف** سب مشکوٰۃ کے نسخون مین عبد اللہ بن جحش ہے اور یہ غلط ہے۔ صواب عبد اللہ ابن جحیش ہے ساتھ صیغہ تصغیر کے چنانچہ سنن ابو داؤد مین اور اصول وغیرہ مین یون ہی ہے۔ اور یہ عبد اللہ اسلام لایا تھا اور مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ کو گیا حضرت ام حبیبہؓ کو ساتھ لیکر پھر وہان جا کر مرتد ہو گیا یعنی نصرانی ہوا اور وہین مرا اور حضرت ام حبیبہ اسلام پر ثابت رہین پھر بھیجا حضرتؐ نے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی کے پاس کہ جو لقب ہے بادشاہ حبشہ کا اور نام اوس کا اصحمہ تھا۔ کہ پیغام بھیجے نکاح کا حضرت ام حبیبہؓ کو حضرتؐ کی طرف سے پھر نجاشی نے حضرت ام حبیبہؓ کا نکاح حضرتؐ سے کیا اور چار سو دینار کا مہر باندھا[1] اور قصہ نکاح کرنے کا یون منقول ہے کہ نجاشی نے بھیجا حضرت ام حبیبہؓ کے پاس اپنی لونڈی کو کہ ابرہہ نام تھا اوس نے جا کر کہا کہ بادشاہ نے یہ کہا ہے کہ رسول خدا صلعم نے لکھا ہے مجھکو کہ نکاح کرون تیرا اون سے حضرت ام حبیبہؓ نے یہ سن کر بھیجا آدمی خالد بن سعید کے پاس اور وکیل کیا اون کو۔ اور دیے حضرت ام حبیبہ نے ابرہہ کو دو کپڑے اور انگوٹھی چاندی کی۔ اس خوش خبری سنانے کے عوض مین۔ پس جب شام کا وقت ہوا تو حکم کیا نجاشی نے حاضر ہونے کا جعفر بن ابی طالب کو اور اور مسلمانون کو کہ وہان تھے پس وہ لوگ حاضر ہوے اور خطبہ پڑھا نجاشی نے

---

[1] مدارج النبوۃ مین دینار لکھے ہین اور روضۃ الاحباب مین ۴۰۰ دینار زر سرخ لکھے ہین ۱۲ منہ

الحمد للہ الملک القدوس السلام المؤمن المهیمن العزیز الجبار اشهد ان لا
الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ ارسلہ بالهدیٰ ودین الحق لیظهرہ
علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون اما بعد پس تحقیق قبول کیا مین نے اوس چیز کو کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مہر مقرر کیا مین نے چار سو دینار سونے کے پھر حاضر کین دینارین
آگے قوم کے پس کہا خالد بن سعید نے الحمد للہ واحمدہ واستعینہ واستغفرہ واشهد
ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ و
ارسلہ بالهدیٰ ودین الحق لیظهرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون اما بعد پس
تحقیق قبول کیا مین نے اوس چیز کو کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے اور نکاح کر دیا مین نے اون سے
ام حبیبہ بیٹی ابی سفیان کا پس مبارک کرے اللہ واسطے رسول خدا صلعم کے اور اوٹھائی گئین
دینارین طرف خالد بن سعید کے اونھون نے لیلین پھر لوگون نے اوٹھنے کا ارادہ کیا تب کہا
نجاشی نے بیٹھے رہو سنت انبیاؑ کی یہ ہے کہ وقت نکاح کے کھانا کھلایا جاتا ہے پھر کھانا منگایا اور
سبھون نے کھایا اور متفرق ہوئے اور یہ نکاح سنہ ہجری مین ہوا اور خالد بن سعید چچا کے بیٹے تھے
حضرت ام حبیبہ کے باپ کے اور ابو سفیان باپ ام حبیبہ کا وقت نکاح کے مشرک تھا دشمن
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ بعد ازان مسلمان ہوا۔ انتہیٰ

وصل ہشتم ولیمہ کے بیان مین

ولیمہ اوس کھانے کو کہتے ہین جو خاوند کی طرف سے ہوتا ہے شب زفاف کے بعد اور یہ
کھانا مسنون ہے اقل درجہ یہ ہے کہ اس مین ایک بکری ذبح کرے اور ستو اور جو اور مٹھائی پر
بھی ولیمہ درست ہے غرض ہر کھانے پر ہو سکتا ہے اور بعضون نے اس کو واجب کہا ہے انتہیٰ

من ترجمۂ ابن ماجہ مظاہر حق مین ہے کہ ولیمہ مشتق ہے التیام سے بمعنی اجتماع کے چونکہ یہ کھانا
وقت اجتماع زوجین کے کھلایا جاتا ہے اس لیے اس کو ولیمہ کہتے ہین اور اکثر علما اسپر ہین کہ
ولیمہ سنت ہے اور بعضون نے کہا مستحب ہے اور بعضون نے کہا واجب ہے۔ اور وقت ولیمہ کا
بعضون نے کہا کہ بعد دخول کے ہے اور بعضون نے کہا وقت عقد کے اور بعضون نے کہا کہ وقت
عقد کے بھی او بعد دخول کے بھی اور اختلاف کیا ہے علما نے اوس کی تکرار مین بھی زیادہ دو روز
سے ایک جماعت علما نے اس کو مکروہ کہا ہے اور مستحب کہا ہے اس کو مالکیہ نے ایک ہفتہ تک اور
مختار یہ ہے کہ ہو وہ بقدر حال خاوند کے اور مجمع البحار مین لکھا ہے کہ ضیافت آٹھ قسم پر ہے ولیمہ
واسطے نکاح کے۔ اور خرس (ضمہ خ کے ساتھ) لڑکے کے پیدا ہونے کی خوشی مین اور اعذار ختنہ کے
لیے۔ اور وکیرہ مکان بننے کے لیے اور نقیعہ مسافر کے آنے کے لیے خواہ مسافر تیار کرا دے یا اوسکے
لیے کوئی اور تیار کرے اور وضیمہ (ساتھ ضاد معجمہ کے) مصیبت کے لیے اور عقیقہ واسطے نام رکھنے
بچہ کے اور مادبہ ہمزہ اور پیش دال اور باے موحدہ کے ساتھ اوس کھانے کو کہتے ہین جو ضیافت کے
لیے بے سبب تیار کیا جائے یہ سب اقسام مستحب ہین مگر ولیمہ کہ وہ بعضون کے نزدیک واجب ہے
انتہی مین کہتا ہون کہ مالکیہ کے قول کو وہ حدیث رد کرتی ہے جو حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے
کہ اونھون نے کہا کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ پہلے دن کا کھانا حق ہے اور دوسرے دن کا سنت اور
تیسرے دن کا سمعہ اور جو کوئی سناوے سناویگا اوس کو اللہ نقل کی یہ ترمذی مین مرقاۃ مین ہے
کہ سمعہ بضم سین یعنی بطور ریا اور سمعہ کے ہو تا کہ لوگ سنین اور اوس کی وقعت کرین تو اس مین سمعہ
کی تغلیب ہوئی ریا پر انتہی **فائدہ** نکاح مین پہلے دن کھانا کھلانا اور قبول کرنا اوس کا واجب ہے
یا سنت مؤکدہ بحسب اختلاف علما کے اور دوسرے دن کا کھانا سنت اور مستحب ہے اور تیسرے دن
کا کھانا اسی لیے ہوتا ہے کہ لوگ سنین اور اوس کی تعریف کرین اور جو اپنے کو مشہور کرے سخاوت کے

ساتھ فخر کی غرض سے اللہ تعالیٰ اوس کو میدان حشر مین مشہور کریگا کہ اس نے سنانے اور دکھانے کے لیے دیا تھا یہ جھوٹا اور مفتری ہے پس وہ لوگون مین رسوا ہوگا۔ طیبی کہتے ہین کہ جب اللہ تعالیٰ بندے کو کوئی نعمت دے تو اوس کو لازم ہے کہ شکر ادا کرے اور مستحب یہ ہے کہ دوسرے دن نقصان کے پورا کرنے کے لیے کہ اول روز مین واقع ہوا ہو کرے کیونکہ سنت واجب کو کامل کرتی ہے اور تیسرے روز دکھانے کے لیے اور سنانے کے لیے ہوتا ہے اور جس کو کھانا کھلانے کے لیے بلائے تو اوس کو واجب ہے اول دن مین قبول کرنا اور دوسرے دن مستحب ہے اور تیسرے دن مکروہ بلکہ حرام ہے انتہی ظاہرا تیسرے دن کھلانا اوس صورت مین منع ہے کہ جن کو پہلے دن یا دوسرے دن کھلایا تھا اونھین کو تیسرے روز پھر کھلایا نام اور نمود کی غرض سے اور اگر کھلانا بہت سے لوگون کا منظور ہے کثرت ثواب کے لیے اور ایک دو روز مین نہین کھلا سکتا ہے تو باقی کو اگر بعد دو روز کے کھلاویگا تو منع نہین ہے غرضکہ نیت پر مدار ہے اگر ناموری منظور ہے تو منع ہے اور اگر نفع پہونچانا خدا کی خلقت کا منظور ہے تو منع نہین ہے انتہی۔ اس مین رد صریح ہے مالکیہ پر کہ جو کہتے ہین کہ مستحب ہے ولیمہ کرنا سات دن تک انتہی من مظاہر حق۔ منتہی الارب مین ہے کہ ولیمہ مثل سفینہ یعنی مہمانی عروسی۔ اسی سے ہے یہ حدیث اذا دعی احدکم الولیمۃ فلیاتھا فان کان مفطرا فلیطعم وان کان صائما فلیدع ای بالبرکۃ والخیر[1] اور ولیمہ مستحب ہے اور بعض کہتے ہین واجب ہے ابن حجر کہتے ہین کہ بعض کا قول ہے کہ ولیمہ نام اوس دعوت کا ہے جو کسی نئی خوشی مین کی جائے لیکن اشہر یہ ہے کہ جہان ولیمہ مطلق بولتے ہین وہان وہی کھانا مراد ہوتا ہے جو نکاح کا ہو اس کے سوا اور جگہ ولیمہ مقید بولا جائیگا مثلاً کہین گے ولیمۂ ختان وغیرہ ایلام اس کے معنی طعام عروسی بنانا۔ اور حدیث مین ہے کہ حضرت صلعم نے حضرت عبدالرحمن بن عوف سے فرمایا اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ

[1] جب بلایا جائے تم مین سے کوئی شخص ولیمہ مین تو اوس کو جانا چاہیے اور اگر وہ روزہ نہ ہو تو کھالے اور اگر روزہ ہو تو خیر و برکت کی دعا کرے ۱۲ منہ

یعنی طعام عروسی بنا اگرچہ ایک بکری کا ہو انتہی بحذف العبارۃ۔ فتح الباری شرح بخاری شریف
مطبوعہ مطبع انصاری دہلی کے اکیسوین پارہ کے صفحہ ۹۷ باب حق اجابۃ الولیمۃ والدعوۃ
کی شرح مین ہے کہ خصوصیت ولیمہ کے نام کی نکاح کے کھانے کے ساتھ اہل لغت کے قول پر ہے
جیسا کہ نقل کیا ہے اون سے ابن عبد البر نے اور یہی منقول ہے خلیل بن احمد اور ثعلب وغیرہما سے
اور اسی کو قابل وثوق جانا ہے جوہری اور ابن اثیر نے اور صاحب محکم کہتے ہین کہ ولیمہ نکاح اور منگنی
دونون کے کھانے کو کہتے ہین چنانچہ اون کا قول ہے [1] الولیمۃ طعام العرس والاملاک منتہی الارب
مین ہے کہ املاک ملک گردانیدن کسی را بہ چیزے۔ وزن دادن وزن خواستن انتہی۔ اور بعضے
کہتے ہین کہ جو کھانا پکایا جاے نکاح کے لیے ہو یا غیر نکاح کے لیے اوس کو ولیمہ کہین گے۔ قاضی
عیاض نے مشارق مین لکھا ہے کہ ولیمہ نکاح کے کھانے کو کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ منگنی کے
کھانے کو اور بعض کہتے ہین کہ ولیمہ خاصکر نکاح ہی کے کھانے کو کہتے ہین۔ اور شافعی اور اون کے
اصحاب کا قول ہے کہ جو دعوت نئی خوشی کے لیے ہو مثل نکاح یا ختنہ وغیرہ کے لیے اوس کو ولیمہ
کہتے ہین۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ ولیمہ جب مطلق بولا جائیگا تو اوس کا استعمال نکاح کے کھانے مین
ہوگا۔ اور غیر پر تو مقید بولا جائیگا مثلاً کہین گے ولیمۂ ختان وغیرہ ازہری کا قول ہے کہ ولیمہ نکاح ہے
ولم سے اس کے معنی جمع کے ہین وزناً و معنیً اس لیے کہ زوج اور زوجہ دونون اکٹھا ہوتی ہین
ابن الاعرابی کا قول ہے کہ ولیمہ اصل مین کہتے ہین تمیم شئے اور اوس کے اجتماع کو اور اسی کو مانا ہے
ماوردی نے اور قرطبی نے کہا کہ ولیمہ نکاح کے علاوہ کسی کھانے مین بلا قرینہ نہین بولا جاتا ہی لیکن
(تمام کرنا)
دعوت عام ہے ولیمہ سے دَعْوَۃ بفتح دال قول مشہور پر اور قطرب نے اپنی مثلثہ مین دال کا
پیش لکھا ہے چنانچہ اس بارہ مین علما نے اوس کی تغلیط کی ہے جیسا کہ امام نووی رح کا قول ہے
(غلط ثابت کرنا)
کہ دعوۃ النسب دال کے زیر سے ہے اور اس کے خلاف کہا بنو تیم الرباب نے چنانچہ اون کے

[1] ولیمہ نکاح کے کھانے کو کہتے ہین عرس بالضم و بضمتین یعنی طعام عروسی و نکاح کرنے کے ہے ۱۲ منتخب

نزدیک دعوۃ النسب مین دال کا زبر ہے اور دعوۃ الطعام مین دال کا زیر انتہی اور یہ قول جو بنی تیم
الرباب کی طرف منسوب ہوا ہے تو اس کے منسوب کرنے والے صاحب صحاح اور محکم ہین
واللہ اعلم امام نووی نے باتباع قاضی عیاض کے لکھا ہے کہ ولایم آٹھ ہین ایک اعذار بعین مہملہ
وذال معجمہ کہ جس سے مراد طعام ختنہ ہے اور دوسرا عقیقہ اوس سے مراد ولادت کا کھانا ہی تیسرا
خُرس بضم خا وسکون را وسین مہملہ اس سے مراد وہ کھانا ہے جو پکایا جاے سلامتی عورت کے لیے
طلق سے اور بعض کہتے ہین کہ خُرس سے مراد طعام ولادت ہے اور عقیقہ مخصوص ہے ساتوین دن
کے ساتھ چوتھا نقیعہ اوس سے مراد وہ کھانا ہے جو مسافر کے سفر سے واپس آنے کے وقت پکایا
جاے یہ نکلا ہے نقع سے اور نقع کے معنی غبار کے ہین یا پانچوان وکیرہ اس سے مراد وہ کھانا ہے
کہ جو نیا گھر بنانے کی خوشی مین پکایا جاے (جس کو زبان ہندی مین گھر نج کا کھانا کہتے ہین)
یہ نکلا ہے وکر سے اس کے معنی ماوی ومستقر کے ہین چھٹا وضیمہ بضاد معجمہ اس سے مراد وہ کھانا
ہے جو کسی کی موت مین پکوایا جائے اور ساتوان مادبہ بمطلق دعوت کے کھانے کو کہتے ہین اور
اس کی دال کی پیش سے ہے اور زبر بھی جایز ہے اور آٹھوان طعام الاملاک یعنی نکاح کا کھانا اعذار کو
عذرہ بھی کہتے ہین زیر اور سکون کے ساتھ اور خُرس مین سین کے بدلے صاد بھی آیا ہے اور کبھی
اس کے آخر مین ہا بھی بڑھا دیتے ہین پس کہتے ہین خرسہ اور خرصہ اور بعضے کہتے ہین کہ خُرسہ
اوس کھانے کو کہتے ہین جو پکایا جاے واسطے سلامتی عورت کے دردزہ سے اور جو ولادت کی خوشی
مین ہو وہ عقیقہ ہے اور نقیعہ مین اختلاف ہے کہ یہ کون کھانا ہے آیا جو مسافر خود پکوائے یا اوس کے
لیے دوسرا شخص پکوائے اس مین دو قول ہین بعضے کہتے ہین نقیعہ وہ کھانا ہے جو مسافر خود
پکوائے اور جو مسافر کے واسطے پکوایا جاے اوس کو تحفہ کہتے ہین اور بعضون کا قول ہے کہ ولیمہ کہتے
ہین دخول یعنی نکاح کے کھانے کو اور طعام الاملاک کو شندخ بھی کہتے ہین جو بضم شین معجمہ وسکون نون

له وطلقت فی المخاض طلقا بالفتح یعنی دردزہ مین مبتلا ہوئی عورت ۱۲ منتہی الارب ۱۲ منہ

وفتحہ دال مہملہ ہے اور کبھی دال کا پیش بھی پڑھا جاتا ہے اور آخر مین خا معجمہ ہے سے نکلا ہے
عرب کے قول سے کہ فرسٌ شنوخٌ یعنی وہ گھوڑا جو اپنے غیر سے آگے ہوجاتا ہو طعام الاملاک
کو شندخ اس واسطے کہتے ہین کہ وہ دخول سے پہلے ہوتا ہے انتہی بقدر الضرورۃ آگی اور تفصیل
جس کا دل چاہے اوسی کتاب مین دیکھے جلد سوم مظاہر حق کے صفحہ ۱۶۰ مین ہے کہ حضرت
انس رض سے مروی ہے کہ حضرت صلعم نے حضرت عبد الرحمن بن عوف رض پر نشان زردی کا دیکھا
یعنی اون کے بدن یا کپڑے پر زعفران لگی ہوئی تھی تو فرمایا کیا ہے یہ اے عبد الرحمن اونھون نے
کہا کہ مین نے نکاح کیا ہے ایک عورت سے ہموزن نواۃ کے سونے پر حضرت نے فرمایا برکت دے
اللہ تیرے واسطے - ولیمہ کر یعنی کھانا پکا کر لوگون کو کھلا اگرچہ ایک بکری ہو - یہ بخاری اور مسلم نے نقل
کی **ف** کیا ہے یہ یعنی کیا سبب ہے اور احتمال ہے کہ اس کے ساتھ انکار مراد ہو یعنی یہ نہ چاہیے
اس لیے کہ حضرت صلعم منع فرماتے تھے خلوق لگانے سے اور خلوق نام ایک خوشبو کا ہے جو
زعفران وغیرہ سے بنتی ہے عبد الرحمن نے جواب دیا کہ مین نے نہین لگائی بلکہ لگ گئی ہے دلہن
کی مخالطت کی وجہ سے بلا ارادہ یا بغیر اطلاع کے اور قاضی نے کہا کہ نواۃ نام پانچ درہمون کا ہے
جیسے کہ نش نام ہے بیس درہمون کا اور اوقیہ نام چالیس درہمون کا ہے حاصل یہ کہ مہر اوس کا
پانچ درہم بھر سونے کا باندھا جس کے پونے سولہ ماشہ ہوے اور بعضون نے کہا کہ مراد نواۃ سے نواۃ
تمر ہے یعنی کھجور کی گٹھلی انتہی اور ظاہر و متبادر لفظ سے اخیر ہی معنی مراد ہین یعنی بقدر گٹھلی کھجور کے
سونے کا مہر باندھا - اور ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہو - اس طرح کی عبارت بیان تقلیل کے لیے بھی آتی
ہے اور تکثیر کے لیے بھی علما نے لکھا ہے کہ مراد بیان تکثیر ہے یعنی اگرچہ زیادہ بھی خرچ ہو تو ولیمہ کر
اس لیے کہ بکری کا اوس زمانے مین کم ہونا بعید ہے جیسا کہ حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ
ولیمہ کرتے تھے ستو وغیرہ پر اور حضرت عبد الرحمن بن عوف رض اوس زمانے مین غنی بھی نہ تھے (مین

(حاشیہ: آمیزش ۱۲ — یعنی قاضی عیاض ۱۲ — خلاصہ ۱۲ — بہت کرنا ۱۲ — تونگر ۱۲)

کہتا ہون کہ سولہ ماشہ کی قیمت بحساب فی تولہ سولہ روپے کی اکیس روپیہ پانچ آنہ چار پائی ہوا اور نرخ حال سے کہ پچیس سنے جاتے ہین تینتیس روپیہ پانچ آنہ چار پائی ہوتی ہین حضرت عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا جس وقت بلایا جاے ایک تمھارا طرف طعام شادی کے پس چاہیے کہ حاضر ہو اوس طعام شادی مین - نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے - اور ایک روایت مسلم شریف مین یون ہے کہ پس چاہیے کہ قبول کرے دعوت نکاح کی ہو یا مانند اس کے **ف** مانند اس کے یعنی مثل عقیقہ اور ختنہ کے پس گویا کہ مراد ولیمہ سے ان روایتون مین مطلق طعام شادی ہے بعضون نے کہا کہ قبول کرنا دعوت نکاح کا واجب ہے اور گنہگار ہوتا ہے نہ قبول کرنے والا اوس کا بغیر عذر کے - بموجب حدیث آنحضرت کے کہ من ترک الدعوۃ فقد عصی اللہ ورسولہ -

اور بعضون نے کہا مستحب ہے - اور یہ واجب یا مستحب - حاضر ہونا ہے اور اوس کا کھانا مستحب ہے اگر روزہ سے نہو - اور سوائے نکاح کی دعوت کے اور دعوتون کا قبول کرنا مستحب ہے - اس کو طیبی اور ابن ملک نے نقل کیا اور کہا کہ ساقط ہو جاتا ہے وجوب یا استحباب دعوت کا کئی چیزون سے یا تو کھانا شبہہ کا ہو یا تخصیص اغنیا کی ہو اوس دعوت مین یا وہان وہ شخص ہو کہ جس کے سبب سے ایذا پائے یا اوس کے ساتھ بیٹھنا مناسب نہ ہو یا واسطے رفع شر کے دعوت اوس کی کیجاوے یا واسطے طمع جاہ کے یا دعوت اوس کی اس لیے کرین کہ وہ اون کی مدد کرے امر باطل پر یا وہان کوئی ممنوع چیز ہو مانند شراب یا ناچ رنگ یا سوانگ نقلیون یا گانے بجانے یا فرش حریر وغیرہ کے انتہی - پوشیدہ نہ رہے کہ اس زمانے کی مجلسین ایسی چیزون سے خالی نہین ہوتی ہین - اگر سب نہین ہوتی ہین تو بعض ان مین سے اکثر جگہ پائی جاتی ہین اس لیے صوفیہ کا قول ہے کہ حال ہوئی عزلت بلکہ لائق ہے یہ کہ کہا جائے کہ واجب ہوئی عزلت - پس جس شخص نے کہ اختیار کی عزلت اوس نے اختیار کی عزت انتہی کذا قال علی القاری - مین کہتا ہون کہ یہ حدیث

(گوشہ نشینی)

جس نے دعوت ترک کی اوس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی ۱۲ منہ

سنن ابن ماجہ مین بھی ہے۔ اور مترجم ابن ماجہ نے اس کے فائدہ مین لکھا ہے کہ بعضون کا قول ہے کہ اس حدیث کے رو سے ولیمہ کی دعوت قبول کرنا واجب ہے اور بعضون کے نزدیک فرض کفایہ ہے اور بعضون کے نزدیک مستحب ہے اور یہ جب ہے کہ جب دعوت معین ہو۔ اور اگر دعوت عام ہو تو قبول کرنا واجب نہ ہوگا۔ اس لیے کہ اس کے نہ جانے سے میزبان کی خاطر شکنی نہ ہوگی اور دعوت کا قبول کرنا ساقط ہو جاتا ہے عذر کی وجہ سے مثلاً دعوت کا کھانا مشتبہ ہو یا وہان محض مال دار حاضر ہوتے ہون یا صاحب دعوت صحبت کے لائق نہو یا دعوت سے مقصود حب جاہ اور استکبار ہو۔ یا خلاف شرع کام ہو جیسے فواحش کا اجتماع یعنی رقص وغیرہ کا انتہی من رفع العجاجہ ترجمہ ابن ماجہ صفحہ ۲۸۔ جلد سوم مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ شریف کے صفحہ ۱۶۰ مین ہے کہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جس وقت بلایا جاے تم مین سے کوئی طرف کھانے کے یعنی کھانے نکاح وغیرہ کے تو اوس کو چاہیے کہ قبول کرے یعنی حاضر ہو پھر اگر چاہے کھائے اور چاہے نہ کھائے۔ نقل کی یہ مسلم نے ف پس سنت یا واجب حاضر ہونا ہے نہ کھانا اور اگر روزہ سے نہ ہو تو کھانا مستحب ہے اور ابن ملک نے کہا کہ امر اس مین وجوب کے لیے ہے اور یہ اوس شخص کے حق مین ہے جس کو عذر نہ ہو اور جو معذور ہو مثلاً راہ دور ہو اور وہان جانے مین اوس کو مشقت لاحق ہوتی ہو تو اوس کو نہ قبول کرنے مین کوئی مضایقہ نہین حضرت ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ کہا اونھون نے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ برا کھانا وہ کھانا نکاح کا ہے کہ بلائے جاتے ہین اوس کے واسطے دولت مند اور چھوڑے جاتے ہین فقیر۔ اور جو شخص کہ نہ قبول کرے دعوت یعنی بغیر عذر کے پس بے شک نافرمانی کی اوس نے اللہ اور رسول کی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنی برے کھانون مین سے ایک یہ بھی ہے اس لیے کہ بعضے کھانے اس سے

بھی زیادہ برے ہین اور یہی مراد ہے شر الناس من اکل وحدہ سے اور اس سے مراد یہ نہین ہے بدتر آدمیون کا وہ شخص ہے جو تنہا کھائے ۱۲

کہ مطلق کھانا نکاح کا بُرا ہے کیونکہ حکم کیا ہے اس کے کرنے کا اور قبول کرنے کا اور نہ قبول کرنے پر گنہگار ہونے کا بلکہ مراد یہ ہے کہ جو نکاح کا کھانا ایسا ہو کہ جس مین امیر لوگ بُلائے جائین۔ اور فقیر لوگ نہ بُلائے جائین تو وہ بُرا ہے۔ عادت تھی لوگون کی کہ کھانے مین امیرون ہی کو بُلاتے تھے اور بہت اچھے اچھے کھانے کھلاتے تھے اور فقیرون بیچارون کی بات بھی نہ پوچھتے تھے پس اس طرح کی رسم کو گویا منع فرمایا اور دعوت کے نہ قبول کرنے مین اللہ تعالیٰ کی نافرمانی یون ہوئی کہ جس نے مخالفت کی امر رسول اللہ کی اوس نے مخالفت کی اللہ کی۔ اور جو لوگ کہ دعوت کے قبول کرنے کو واجب کہتے ہین اونھون نے دلیل پکڑی ہے اس حدیث سے اور جمہور نے حمل کیا ہے اس کو تاکید استحباب پر انتہی۔ مین کہتا ہون کہ یہ حدیث ابن ماجہ مین بھی ہے کہ عکرمہ سے روایت ہے کہ اونھون نے نقل کیا ابن عباسؓ سے کہ منع فرمایا آنحضرت صلعم نے کھانی طعام دو شخصون فخر کرنے والون سے یعنی وہ دو شخص کہ آپس مین مقابلہ کرین کھلانے مین اور چاہین کہ ایک دوسرے کی ضد پر کھانا بہت پکاوے تاکہ غالب آوے دوسرے پر یعنی اگر فخر اور دکھانے اور سنانے کے لیے پکاوین اور دعوت کرین تو دعوت اون کی قبول نہ کرے اور نہ کھانا اون کا کھائے۔ اگلے بزرگ دعوت فخر کی قبول نہین کرتے تھے حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ کہا اونھون نے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ اگر دو شخص کھانا فخر اور مقابلہ اور دکھانے کے لیے تیار کرین تو اون کی دعوت نہ قبول کی جائے اور نہ کھانا اون کا کھایا جائے امام احمد نے متباریان کی تفسیر مین لکھا ہے کہ مراد حضرت کی متباریان سے یہ ہے کہ دو شخص بطریق مقابلہ کے ضیافت کرین فخر اور ریا کی غرض سے عمران بن حصین سے روایت ہے کہ منع فرمایا رسول خدا صلعم نے قبول کرنے دعوت فاسقین سے **ف** فاسق سے مراد فاسق مطلق ہے کسی طرح کا ہو اور سبب اس کے منع کا یہ ہے کہ اکثر فاسق احتیاط نہین کرتے ہین کھانے مین اور حرام کھاتے ہین اور فاسق کبھی ظالم بھی ہوتا ہے

اور ظالم کے یہان کا کھانا جو لوگون کا مال بوجہ ظلم کے لیتا ہے بالاتفاق حرام ہے اور یہ بھی ہے
کہ فاسق کی دعوت قبول کرنے مین اوس کا دل خوش کرنا ہے اور تکریم بھی اوس کی لازم آتی ہے
حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ جس وقت آئے ایک تمھارا بھائی
مسلمان کے پاس تو چاہیے کہ کھائے اوس کے کھانے مین سے اور نہ پوچھے یعنی حال کھانے کا کہ
کیسا ہے اور کہان سے آیا ہے اور پیوے پانی اوس کا اور نہ پوچھے اوس سے کہ کیسا ہے اور کہان
سے آیا ہے روایت کین یہ تینون حدیثین بیہقی نے شعب الایمان مین اور کہا کہ یہ حدیث اخیر
کی اگر صحیح ہو تو اوس کی وجہ یہ ہے کہ ظاہر حال مسلمان کا یہ ہے کہ نہین کھلاتا اور پلاتا مسلمانون
کو مگر وہ چیز کہ جو اوس کے نزدیک حلال ہوتی ہے **ف** مسلمان سے مراد مسلمان کامل ہی یعنی
غیر فاسق پس اوس کے کھانے کا حال نہ پوچھے بسبب نیک گمان کے کہ پوچھنے سے اوس کو ایذا ہوگی
مگر ہان جب یہ معلوم ہو کہ اوس کا کھانا وجہ حرام سے ہے تو نہ کھائے اور اگر ایک شخص کا کھانا اکثر وجہ
حرام سے ہے تو بھی نہ کھائے اور روایت ہے حضرت ابی مسعود انصاری سے کہ کہا اونھون نے کہ
انصار مین ایک شخص کی کنیت تھی ابو شعیب اور اوس کا غلام گوشت بیچتا تھا تو اوس شخص نے اپنے
غلام سے کہا کہ میرے کہنے کے موافق کھانا تیار کر جو کفایت کرے پانچ آدمیون کو تاکہ بلاؤن مین
پیغمبر خدا صلعم کو اس طرح پر کہ آنحضرت پانچوین ہون پانچ مین سے یعنی ایک پیغمبر خدا ہون اور چار
اون کے ساتھ اور ہون چنانچہ غلام نے بموجب آقا کے کہنے کے آنحضرت صلعم کے واسطے تھوڑا سا
کھانا تیار کیا بعد اس کے وہ شخص آیا آنحضرت صلعم کے پاس اور دعوت کی یعنی حضرتؐ کی اور چار
اصحاب کی تو آپ کے ساتھ ایک شخص اور ہو لیا تب آنحضرت صلعم نے اوس کے گھر پر پہونچکر فرمایا کہ
اے ابو شعیب ہمارے ساتھ ایک شخص ہو لیا ہے چاہے اوس کو آنے کا اذن دے اور خواہ
چھوڑ دے دروازے پر یعنی نہ اذن دے آنے کا تب ابو شعیب نے کہا کہ مین نہین چھوڑتا بلکہ اذن

دیتا ہون اوس کو۔ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے **ف** اس مین دلیل ہے اس پر کہ جایز نہین کسی کو کسی قوم کے یہان ضیافت مین بغیر اوس کے اذن کے جانا اور نہ مہمان کو جائز ہی کہ کسی کو اذن دے آنے کا اپنے ساتھ مگر امر صریح یا اذن عام کے ساتھ یا وقت جاننے رضامندی ضیافت کرنے والے کے اور یہ بھی اس سے معلوم ہوا کہ جایز نہین کسی کو کہ کسی کے گھر مین جائے مگر بغیر اوس کی اجازت کے اور یہ بھی اس سے معلوم ہوا کہ اگر ضیافت کسی جماعت مخصوص کی کرے اور اوس کے ساتھ کوئی ہولے تو مہمان کو مستحب ہے کہ اوس کے لیے اذن چاہے صاحب خانہ سی اور صاحب خانہ کو مستحب ہے کہ اوس کو منع نہ کرے آنے سے مگر اوس وقت کہ اوس کے آنے سے وہان مفسدہ ہو یعنی حاضرین ایذا پائین اور اگر پھیرے تو نرمی کے ساتھ پھیرے اور اگر اوس کو کھانے مین سے کچھ دیدے بشرطیکہ اوس کے لائق ہو تو یہ اچھا ہے اور شرح السنہ مین لکھا ہے کہ اس مین دلیل ہے اس امر پر کہ حلال نہین کھانا ضیافت کا اوس کے لیے کہ جو نہ بلایا جائے اور بعض عالمون کا قول ہے کہ جب ایک شخص کے سامنے کھانا رکھدے اور اوس کی ملک کردے تو وہ مختار ہے چاہے خود کھائے چاہے اور کو کھلائے اور چاہے اپنے گھر کو اوٹھا لیجائے۔ اور اگر بیٹھے دسترخوان پر تو چاہیے کہ موافق عُرف کے کھائے اوس مین سے کچھ نہ اوٹھائے۔ اور نہ اور کو کھلائے اور بعضے اہل علم نے اس امر کو بہتر جانا ہے کہ دسترخوان والے بعضے بعضون کو کچھ کھانے مین سے دیدیا کرین اور اگر دو دسترخوانون پر ہون تو پھر یہ نہین جایز ہے اور روایت ہے سفینہؓ سے کہ ایک شخص مہمان آیا حضرت علیؓ ابن طالب کے پاس آپ نے اوس کے لیے کھانا تیار کرایا تب حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ اگر ہم رسول خدا صلعم کو بلائین اور آپ بھی ہمارے ساتھ کھائین تو بہتر ہی پس بلایا حضرت صلعم کو اور آپ تشریف لائے اور دروازے پر کھڑے ہو کر آپ نے دونون ہاتھ اپنے دونون بازوون پر رکھے تو آپ نے پردہ پڑا ہوا دیکھا گھر کے کونے مین تب آپ واپس گئے۔

حضرت فاطمہؓ کہتی ہین کہ مین آپ کے پیچھے پیچھے گئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ کس چیز نے آپ کو پھیرا فرمایا کہ میرے یا کسی نبی کے لیے جائز نہین کہ وہ کسی زینت والے گھر مین داخل ہو پردہ باریک منقش اور بعضون نے کہا کہ منقش نہ تھا لیکن ڈھانکا تھا اوس سے دیوار کو مانند چھپر کھٹ دولھا اور دولھن کے اور یہ عادت متکبرین کی تھی حضرتؐ اوس کو دیکھکر پھر گئے اوس پر آگاہ کرنے کی لیے کہ یہ بہتر نہین ہے۔ کیونکہ یہ زینت دنیا کی باعث نقصان آخرت کا ہے اور روایت ہی حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے کہ کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے جو شخص بلایا جاے اور وہ قبول نہ کرے تو اوس نے بے شک نافرمانی کی اللہ و رسول کی اور جو آدمی آیا کھانے کی مجلس مین بغیر بلائے تو آیا چور اور نکلا لوٹ کر۔ نقل کی یہ ابو داؤد نے **ف** آیا چور بسبب اس کے کہ آیا بغیر اذن صاحب خانہ کے تو گویا چھپ کر آیا مانند چور کے اور گنہگار ہوا جیسے چور گنہگار ہوتا ہے بسبب کسی کے گھر مین جانے کے حاصل یہ کہ حضرتؐ نے اپنی امت کو اچھے اخلاق تعلیم کیے اور منع کیا اون کو بری خصلتون سے کیونکہ دعوت نہ قبول کرنا بلا عذر کے دلالت کرتا ہے تکبر نفس اور رعونت اور عدم الفت پر۔ اور کسی کے یہان جانا بغیر دعوت کے دلالت کرتا ہے حرص نفس اور ذلت حاصل کرنے پر اور ایک شخص سے روایت ہے کہ جو صحابیون پیغمبر خدا صلعم سے تھا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جس وقت جمع ہو جاوین دو دعوت کرنے والے تو دعوت اوس کی قبول کرنا چاہیے کہ جو دروازہ کی طرف سے بہت قریب ہو اور اگر پہلے ایک نے کی دونون مین سے تو پھر جس نے پہلے دعوت دی اوس کی دعوت قبول کرنا چاہیے۔ نقل کی یہ احمد اور ابو داؤد نے **ف** ظاہرا یہ اوس صورت مین ہے کہ جمع نہین کر سکتا ہے دونون کی دعوت یعنی نہین کھا سکتا ہے بوجہ ایک ہی وقت ہونے کے یا مثل اس کے اور اگر جمع کر سکتا ہو دونون کی دعوت تو قبول کرے اور یہ حکم ہمسایہ کا ہے۔ اور اگر اہل شہر دعوت کرین تو وہان ترجیح اور جہت سے ہوگی مثل معرفت اور صلاح اور حقوق کے شناسائی ۱۲

یعنی اگر اہل شہر مین سے سواے ہمسایہ کے دو آدمی اس کی دعوت کرین تو اوس کی دعوت
قبول کرے کہ جو جان پہچان والا ہو یا نیک بخت وغیر ذلک - اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو
طالب علم یا فتوے پوچھنے والا عالم کے پاس آوے پہلے تو سبق اور فتوے پہلے آنے والے کو
پڑھاوے اور دیوے علامہ محمد امین المشہور بابن عابدین اپنی کتاب رد المحتار المعروف بہ شامی
مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۴۲ مین لکھتے ہین کہ ولیمہ سے مراد طعام عرس ہے اور بعضے کہتے ہین کہ ولیمہ
ہر کھانے کو کہتے ہین فتاوی ہندیہ مین تمرتاشی سے منقول ہے کہ اختلاف ہے دعوت کے قبول
کرنے مین - بعضون کا قول ہے کہ قبول کرنا واجب ہے اوس کو ترک کرنا نہین چاہیے اور عامہ علما
کہتے ہین کہ مسنون ہے اور افضل یہ ہے کہ قبول کرے اگر ولیمہ ہو ورنہ اختیار ہے مگر قبول کرنا بہر صورت
افضل ہے کیونکہ اس سے ایک مومن کے قلب کو مسرور کرنا ہے اور جب قبول کرلیگا تو جو اوس کو
چاہیے تھا وہ کیا - کھائے چاہے نہ کھائے اور افضل یہ ہے کہ کھائے اگر روزہ سے نہ ہو اور بنایہ مین
ہے کہ دعوت کا قبول کرنا سنت ہے ولیمہ ہو یا غیر اوس کا اور وہ دعوت کہ جس سے اپنی تعریف
کرانا مقصود ہو یا تکبر کرنا وغیرہ پس اوس کا قبول کرنا مناسب نہین خصوصًا علما کو کیونکہ کہا جاتا ہے
کہ جو شخص کسی غیر کے برتن مین کھاتا ہے وہ اپنے کو ذلیل کرتا ہے اوس شخص کے سامنے یہ خلاصہ
ہے بنایہ کی عبارت کا اور اختیار مین ہے کہ ولیمۂ نکاح کرنا سنت قدیمہ ہے اگر اوس کو قبول نہ کریگا
گنہگار ہوگا کیونکہ حدیث مین ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ جو شخص دعوت نہ قبول کرے اوس نے
اللہ و رسول کی نافرمانی کی پس اگر وہ روزے سے ہو تو قبول کرے دعوت اور کہدے کہ مین روزہ
سے ہون اور نہ کھائے اور اگر روزہ نہ ہو تو کھائے اور دعوت قبول کرے اور اگر نہ کھائے اور نہ دعوت
قبول کرے تو گنہگار ہو اور ظالم - کیونکہ اس مین میزبان سے ایک طرح پر تمسخر کرنا ہے اور فرمایا
آنحضرت صلعم نے کہ اگر مین بلایا جاؤن اوس دعوت مین کہ جس مین کم مقدار گوشت ہو تو بھی قبول

کرون۔ مقتضااس ارشاد کا یہ ہے کہ دعوت ولیمہ سنت مؤکدہ خیال کی جاوے بخلاف اوس کے
غیر کے اور شارحین ہدایہ نے تصریح کی ہے کہ قبول دعوتِ ولیمہ قریب بہ واجب ہے بشرطیکہ وہان
کوئی امر باعث معصیت یا بدعت نہو اور منع کرنا ہمارے زمانے مین مناسب تر ہے مگر اوس
وقت کہ جب یقینی طور پر معلوم ہو کہ وہان کوئی بدعت یا معصیت نہین ہے اوس وقت منع کرنا
مناسب نہین ظاہرا اس کو قیاس کیا ہے غیر ولیمہ پر انتہیٰ فتاوی عالمگیری کی جلد پنجم مطبوعہ مصر
کے صفحہ ۳۴۳ مین ہے کہ ولیمۂ نکاح سنت ہے اور اوس کے کرنے مین ثواب عظیم ہے اور وہ یہ ہے
کہ جب بنا کرے مرد اپنی عورت سے تو مناسب یہ ہے کہ اعزہ واقربا اور دوستون وپڑوسیون کو
دعوت دے اور جانور ذبح کرکے اون لوگون کے واسطے کھانا تیار کرائے اور جب کھانا تیار کرلے تو
اون لوگون کو دعوت قبول کرنا ضروری ہے اگر وہ لوگ نہ قبول کرین گے تو گنہگار ہون گے آنحضرت
صلعم کا ارشاد ہے کہ جو شخص دعوت قبول نہ کرے اوس نے نافرمانی کی اللہ ورسول کی پس اگر وہ
روزہ سے ہو تو دعوت قبول کرے اور کہدے کہ مین روزہ سے ہون اور نہ کھائے اور اگر روزہ نہ ہو
تو کھائے اور دعوت قبول کرے اور اگر نہ کھائے گا گنہگار اور ظالم ہوگا۔ اسی طرح سی ہے خزانۃ المفتین
مین اور کچھ مضائقہ نہین کہ دعوت دے اوس روز یا دوسرے روز یا اوس کے بعد۔ پھر وقت ختم
ہوجائے گا عرس اور ولیمہ کا جیسا کہ فتاوے ظہیریہ مین ہے اور فتاوی مجمع البرکات مین ہے کہ
تین روز تک ولیمہ کا وقت ہے اور دعوت ولیمہ کا قبول کرنا بھی مسنون ہے بشرطیکہ منکرات شرعیہ
سے خالی ہو اور وہ ضیافتین کہ جو اس ملک مین مروج ہین قبل شادی کے یا جو والیان عروس
کی طرف سے برات کے لوگون کے ساتھ بعد عقد نکاح کے ہوتی ہین یہ از قبیل مباحات ہین
وہ بھی قبول کرنی چاہیین بشرطیکہ منکرات شرعیہ سے خالی ہون۔ اسی طرح سے اربعین مین بھی ہے
انتہیٰ شرح شرعۃ الاسلام مطبوعہ مصر فصل سنن النکاح صفحہ ۴۴۴ مین لکھا ہے کہ اسی طرح ہے ولیمہ یعنی

وہ ضیافت اور کھانا جو تیار کیا جاے واسطے عرس کے سنت ہے بعضے کہتے ہین کہ ولیمہ واجب ہے
اور اکثر لوگ اس طرف گئے ہین کہ مستحب ہے اور اختلاف کیا ہے علما نے ولیمہ کرنے کے وقت مین
بعضون کا قول ہے کہ زوجہ سے دخول کے بعد اور بعضے کہتے ہین کہ وقت عقد کے اور بعضے کہتے
ہین کہ دونون وقت یعنی بعد دخول کے اور وقت عقد کے اور اختلاف ہے اوس کے قبول کرنے
مین بعضے کہتے ہین کہ قبول کرنا مستحب ہے اور بعضے کہتے ہین کہ واجب ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے
کہ اگر بلا عذر ترک کریگا گنہگار ہوگا اب رہا کھانا سو واجب نہین ہے اگرچہ روزہ دار ہو اسی طرح ہے منبع
اور شرح مشارق مین چاہے ولیمہ کرے ایک بکری کے گوشت پر یا چھوہارے یا سویق پر سویق مین
کے زبر اور واو کے زیر سے اوس آٹے کو کہتے ہین جو بھنا ہوا ہو اور اوس مین کوئی چیز میٹھی یا کھٹی ملی
ہوئی ہو جیسا کہ شرح مصابیح مین ہے یا ولیمہ مین گوشت و روٹی ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت زینب رض کا ولیمہ روٹی اور گوشت پر کیا اور حضرت صفیہ کا خرما اور ستو پر کیا اوس مین گوشت
نہین تھا اور مسلمان کو چاہیے کہ طعام عرس کو غنیمت خیال کرے عرس بروزن قفل طعام ولیمہ کو کہتے
ہین کیونکہ یہ کھانا وزن مین برابر ایک مثقال کے ہے طعام جنت سے اور اسی کھانے کے لیے دعاے
برکت فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام و جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہی باختصار العبارۃ
اور ولیمہ کرنے مین بہت سے مصالح ہین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ
مطبوعہ مطبع صدیقی بریلی کے صفحہ ۱۳۷ مین تحریر فرماتے ہین کہ یہ جو لوگون مین دستور ہے ولیمہ کرنے
کا اس مین بہت سے مصالح ہین ازانجملہ نہایت خوبی کے ساتھ نکاح کی اشاعت ہے اور اس
بات کی کہ وہ شخص بی بی سے دخول کرنا چاہتا ہے اور اس کی اشاعت ضروری ہے تاکہ کسی وہم کرنے
والے کو نسب مین کسی طرح کا وہم و شک نہ رہے اور نکاح و زنا کی تمیز بھی بادی الراے مین ہو جاوے اور
لوگون کے نزدیک وہ عورت اوس کی بی بی محقق ہو جاوے ازانجملہ اظہار شکر اوس نعمت کا ہے جو
ثابت ہو

اللہ تعالیٰ نے اوس کو عطا کی مکان کے انتظام وغیرہ کے لیے جیسا کہ اور لوگون کو عطا فرمائی اور
وہ اوس سے منتفع ہوے از انجملہ یہ کہ بی بی اور اوس کی قوم والون کے ساتھ سلوک و احسان کرنا
پایا جاتا ہے کیونکہ اوس کی وجہ سے مال خرچ کرنا اور لوگون کا جمع کرنا دلیل ہے اس بات کی کہ
شوہر کے نزدیک بی بی کی وقعت اور عزت ہے اور اس قسم کے امور خاصکر میان بی بی مین الفت
قائم کرنے کے لیے ضروری اور مناسب سمجھے جاتے ہین علی الخصوص اون کی ابتدا، اجتماع یعنی
شروع زمانۂ نکاح مین از انجملہ یہ کہ ایک جدید نعمت کے حاصل ہونے کا اظہار ہے یعنی جو چیز ملک
مین نہ تھی وہ مملوک ہوگئی۔ یہ امر بھی باعث سرور اور خوشی کا ہوتا ہے نیز مال کے خرچ کرنے کا اور اس
خواہش کے اتباع مین سخاوت کی عادت پڑتی ہے اور بخل سے علیحدگی ہوتی ہے انکے علاوہ اور
بھی بہت سے فوائد اور مصالح ہین پس چونکہ اس مین سیاست مدنیہ و منزلیہ و تہذیب نفس و
احسان کے متعلق کافی فوائد پائے جاتے ہین اسی لحاظ سے آنحضرت صلعم نے اوس کو باقی رکھا
اور اوس کی طرف لوگون کو رغبت دلائی اور خود بھی اوس پر عامل رہے اور کوئی حد مقرر نہین کی
اور اوسط درجہ کی حد ایک بکری رکھی چنانچہ آپ نے خود حضرت صفیہؓ کے ولیمے مین لوگون کو
حیس کھلایا (یہ وہ کھانا ہے جو چھوہارے اور پنیر اور گھی سے بنتا ہے) اور اور بی بیون کے ولیمہ مین
دو مد[1] جو صرف کیا اور فرمایا کہ تم مین سے جب کوئی شخص ولیمے کے لیے بلایا جاے تو اوس کو آنا چاہیے
اور دوسری روایت مین اتنا اور ہے کہ پھر اگر چاہے کھائے اور چاہے ترک کرے مین کہتا ہون کہ
اصول شرعیہ مین یہ بات ہے کہ جب کسی شخص کو کسی مصلحت سے لوگون کے لیے کچھ تیار کرنے کا حکم
دیا جائے تو ضروری ہے کہ اون لوگون کو بھی اوس کی اطاعت اور فرمان برداری اور بجا آوری

[1] مُد بالضم یہ ایک پیمانہ ہوتا ہے مقدار مین دو رطل یا ایک رطل اور تہائی حصہ رطل کے یا مقدار مین دو کف دست
آدمی معتدل خلقت کے یعنی جب کوئی شخص دونون ہتھیلیون کو کشادہ رکھکے کوئی چیز اس طرح لے کہ وہ دونون ہتیلیان بھر جائین
صاحب قاموس کا قول ہے کہ مین نے تجربہ کیا تو دونون ہتیلیون بھر چیز کو ایک مُد پایا۔ امداد جمع ۱۲ منتخب ۔

خواہش کی طرف رغبت دلائی جاے ورنہ وہ مصلحت جو اس امر خاص مین رکھی گئی ہے متحقق نہوگی
توجب خاوندکو اور لوگون کے لیے کھانا تیار کرنے اور اوس کی اشاعت کرنے کا حکم دیاگیا تو اون
لوگون کو بھی یہ حکم دینا ضروری ہوا کہ وہ اوس شخص کی دعوت قبول کرین چاہے روزہ سے کیون
نہون تب بھی آئین اگر نہ کھائین توکچھ مضائقہ نہین اس لیے کہ وہ اشاعت مقصودہ حاصل ہوگئی
اور بھی مقتضاے صلہ یعنی میل جول کا ہے کہ جب ایک مسلمان کو دوسرا مسلمان بلائے تو اوسے ضرور
قبول کرنا چاہیے کیونکہ اس طریقے کے جاری ہونے مین امور شہر اور قبیلہ کے انتظام کی صورت ہے
انتہی۔ اور ضیافت کرنے کی فضیلت بہت آئی ہے۔ کتب معتبرہ مین ہے کہ جب آنحضرت صلعم مدینہ
مین تشریف لائے تو اول نصیحت آپ نے اہل مدینہ کو یہ فرمائی کہ اَفشُوا الاسلامَ واَطعِموا الطعامَ و
صِلُوا الاَرحامَ وصلوا باللیل والناس نیام تدخلوا الجنۃ بسلامٍ یعنی ظاہر کرو سلام
کو خویش اور بیگانہ پر اور کھانا کھلاؤ اور صلۂ رحم ادا کرو یعنی پیوند کرو اہل قرابت سے اور رات مین
نماز پڑھو اوس وقت مین کہ جب آدمی سوتے ہون داخل ہوگے جنت مین سلامتی سے انتہی اور
ہادی الناظرین ترجمۂ آداب الصالحین مطبوعہ مطبع مسیحائی کان پور کے صفحہ ۱۳ مین ہے کہ جناب
رسول مقبول صلعم کا ارشاد ہے کہ لاخیر فی من لا یضیف یعنی بھلائی نہین ہے اوس
شخص مین کہ مہمان نہ رکھے۔ ایک بار آنحضرت صلعم ایک شخص پر گذرے کہ اوس کے پاس
گائین اور اونٹ بہت تھے پس اوس نے آنحضرت صلعم کی مہمانی نہ کی بعد اوس کے آنحضرت صلعم
ایک عورت پر گذرے کہ وہ چند بکریان رکھتی تھی پس اوس عورت نے ایک بکری آنحضرت صلعم
کے واسطے ذبح کی آپ فرمایا کہ نظر کرو اس مرد اور عورت مین۔ بلاشبہہ اخلاق اللہ تعالے کے ہاتھ
مین ہین جس کو چاہے خصلت نیک دے اور جس کو چاہے نہ دے۔ ظاہرا اوس مرد نے اپنے مقدور
کے موافق خاطرداری نہ کی اور اوس عورت نے باوجود کم استطاعتی کے بہت خاطرداری کی کہ بکری

ذبح کی اوس کی خصلت آنحضرت صلعم کو پسند آئی اور اوس مرد کی خصلت پسند نہ آئی اور مقصود حضرت
کا یہ تھا کہ لوگ ادب سیکھ لین حدیث مین ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلعم کے یہان مہمان آئے اور
حضرتؐ کے گھر مین کچھ نہ تھا آپ نے فرمایا کہ فلان یہودی کے پاس جاؤ اور کہو کہ آج کی رات ہمارے
یہان مہمان آئے ہین تھوڑا آٹا قرض دے یہودی نے کہا واللہ مین نہین دونگا مگر کچھ گروی کھکر
پس حضرتؐ نے اپنی زرہ گروی کے لیے بھیجی اور مہمانداری کی کہتے ہین کہ حضرتؐ کی وفات کے
وقت تک وہ زرہ یہودی کے پاس گرو تھی اور حضرت ابرہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ بغیر مہمان
کے کھانا نہ کھاتے تھے بلکہ دو تین کوس تک جنگل مین مہمان کو تلاش کرتے تھے اور پیغمبر خدا صلعم سے
لوگون نے پوچھا کہ ایمان کیا ہے فرمایا کہ کھانا کھلانا اور ہر ایک سے سلام کرنا یعنی یہ چیزین بھی افضل
خصلتون ایمان سے ہین انتہی اور دعوت کا قبول کرنا سنت مؤکدہ ہے بلکہ بعض جگہون مین لوگ
اس کو واجب کہتے ہین بخاری شریف مین بروایت ابی ہریرہ نقل ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ
لو دعیت الی کراع لاجبت ولو اھدی الی ذراع لقبلت یعنی اگر میری دعوت کوئی
بکری کی نلی پر کرے تو مین مان لون اور اگر کوئی مجھکو بکری کا دست تحفہ دے تو قبول کر لون انتہی
اور یہ جو قول ہے کہ جو شخص کسی غیر کے برتن مین کھاتا ہے وہ اپنے کو ذلیل کرتا ہے اوس شخص کے
سامنے یہ قول خلاف سنت ہے واقع مین ایسا نہین کیونکہ دعوت کا منظور کرنا ذلت اوس صورت
مین ہے کہ دعوت کرنے والا دعوت کے قبول کرنے سے خوش اور منت کش نہو بلکہ اپنی دعوت کرنی
کو دوسرے پر احسان جانے اور آنحضرت صلعم جو دعوت مین تشریف لیجاتے تھے تو یہی وجہ تھی کہ
آپ کو معلوم تھا کہ دعوت کرنے والا احسان مانے گا اور ہمارے جانے کو دارین مین اپنا شرف
و فخر سمجھے گا غرضکہ دعوت کا قبول کرنا بوجہ اختلاف احوال کے مختلف حکم رکھتا ہے اگر کسی کو یہ گمان ہو
کہ دعوت کرنے والا کھانا کھلانے کو گران جانتا ہے اور دعوت صرف فخریہ اور تکلف کے طور پر کرتا ہے

تو اوس کی دعوت قبول کرنا مسنون نہین ہے بلکہ حیلہ کر دینا بہتر ہے اور قبول دعوت مین آنحضرت صلعم کے طریقے کی پیروی کے علاوہ یہ نیت کرے کہ اگر دعوت کو منظور کرون گا تو خداے تعالیٰ کی نافرمانی سے بچون گا کہ آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ مَن اکرمَ اخاہ المومنَ فکانّما اکرمَ اللہ یعنی جس نے کسی مومن کو خوش کیا اوس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا۔ اور اوس کے ساتھ ہی یہ بھی نیت کرے کہ صاحب دعوت کی ملاقات کو جاتا ہون اس نیت سے یہ فائدہ ہے کہ نیت کرنے والا اون لوگون مین سے ہوجاے گا جو آپس مین محبت فی اللہ رکھتے ہین اور آس کے آداب و نیز دعوت کھانے کے آداب ہین جو بتفصیل کتاب مستطاب احیاء العلوم اور اوس کے ترجمہ مذاق العارفین مصنفہ مولوی محمد احسن صدیقی نانوتوی مین مذکور ہین جو بخوف طوالت یہان نہین لکھے گئے جس کو منظور ہو وہ اوسی مین دیکھ لے۔ شیخ عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب تنبیہ للمغترین مطبوعہ مصر کے صفحہ ۹۵ مین لکھتے ہین کہ اور اخلاق سلف صالح سے مہمان کی خاطر و مدارات کرنا اور اوس کی خدمت کرنا ہے سوا کسی حالت عذر وغیرہ کے مثلاً بیماری وغیرہ اور با این ہمہ وہ یہ نہین خیال کرتے تھے کہ ہم نے اس کو کھانا کھلا کر یا خدمت کرکے اپنا احسان مند کر لیا ہے بلکہ اپنے کو اوس کا احسان مند سمجھتے تھے اور یہ اس وجہ سے تھا کہ آنحضرت صلعم خود بہ نفس نفیس مہمان کی خدمت کرتے تھے اور اسی طرح صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی چنانچہ جب نجاشی کے یہان سے وفد یعنی جماعت قاصدون کی آنحضرت صلعم کے حضور مین آئی تو خود آنحضرت صلعم اون کے خادم ہوے اور فرمایا کہ یہ میرے اور میرے اصحاب کے لیے باعث تکریم ہین اور میری خواہش یہی ہے کہ مین ہی ان کی پاسداری کرون اور سلف کی یہ عادت تھی کہ جس شب کو اون کے یہان کوئی مہمان ہوتا تھا تو اوس شب کو عید کی شب سمجھتے تھے یعنی اون کو اس قدر فرحت و سرور اوس شب کو ہوتا تھا جناب امیر کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ میرے دوستون کا جمع ہونا میرے یہان کے کھانے مین یہ مجھکو زائد محبوب ہے ایک غلام آزاد کرنے سے حضرت

انس بن مالکؓ فرماتے تھے کہ گھر کی زکوٰۃ یہ ہے کہ اوس مین ایک خاص جگہ بنادی جاے ضیافت
کے لیے اور بکر بن عبداللہ مزنی کی یہ عادت تھی کہ مہمان کو کھانا کھلاتے تھے اور جب وہ واپس
جانے کا ارادہ کرتا تھا تو اوس کو کپڑے بھی پہناتے تھے اور کہتے کہ اس نے جو میرے یہان کھانا کھایا
اوس کی فضیلت میرے اس فعل یعنی کپڑا پہنانے سے بہت زائد ہے حضرت عایشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
فرماتی تھین کہ مہمان کے کھانا کھلانے مین وسعت دینا اسراف نہین ہے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ آیۂ کریمہ
ضیف ابراہیم المکرمین کی تفسیر مین فرماتے تھے کہ وہ مہمان مکرم تھے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
اون کی خود خدمت کیا کرتے تھے عبدالواحد ابن ابی لیلےٰ رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ اون کے
یہان جو جاتا اوس کی دعوت ضرور کرتے اور عذر کرتے کہ مین پورے طور سے تمھاری خدمت نکرسکا
محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کوشش رہتی تھی کہ مہمان کو ایسی چیزین کھلائین کہ جو اوس زمانہ مین
اوس کے شہر مین نہ ہوتی ہون یعنی نئی چیز کھلاتے تھے خالد بن دینار کہتے ہین کہ مین محمد ابن سیرینؒ کے
یہان گیا اور میرے ساتھ چند آدمی اور تھے تو اونھون نے میرے سامنے شہد لاکر رکھا اور کہا کہ میرا گمان
یہ ہے کہ ایسا شہد تمھارے یہان نہ ہوتا ہوگا مین نے کہا ہان میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے
تھے کہ جو شخص کسی کو کھانا کھلائے اور اوس کے ساتھ چھوہارا یا کوئی میٹھی چیز نہ کھلائے تو اوس کی مثال
ایسی ہے کہ کوئی شخص نماز عشا پڑھے اور وتر نہ پڑھے اور میزبان پر واجب ہے کہ وہ مہمان کو کھانا
وجہ حلال سے کھلائے اور اوقات نماز اوس کو بتاتا رہے۔ اور جو کچھ اوس کے واسطے کھانا اچھا کھلانے اور
بامزہ کھلانے کو اندازہ کرچکا ہو اوس مین کمی نہ کرے اور مہمان پر یہ واجب ہے کہ جہان بٹھایا جائے وہین
بیٹھے اور جو کچھ سامنے رکھدیا جاے اوس پر خوش ہو اور راضی رہے اور وہان سے بلا اجازت نہ واپس
آئے اوس بن خارجہ کہا کرتے تھے کہ مین جس جماعت کی دعوت کرتا ہون اور وہ میرے یہان آکر
کھاتے ہین تو مین اون کو بزرگ سمجھتا ہون اور اپنے آپ کو اون کا احسان مند جانتا نہ کہ اون کو اپنا

احسان مند اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ جب کسی کو کوئی بخیل مہمان کرے تو اوس کو جانا چاہیے اور وہان جا کر اوس کو بخشش کرنے کی تعلیم کرنا چاہیے مگر کھانا نہ چاہیے اور اپنی سواری کے جانور کے چارہ کو بھی یاد رکھنا چاہیے اوس کو نہ بھولے کیونکہ اس سے اکثر ایسا ہوا ہے کہ رات کے کھانے مین کمی ہو جاتی ہے اور کہتے تھے کہ مین جب کسی بخیل کا مہمان ہوا تو میری سواری کا جانور وہان پر بھوکے رہنے کے ضرور چیختا تھا اور اوس کی وجہ سے مجھے پاخانہ کی حاجت نہ ہوتی یعنی کم کھانے کا اتفاق ہوتا اور آسودہ ہو کر کھانے سے کہ جس سے تخمہ کا اندیشہ ہو سکتا حفاظت رہتی پس انسان کو چاہیے کہ وہ غور کرے اور اپنے نفس کو دیکھے کہ وہ ان اخلاق سے موصوف ہے یا نہین اور اِن اخلاق مین اوس کو اعتدال ہے یا نہین کیونکہ اس زمانے مین اکثر لوگون کا یہ مقولہ ہے کہ کھانا کھلانا ہمارے یا ہمارے بزرگون کے طریقہ سے نہین ہے یا یہ کہ جس کے یہان دسترخوان بچھتا ہے اوس کو کہتے ہین کہ یہ چھوٹے لوگون کی نشست گاہ ہے حالانکہ یہ سخت غلطی ہے اس سے بہت پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے اپنے کسی دوست کو ایسا نہین پیدا کیا کہ جس مین سخاوت اور حُسن خلق کی صفت نہ رکھی ہو انتہی پس اس زمانے مین جو یہ معمول ہو گیا ہے کہ لوگ باوجود ذی مقدرت ہونے کے ولیمہ کھلانے سے انکار کرتے ہین اور محض از راہ نادانی وجہل کہتے ہین کہ ممکن ہے کہ اس مین ریا وسمعہ شامل ہو جائے یہ سراسر غلطی ہے کیونکہ ہر کام کا دار ومدار نیت پر ہے اگر نیت ٹھیک رکھی جائے تو ثواب ملنے کی امید قوی ہے کیونکہ ایک مسلمان پر دوسرے بھائی مسلمان کی مواساۃ[۱] لازمی ہے جس طور پر ہو سکے اللہ تعالی جس کو مال دیتا ہے اوس سے مقصود یہی ہوتا ہے کہ دوسرون کو اوس سے نفع پہونچے نہ یہ کہ وہ اوس کو جمع کرلے اور بوقت ضرورت اپنی تن پروری کرے اور اسباب راحت جمع کرے کلام اللہ اور احادیث سے جو صدقات کی فضیلت بدرجۂ اعلےٰ ثابت ہے وہ اسی وجہ سے ہے سلف صالح کے اخلاق سے یہ بھی تھا کہ جو کچھ مال اون کی ضروری حاجت سے

[۱] مواساۃ کے معنے مدد کرنا اور جان ومال سے کسی کے ساتھ غمخواری کرنا ۱۲ منتخب

بڑھتا تھا اوس کو وہ صدقہ کردیتے تھے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ دعا مانگتے تھے کہ
اللّٰھُمَّ اجعل الفضل عند خیارنا لاجل ان یعودوا بہ علی اولی الحاجۃ منا یعنی اے اللہ
تو ہمارے زائد مال کو اون لوگون کے پاس کردے جو ہم سے اچھے ہین اس سبب سے کہ وہ لوگ اوس
مال کے ذریعے سے ہم مین سے زیادہ حاجتمند لوگون کی طرف عود کرسکین یعنی حاجتمندون کی حاجت
پوری کرسکین عبد العزیز ابن عمیر کہتے تھے کہ نماز انسان کو آدھے راستہ تک پہونچاتی ہے اور روزہ
بادشاہ کے دروازے تک اور صدقہ خاص بادشاہ تک پہونچاتا ہے اور کہتے تھے کہ مال ہمارے پاس
امانتین ہین اس غرض سے کہ اوس سے لوگون پر نوازش کی جائے ابراہیم بن یوسف کا قاعدہ تھا
کہ وہ مال جمع کرتے اور کہتے کہ یہ مین اس وجہ سے جمع کرتا ہون کہ بھوکے بیٹون اور ننگی بیٹیون کے لیے
کام آئے نہ کہ مٹی مین پانی ملانے مین صرف ہو چنانچہ جو کوئی اون سے کچھ رقم عمارت مسجد کے لیے مانگتا
تھا تو انکار کرتے اور کچھ نہ دیتے اور کہتے کہ اس مال کا زیادہ حقدار بھوکا آدمی ہے حضرت لقمان علیہ السلام
اپنے بیٹے سے اکثر کہا کرتے تھے کہ اے بیٹے جب تجھ سے کوئی خطا ہو جائے تو صدقہ دے خواہ وہ ایک
روٹی ہی کیون نہو حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ جو شخص مال کے ذریعے سے
کسی پر نوازش نہ کرے تو اوس کو کل مال چھوڑ دینا بہتر ہے حضرت خواجہ حسن بصری رح کہتے تھے کہ انسان
کو اپنے پاکیزہ مال حاصل کیے ہوے سے صدقہ دینا چاہیے نہ خبیث مال سے اور اگر کوئی شخص مال
خبیث سے صدقہ دے تاکہ فقیر پر اس ذریعے سے اپنی مہربانی ثابت کرے تو وہ مغرور ہے عروہ
ابن الزبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ صدقہ مین اچھی چیز دیا کرو کیونکہ اللہ پاکیزہ ہے اور پاکیزہ چیز کو قبول
کرتا ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیشتر شکر صدقے مین دیا کرتے تھے اور کہتے کہ یہ میرے بہت
پسند ہے اسی واسطے مین اس کو صدقہ مین دیتا ہون کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے لن تنالوا البر[1] حتی
تنفقوا مما تحبون حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی تھین کہ صدقہ کی چیز کو حقیر

[1] ہرگز نہ پہونچو گے نیکی کو جب تک خرچ نہ کرو اوس چیز سے کہ جس سے محبت رکھتے ہو ۱۲ منہ

نہ جا تو کیونکہ ایک دانہ اوس کا قیامت کے دن پہاڑون کے برابر وزن مین ہوگا ایک بار آپ نے
ایک دانہ انگور کا فقیر کو دیا اوس نے واپس کیا یعنی اوس کی نظر مین وہ حقیر معلوم ہوا تو آپ نے اوس سے
فرمایا کہ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہین پڑہا فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ[1] تو کیا اس انگور کے
دانہ مین ایک مثقال کی برابر بھی ذرہ خیر نہ ہوگا۔ وہ فقیر نادم ہوا اور استغفار پڑھا خلاصۂ کلام یہ کہ اس
زمانے مین جو لوگ مصائب اور نقصانات دینی و دنیوی مین مبتلا ہین یہ اسی وجہ سے ہے کہ اسلاف
کی وضع چھوڑ دی ہے اور خود رائی کی بلا مین گرفتار ہوکر جو اون لوگون کی عمدہ باتین از قسم عبادات
و عادات تھین اون سب کو چھوڑ بیٹھے لہذا وہ جو برکات پہلے تھے وہ نہین باقی رہے اللہ تعالیٰ
توفیق خیر دے اور صراط مستقیم ایمانی پر قائم و مضبوط رکھے آمین۔

فائدہ جاننا چاہیے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے نکاح کے ولیمہ مختلف ہوئے ہین
ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ولیمہ نکاح کے متعلق کتب سیر مین لکھا ہے کہ
بعد تمامی قاعدۂ عقد صحیح ابو طالب نے کئی اونٹ ذبح کرا کے اشراف قوم کو کھانا کھلایا اس عبارت سے
قرینہ اس امر کا مقتضی ہوتا ہے کہ گوشت روٹی کھلایا ہوگا جیسا کہ مروج ہے اور ام المؤمنین حضرت عائشہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ولیمہ مین گوشت روٹی نہین تھا صرف ایک چھوٹے سے لکڑی کے برتن مین
دودھ تھا علامۂ شیخ محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی اپنی شرح مواہب لدنیہ کی جلد دوم مطبوعۂ مصر کے
صفحہ ۲۷۶ مین لکھتے ہین کہ امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ آپ نے
فرمایا کہ بنا کی میرے ساتھ آنحضرت صلعم نے میرے گھر مین اور خدا کی قسم کہ نہ آپ نے اونٹ ذبح
کیا اور نہ بکری بلکہ ایک پیالہ چوبی تھا دودھ سے بھرا ہوا کہ جو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین بھیجا تھا اور اسماء بنت یزید بن السکن سے مروی ہے کہ وہ کہتی ہین کہ مین
حضرت صدیقہؓ کی ہمراہی مین تھی جبکہ آپ کا زفاف ہوا اور چند عورتین بھی ہمراہ تھین تو آنحضرت صلعم

[1] پس جس نے کی ذرہ بھر نیکی وہ اوس کو دیکھ لیگا ۱۲ منہ

کے یہان کوئی مہمان نہ تھا صرف ایک پیالہ مین دودہ تھا جس کو آپ نے تھوڑا نوش فرماکر
حضرت صدیقہ کو عنایت فرمایا اون کو لینے مین بوجہ شرم کے تامل ہوا تو مین نے اون سے کہا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی چیز واپس نہ کرو بلکہ لیلو تب اونھون نے شرماتے ہوے
لیا اور تھوڑا پیا تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ہمراہی عورتون کو دیدو آدھون نے
کہا کہ ہم کو خواہش نہین آپ نے فرمایا کہ بھوکہ اور جھوٹھ کو جمع نہ کرو یعنی یہ تھارا کہنا غلط ہے۔ تو
مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ جب ہم لوگ کسی خواہش والی چیز کے بارہ مین کہین کہ ہم کو
خواہش نہین ہے تو البتہ جھوٹ ہوگا۔ اس صورت مین۔ آپ نے فرمایا کہ جھوٹ جھوٹ ہی لکھا جاتا ہے
اور حضرت ام سلمہ کے ولیمہ مین عصیدہ[1] تھا مروی ہے کہ جب ان سے آنحضرت صلعم نے نکاح کیا تو
حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوچکی تھی آپ نے اون کا گھران کو رہنے کے
لیے دیا جب یہ اوس گھر مین آئین تو وہان آپ نے ایک گھڑا پایا جس مین تھوڑے سے جو تھے
اور ایک دیگ سنگین اور ایک چکی آپ نے تھوڑے جو اوس چکی مین ڈال کر پیسے اور بعد پیسنے کے
دیگچہ مین ڈال کر روغن زیتون یا چربی ملاکر عصیدہ تیار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور
مین پیش کیا اوسی کو آپ نے بھی نوش کیا اور سب لوگون نے اور وہی طعام ولیمہ ہوا۔ اور حضرت
ام حبیبہ رضی اللہ تعالی عنہا کا ولیمہ نجاشی بادشاہ حبشہ نے کھلایا تھا کیونکہ وہی متولی نکاح ہوا تھا
جیسا کہ سابقًا گذرا۔ اور ایک روایت مین ہے کہ ان کا نکاح مدینہ طیبہ مین ہوا حبشہ سے واپسی کے
بعد اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ولیمہ کھلایا کہ جس مین گوشت تھا۔ جیسا کہ مواہب لدنیہ
اور اوس کی شرح زرقانی سے معلوم ہوتا ہے اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے
ولیمہ مین گوشت و روٹی تھا شیخ محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب لدنیہ کی جلد سوم مطبوعہ
مصر کے صفحہ ۲۹۴ مین لکھتے ہین کہ حضرت انس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے

[1] عصیدہ ایک قسم کے حلوے کو کہتے ہین ۱۲ مصنف

حضرت زینبؓ کے ولیمے مین مسلمانون کو پیٹ بھر کر گوشت و روٹی کھلایا اور دوسری روایت مین ہے کہ حضرت انسؓ کہتے ہین کہ مین نے نہین دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ نے اپنی کسی بی بی کے نکاح کا ولیمہ ایسا کیا ہو جیسا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا کیا کہ اوس مین بکری ذبح کی اور اللہ کا شکر ادا کیا کیونکہ یہ نکاح بوجہ وحی کے ہوا تھا یہ قول کرمانی کا ہے یا یہ کہ یہ امر اتفاقی واقع ہوا نہ بالقصد جیسا کہ ابن بطال کا قول ہے یا اس بیان کرنے کی غرض سے کہ ایسا بھی جائز ہے جیسا کہ کرمانی اور ابن بطال کے علاوہ لوگون کا قول ہے اور پھر ایک روایت مین ہے کہ جب آنحضرتؐ نے حضرت زینب سے نکاح کیا تو روٹی او رگوشت تیار کرایا اور ایک شخص سے کہا کہ لوگون کو بلا لا وے چنانچہ ایک جماعت آئی اور کھا کر واپس گئی پھر دوسری جماعت آئی اور کھا کر واپس گئی۔ پھر وہی شخص اور لوگون کو بلانے کو نکلا تو کوئی نہ ملا۔ تب اوس نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ اب کوئی نہین ہے جس کو بلاؤن تو آپ نے فرمایا کہ کھانا اوٹھا لو انتہیٰ اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ولیمہ مین حیس تھا شیخ علی بن برہان الدین حلبی اپنی کتاب انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون معروف بہ سیرۃ حلبیہ کی جلد سوم مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۲۶ مین لکھتے ہین کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت خزیمہؓ سے نکاح کیا تو وہ ہی ایک روز گذرے تھے کہ میری مان ام سلیم نے چھوہارے اور پنیر اور روغن کا حیس بنا کر ایک برتن مین کر کے مجھے دیا اور کہا کہ اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لیجا او عرض کر کہ میری مان نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ بھیجا ہے جب مین لے کر حاضر ہوا تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلان فلان شخص کو جن کے نام بھی لیے میری طرف سے بلا لاؤ۔ اور اور جو ملجائین اون کے علاوہ تو مین بلا لایا اون لوگون کو جن کے نام آپ نے بتائے تھے اور اون کے علاوہ کو بھی جب واپس آیا تو دیکھا کہ گھر بھرا ہوا ہے لوگون نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ وہ لوگ کتنے

ہونگے تو اونھون نے کہا کہ تین سو ہون گے۔ پھر حضرت انسؓ کہتے ہین کہ مین نے دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اوس حیس پر رکھا اور کچھ زبان سے کلام کیا اور دس دس آدمیون کو بلاکر کھلانا شروع کیا اور سب سے فرمایا کہ خدا کو یاد کرو اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے چنانچہ اون سب نے خوب سیر ہو کر کھایا بعد اوس کے آپ نے مجھ سے فرمایا کا ے انس اس ظرف کو اوٹھاؤ جب مین نے اوس کو اوٹھایا تو مین نہین کہہ سکتا کہ جب لایا تھا اوس وقت زیادہ تھا یا اب زیادہ ہوگیا میرے اوٹھاتے وقت انتہی ف حیس بفتح حا و سکون تحتانیہ اوس کھانے کو کہتے ہین جو خرما اور روغن اور قیروط سے بناتے ہین حقیقت مین حلوے کے مثل ہوتا ہے کھجور ون اور گھی اور آقط سے بنتا ہے۔ اقط کہتے ہین دہی کے پانی کو یعنی دہی کا پانی پکا کر مانند پنیر کے ٹکیان بنا لیتے ہین۔ اور اوس کو قیروط بھی کہتے ہین اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ولیمہ مین بھی حیس تھا روٹی اور گوشت نہ تھا حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب خیبر سے واپس ہوے تو ما بین خیبر اور مدینہ طیبہ کے مقام صہبا مین آپ نے اقامت فرمائی اور وہین زفاف واقع ہوا حضرت انسؓ کہتے ہین کہ مجھ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگون سے کہو کہ جس کے پاس جو کچھ ہو وہ لے آئے اور چرمی فرش بچھا دیا گیا تو کوئی پنیر لایا اور کوئی خرمے لایا اور کوئی گھی لایا اور ایک روایت مین ہے کہ کوئی ستو لایا اور یہ سب چیزین ملاکر حیس بنایا گیا اور یہی ولیمہ ہوا اور سب لوگون کو کھلایا گیا انتہیٰ کذا فی الزرقانی

خاتمہ ازواج مطہرات و بنات مقدسات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی حالات کے بیان مین (حال حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب۔ ان کی مان

فاطمہ بنت زایدہ بن الاصم بنی عامر بن لوی سے تھین یہ شرافت و نجابت مین ممتاز اور دولت و عزت سے قریشیون مین سرفراز تھین آن کا نام زمانۂ جاہلیت مین طاہرہ تھا اس وجہ سے کہ اوس زمانے مین عورتین جو افعال کرتی تھین اون سے یہ بالکل پاک و صاف رہین اور کنیت ام ہند تھی ان کا نکاح سب سے پہلے ابی ہالہ سے ہوا جن کا نام نباش تھا اور بعضے مالک۔ اور بعضے کہتے ہین زرارہ اوس سے دو بیٹے پیدا ہوے ہند اور ہالہ جب ابی ہالہ مرگیا تب ان سے نکاح کیا عتیق بن عائذ مخزومی قریشی نے اون سے ایک لڑکی پیدا ہوئی ہند اور بعضے کہتے ہین کہ یہ پہلے عتیق کے نکاح مین تھین اون کے مرنے کے بعد ابی ہالہ کے نکاح مین آئین۔ بعد ان دونون کے گذر جانے کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا پچیس برس کے سن مین۔ اور آپ کی کل اولاد انھین سے ہوئی سوا حضرت ابراہیم کے کہ وہ حضرت ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوے۔ اور ان سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی اور عورت سے نکاح نہین کیا اور نہ ان کی زندگی مین کسی سے نکاح کیا علامۂ شیخ محمد ابن عبد الباقی زرقانی مالکی شرح مواہب لدنیہ کی جلد سوم مطبوعۂ مصر صفحہ ۲۶۲ مین لکھتے ہین کہ مدائنی نے اپنی سند خاص سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا کہ شہر مکہ کی عورتین زمانۂ جاہلیت کی ایک عید مین جمع ہوا کرتی تھین ایک بار اون کے سامنے ایک مرد کی صورت آئی اور اوس نے بلند آواز سے پکار کر کہا کہ اے مکے کی عورتو عنقریب تمھارے شہر مین ایک نبی ہوگا جس کو لوگ احمد کہین گے پس تم لوگون سے جس سے ممکن ہو اوس کی زوجہ بنناوہ بنے تو سوا حضرت خدیجہؓ کے اور سب کے ذہن سے یہ امر جاتا رہا یعنی سب بھول گئین اور آپ نے اوس کو پورا کیا انتہی علامۂ شہاب الدین علی مشہور بہ ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب اصابہ فی تمیز الصحابہ مطبوعۂ کلکتہ کے ۵۳۹ مین لکھتے ہین کہ قصۂ نکاح حضرت خدیجہ بروایت ام سعد بنت سعد بن الربیع اس طرح پر ہے کہ نفیسہ بنت منیہ کہتی ہین کہ جب حضرت خدیجہؓ بیوہ ہوئین تو بہت سے

شرفاء وامراء نے ان سے نکاح کی خواہش ظاہر کی مگر انھون نے سب کو صاف جواب دیدیا۔
اور کہدیا کہ مجھکو نکاح کی خواہش نہین ہے جب آنحضرت صلعم نے ان کا مال لیکر بغرض تجارت
سفر کیا اور وہان سے کثیر تعداد مین نفع لیکر واپس ہوے تو ان کو خود بخود خواہش ہوئی کہ حضرتؐ
کے نکاح مین آوین اوس وقت انھون نے مجھکو بلا کر کہا کہ تو حضرت کے حضور مین حاضر ہو کر دریافت
کر کہ آپ کو خواہش نکاح کی ہے یا نہین۔ سو مین نے حضرت کی حضور مین حاضر ہو کر سارا حال
عرض کیا آپ نے فرمایا کہ نکاح کا ساز و سامان میرے پاس نہین ہے تب مین نے عرض کیا کہ
اگر کوئی عورت قوم کی شریف و مالدار ایسی ملے کہ سامان نکاح کی بھی کفالت کرے تب تو کچھ عذر
نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا ایسی عورت کہان ہے مین نے عرض کیا کہ خدیجہ بنت خویلد نکاح کرنا چاہتی
ہے اور اوس نے مجھکو استمزاجاً آپ کی خدمت مین بھیجا ہے تب آپ نے قبول فرمایا بہجۃ المحافل
مین ہے کہ بعضے کہتے ہین کہ میسرہ غلام حضرت خدیجہ نے اس امر کو انجام دیا بہر دو صورت جب حضرت
خدیجہ کو معلوم ہوا کہ حضرتؐ کو نکاح سے انکار نہین تو عمر ابن اسد اپنے چچا کو جو بسبب مرجانے خویلد
کے وارث تھا طلب کیا اور صورت حال سے اطلاع دی اور بعض کے نزدیک ورقہ بن نوفل اپنے
چچازاد بھائی کو بھی بلایا اور وہ دونون راضی ہوے ادھر آنحضرت صلعم نے اپنے چچا ابوطالب و حمزہ
سے یہ حال کہا۔ یہ سب بھی راضی ہوے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت خدیجہؓ
کے گھر گئے اور وہان نکاح ایجاب و قبول طرفین سے منعقد ہوا انتہی تعبد تمامی قاعدہ عقد صحیح ابوطالب
نے کئی اونٹ ذبح کراکے اشراف قوم کو کھانا کھلایا شیخ حسین ابن محمد بن حسن دیار بکری تاریخ الخمیس
مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۹۹ مین لکھتے ہین کہ بعد نکاح جب آنحضرت صلعم تشریف لیجانے لگے تو
حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا کہ آپ کہان جاتے ہین توقف کیجیے اور دو یا چند اونٹ ذبح کراکے لوگون
کو کھانا کھلائیے چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور سب سے پہلے یہی ولیمہ آپ نے کیا کتاب المنتقیٰ مین ہے

لایا گیا ہے حضرت خدیجہ لونڈیون نے دف بجا کر رقص بھی کیا اور حضرت خدیجہ نے آنحضرت صلعم سے یہ بھی عرض کیا کہ آپ ابوطالب سے بھی کہیے کہ وہ بھی لوگون کو کھانا کھلائین۔ چنانچہ یہی ہوا ابوطالب اس تقریب سے نہایت مسرور ہوئے اور کہا الحمد للہ الذی اذھب عنا الکروب ودفع عنا الھموم انتہی ان کا مہر بیس اونٹ تھے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ چار سو دینار تھے اور ایک روایت مین پانچ سو درہم لکھے ہین کذا فی المواہب وشرحہ للعلامۃ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی جب ان سے آنحضرت صلعم نے نکاح کیا تو ان کی عمر چالیس سال کی تھی جیسا کہ ابن سعد کا قول ہے اور بعضے پینتالیس و بعضے تیس و بعضے اٹھائیس سال کہتے ہین اور سن شریف آنحضرت ؐ بقول زہری اکیس سال کا تھا اور بعضے پچیس سال کہتے ہین اور یہی اکثر علما کا قول ہے اور بعضے تیس سال کہتے ہین جیسا کہ ابن عبدالبر وغیرہ کا قول ہے یہ بڑی عاقلہ ومعینہ وراسخ الارادہ تھین ہمیشہ آنحضرت صلعم کی فرمان بردار رہین کبھی کوئی ایسی بات نہین کی جو خلاف مرضی ہوتی۔ اصابہ مین ہے کہ ابن اسحق کہتے ہین کہ یہ اول اون لوگون کی تھین جو ایمان لائین آنحضرت ؐ پر اور ان باتون کی تصدیق کی جو منجانب اللہ آنحضرت ؐ نے فرمائین اور یہی قول زہری اور ایک جماعت علما کا ہے اسی لیے آنحضرت ؐ جب کسی امر بد یا مکروہ کو سنتے تو اوس کو خیال مین نہ لاتے اور نہ یہ اُس امر کو آپ کے خیال مین قابل خیال ہونے دیتین یعنی مشرکین جو بات آپ کی خلاف شان یا رنج دینے والی کہتے تو حضرت خدیجہؓ اوس کی تردید کر کے آپ کو ارادۂ اصلی پر قائم رکھتین اور اوسی طرف خود بھی متوجہ رہتین ان کے مناقب بہت سے ہین جو احادیث مین مذکور ہین از انجملہ یہ ہے کہ بخاری ومسلم نے اپنی صحیح مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا خیر نساءھا مریم وخیر نساءھا خدیجہ[1] اور حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے صحیحین مین کہ

[1] سب تعریفین ثابت ہین واسطے خدا کے جس نے ہم سے سختیون اور غمون کو دور و دفع کیا ۱۲ منہ [2] بہترین عورتون کی مریم وخدیجہ رضی اللہ عنہما ہین ۱۲

ان جبرئیل قال للنبی صلعم یا محمد ھذہ خدیجۃ قد آتتک باناء فیہ طعام او ادام او شراب فاذا ھی آتتک فاقرء علیھا السلام من ربھا و منی و بشرھا ببیت فی الجنۃ من قصب لا صخب فیہ و لا نصب یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلعم کی حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ خدیجہ آپ کے پاس کھانا اور پانی لیکر آتی ہین تو اب جب وہ آئین تو آپ اونسی اللہ تعالی کی طرف سے نیز میری طرف سے سلام کہیے اور اون کو بشارت دیجیے ایک مکان کی جنت مین قصب کے کہ نہ اوس مین غل و شور ہوگا نہ کسی قسم کا تعب چنانچہ حضرت نے فرمایا کہ اے خدیجہ جبرئیل امین تیرے رب کا سلام تجھکو کہتے ہین حضرت خدیجہؓ نے کہا کہ ان اللہ ھو السلام و منہ السلام و علی جبرئیل السلام و علیک یا رسول السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ و علی من سمع السلام الا الشیطان علامہ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین کہ علما کہتے ہین کہ یہ قصہ دلیل ہے حضرت خدیجہؓ کے کمال فقیہہ ہونے پر کہ اونھون نے و علیہ السلام نہین کہا جیسا کہ اور صحابہ تشہد مین کہا کرتے تھے السلام علی اللہ اور آنحضرت صلعم نے اوس سے اون کو منع فرمایا اور یہ فرمایا کہ اللہ تعالی کا نام ہی سلام ہے اس کے بدلے مین کہو التحیات للہ یعنی حضرت خدیجہؓ نے بوجہ اپنے فقیہہ ہونے کے اس امر کو خیال کیا کہ اللہ پر رد سلام نہین کرنا چاہیے جیسا کہ مخلوق پر کیا جاتا ہے کیونکہ سلام بھی اوس کا نام ہے اور نیز اس سے دعاے سلامتی دینا معلوم ہوتی ہے اور یہ دونون اللہ تعالی کے لیے شایان نہین بلکہ اوس کے لیے ثنا شایان ہے لہذا آپ نے ھو السلام کہا پھر مغایرت بھی ظاہر کر دی کہ اللہ تعالی کے لیے کون امر مناسب ہے اور اوس کے غیر کے لیے کون امر و کہا و علی جبرئیل السلام پھر کہا و علیک السلام اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح سے رد سلام اوس پر ضروری

سلہ بے شک اللہ سلام ہے اور اوسی سے سلامتی ہے جبرئیل پر سلام اور آپ پر سلام اے خدا کے رسول اور اللہ کی رحمت اور برکتین اور ہر اوس شخص پر سلام کہ جو سنے سوائے شیطان کے ۱۲ منہ

ہے جس نے کہا ہو ویسے ہی اوس پر بھی جس نے پہونچایا ہو اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے
کہ حضرت جبرئیل وقت جواب موجود تھے اس لیے اون پر رد سلام کیا اور آنحضرت صلعم پر
دو بار ایک بار بوجہ تخصیص اور ایک بار بوجہ تعمیم کے اور شیطان کو سامعین سے خارج کر دیا
کیونکہ وہ مستحق دعا نہ تھا حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی ترجمۂ مشکوٰۃ شریف کی فصل اول
باب مناقب ازواج النبی صلعم مطبوعہ کلکتہ کے صفحہ ۴۸۴ و ۴۸۵ مین اسی حدیث کے تحت
مین لکھتے ہین کہ حضرت خدیجہؓ مکہ سے غار حرا مین آتی تھین جہان آنحضرت صلعم مشغول بہ عباد
ہوتے تھے اور چند دنون کا کھانا اپنے ساتھ لے جاتے تھے اتفاقاً ایک روز حضرت خدیجہ
وہ کھانا لے گئین تو یہ بشارت پائی بعضے شراح کا یہی قول ہے اور مشہور یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کا
مشغول بہ عبادت ہونا نزول حضرت جبرئیل سے قبل تھا اور ظاہر العبد نزول کے بھی کسی وقت مین
غار حرا مین آنحضرتؐ ہونگے اور حضرت خدیجہؓ کھانا آپ کے واسطے لے گئی ہون گی یا یہ کھانا لے جانا
کسی اور وقت ہوگا واللہ اعلم اور قصب کی تفسیر مین لکھتے ہین کہ بہشت مین گنبد ہین مروارید کے اور
قصب اوس کے جواہرات لسے ہے جو لانبا و مجوف ہوتا ہے اور دیگر حدیثون مین صراحتاً ذکر لؤلؤ
و دُر کا بھی آیا ہے نہ اوس گھر مین شور ہے نہ رنج و تعب صخب بفتحتین معنی بانگ و فریاد اور نصب
بفتحتین بمعنی رنج و رنج دیدن یعنی وہ گھر ایسا ہے جس مین کوئی زحمت و تکلیف نہین بخلاف دنیا
کے گھرون کے جو بلا محنت و مشقت اور غل و شور کے بنتی ہی نہین ہین اور یہ بشارت حضرت خدیجہؓ
کو سب سے پہلے اسلام لانے کی جزا مین ملی ہے کیونکہ آپ برضا و رغبت بلا شہرت و تعب و منازعت
ایمان لائین انتہیٰ امام محی الدین نووی اپنی کتاب تہذیب الاسماء واللغات مین لکھتے ہین کہ بروایت
بخاری و مسلم حضرت صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آپ فرماتی تھین کہ مجھکو آنحضرت صلعم کی بی بیون
مین کسی پر رشک نہین ہوا سوا ے حضرت خدیجہؓ کے حالانکہ مین نے اون کو دیکھا نہین تھا مگر

حضرتؐ اون کو یاد بہت کرتے تھے اور جب باری ذبح کرتے تو اوس کے گوشت کے حصے اون کی جان پہچان والی عورتون کو بھیجتے تین اکثر آپ سے عرض کرتی کہ کیا دنیا مین کوئی عورت خدیجہؓ کے صفات سے متصف نہ تھی تو آپ فرماتے کہ وہ ایسی اور ایسی تھین ابہام اور مبالغہ کے طور پر نیز اس طرف اشارہ کرتے کہ اون کے اوصاف حد و اندازہ سے زائد ہین اور فرماتے ہین کہ میری اولاد اونھین سے ہوئی اور واقعی کون اولاد فاضل تر و کامل تر ہو سکتی ہے حضرت فاطمہ والدہ حسنین سلام اللہ علیہم اجمعین سے اس سے تعریض ہے اس امر پر کہ حضرت عایشہؓ سے کوئی اولاد نہین ہوئی اور بھی یہ کہ عورتون کے فوائد اور اخص و اعز صفات سے اولاد ہونا ہے صحیح بخاری شریف مین حضرت صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم ان کا ذکر اکثر فرمایا کرتے تھے اور مسند ابی یعلی موصلی مین باسناد حسن حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جنت کی بزرگ عورتین سے خدیجہؓ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اور مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون ہین حضرت خدیجہؓ آنحضرت صلعم کے پاس چوبیس برس اور چند مہینے رہین اور ایک قول یہ ہے کہ چوبیس برس پانچ مہینہ آٹھ روز رہین اور بعضون کے نزدیک پندرہ برس قبل وحی کے آپ ہین اور باقی بعد اوس کے انتہی۔ غرضکہ مدۃ العمر یہ آنحضرت صلعم کی رضا جوئی اور اطاعت مین مصروف رہین اور جو فرائض منصبی تھے وہ بہت خوش اسلوبی سے انجام دیتی رہین۔ اصابہ مین ہے کہ منجملہ ان کی اطاعتون کے جو قبل بعثت نبوی صلعم واقع ہوئین ایک یہ بھی ہے کہ انھون نے آنحضرت صلعم کا میلان خاطر حضرت زید بن حارثہ کی جانب پایا اور وہ ان کی ملک مین آچکے تھے آپ نے فوراً اون کو خدمت نبوی صلعم مین پیش کر دیا بلکہ ہبہ کر دیا۔ اسی وجہ سے بعضون کا قول ہے کہ مردون مین سب سے قبل حضرت زیدؓ مسلمان ہوے بعد اون کے اور لوگ واللہ اعلم ان کی وفات ماہ رمضان سنہ ۱۰ مین نبوت سے قبل ہجرت کے ہوئی اور عمر وقت وفات کے بر قول مورخین پینسٹھ برس

کی تھی - آنحضرت صلعم ان کی قبر مین اوترے اور دعا فرمائی کیونکہ اوس وقت تک نماز جنازہ
فرض نہین ہوئی تھی اور مقبرہ حجون مین دفن ہوئین یہ واقعہ ابوطالب کی وفات کے تین دن
بعد ہوا نقل ہے کہ جب یہ بیمار ہوئین اور سکرات کا وقت ہوا تو آنحضرت صلعم ان کے سرہانے
تشریف لاکر بیٹھے اور فرمایا کہ تمہارا کرب و اضطراب مجھکو مکروہ معلوم ہوتا ہے اور مفارقت بہت مشکل
نظر آتی ہے - مین تم کو بشارت دیتا ہون کہ تم بہشت مین بھی میرے نکاح مین ہوگی اور مریم مادر عیسی
علیہ السلام و کلثم خواہر موسی علیہ السلام و آسیہ زوجہ فرعون بھی میرے نکاح مین ہون گی حضرت
خدیجہؓ بولین کہ آپ کو مبارک ہو اور انتقال کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ - بعض خصائص آپ کے
اس جگہ قابل ذکر ہین - اول یہ کہ جب تک زندہ رہین آنحضرت صلعم نے دوسری عورت سے نکاح
نہین کیا دوسرے یہ کہ آنحضرت ان کے پاس کنوارے پہونچے یعنی صحبت عورت سے آشنا نہ تھے تیسرے
یہ کہ آنحضرت صلعم نے ان کو افضل نساء امت فرمایا جس طرح حضرت عائشہ صدیقہ کو فرمایا
اسی سبب سے علما کو اختلاف ہے بعض خدیجہؓ کو افضل کہتے ہین اور بعضے عائشہؓ کو اور بعضے
متوقف ہین بہجۃ المحافل مین ہے کہ اہل تحقیق کے نزدیک حضرت خدیجہؓ افضل ہین اور حضرت
فاطمہ بضعۃ الرسول سب سے افضل ہین چوتھے حضرت جبریل علیہ السلام نے سلام رب العالمین
بواسطہ حضرت سید المرسلین حضرت خدیجہؓ کو پہونچایا پانچوین جب تک آپ زندہ رہین آنحضرت صلعم
کو آزردہ نہین کیا چھٹے سب اولاد آنحضرت کی انھین سے ہوئی سوائے حضرت ابراہیم کے کہ وہ
ماریہ قبطیہ سے ہوے - ان کی ایک بہن ہالہ تھین وہ بھی اسلام لائین اور ان کی وفات کے بعد
تک زندہ رہین صحیح بخاری مین ہے کہ ایک بار حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد ان کی بہن ہالہ آنحضرت
صلعم سے ملنے آئین اور اندر آنے کی اجازت چاہی اون کی آواز حضرت خدیجہؓ کی آواز سے ملتی تھی
آنحضرت صلعم کے کانون مین جب اُن کی آواز پڑی تو حضرت خدیجہ یاد آگئین اور آپ جھجھک اوٹھے

اور فرمایا کہ ہالہ مین حضرت عائشہ بھی بیٹھی ہوئی تھین اون کو نہایت رشک ہوا اور کہنے لگین
کہ آپ کیا ایک بوڑھی عورت کو یاد کیا کرتے ہین جو مرچکین اللہ تعالیٰ نے آپ کو اون سے
اچھی بی بیان دین آنحضرت صلعم نے اوس کے جواب مین فرمایا کہ ہرگز نہین جب لوگون نے
میری تکذیب کی تو اونھون نے تصدیق کی جب لوگ کافر تھے تو وہ اسلام لائین جب میرا کوئی
مددگار نہ تھا تو اونھون نے میری مدد کی انتہیٰ **فائدہ** مریم بنت عمران الصدیقہ والدہ حضرت
عیسی علیہ السلام۔ حافظ ابوالقاسم ابن عساکر تاریخ دمشق مین لکھتے ہین کہ ربوہ مین تھین۔ اور
بعضے کہتے ہین کہ ان کا مزار شیرب مین ہے مگر یہ صحیح نہین اور اون کا نسب ذکر کیا ہے کہ وہ حضرت
سلیمان ابن داؤد علیہما السلام کی اولاد سے تھین ان مین اور اون مین چوبیس پشتین درمیان
مین ہین بعد اوس کے مفسرین کے اقوال لکھے ہین اس قول حق تعالےٰ مین کہ واٰوینا ھما الیٰ ربوۃ
ذات قرار و معین یعنی جگہ دی ہم نے اون دونون کو زمین بلند کی طرف جو رہنے کی جگہ ہے
اور وہان پانی بھی ہے حضرت عیسےٰ علیہ السلام جب پیدا ہوے اوس وقت کے بادشاہ نے
نجومیون سے سنا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہوا اوس وقت سے وہ دشمن ہوگیا اور ان کی تلاش
مین پڑا ان کو بشارت ہوئی کہ اس ملک سے نکل جاؤ یہ نکل کر تا ملک مصر مین گئین ایک گانون کے
زمیندار نے ان کو اپنی بیٹی بنایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب جوان ہوے تو اوس جگہ کا بادشاہ
مرچکا تھا تب آپ اپنے وطن مین واپس آئے جو ایک گاؤن تھا ٹیلے پر اور وہان کا پانی اچھا تھا
تفسیر جلالین مین ہے کہ ربوہ اونچی جگہ کو کہتے ہین اور وہ بیت المقدس ہے یا دمشق یا فلسطین۔ اور
ان کی مان کا نام حنّہ (ح) کے زبر اور نون کی تشدید سے مجاہد کہتے ہین کہ جب ان سے کہا گیا کہ
اے مریم فرمان برداری کر اپنے رب کی تو اوس وقت سے حضرت مریم کھڑی ہوکر اس قدر عبادت
کرتی تھین کہ اون کے دونون پیر ورم کرجاتے تھے اور ایک روایت مین ہے کہ نماز پڑھتی تھین

تھین کہ ان کے پیر ورم کر جاتے تھے حافظ کہتے ہین کہ مجھے یہ خبر پہونچی کہ حضرت مریم بعد اوٹھ جانے حضرت عیسیٰ کے پانچ برس زندہ رہین اور اون کی عمر ترپن برس کی ہوئی ابوامامہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ عز وجل جنت مین میری بی بی بناویگا مریم بنت عمران اور کلثم خواہر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آسیہ زوجہ فرعون کو تو مین نے عرض کیا کہ آپ کو مبارک ہو یا رسول اللہ اور صحیح مین ہے کہ جو لڑکا پیدا ہوتا ہے اوس کو شیطان ضرور چھوتا ہے سوا حضرت عیسیٰ اور اون کی ماں کے کہ اون کو شیطان نے نہین چھوا اور حدیث صحیح مین ہے کہ خیر نسائہا مریم کذا فی تہذیب الاسماء و اللغات للامام النووی الشافعی۔

حال ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبد وُد بن نصر بن مالک بن حنبل بن عامر بن لوی بن غالب قرشیہ عامریہ بعضے کہتے ہین ان کی کنیت ام الاسود تھی اور آنحضرت سے پہلے یہ اپنے چچا کے بیٹے سکران بن عمر سہیل بن عمر کے بھائی کے تحت مین تھین سکران بن عمر رضی اللہ عنہ مسلمان تھے اور مہاجرین حبشہ سے تھے یہ دونون میان بی بی مکہ مین آئے اور مکہ مین سکران نے بحالت اسلام انتقال کیا ایک بیٹے عبد الرحمن نام چھوڑ کر جو جنگ جلولار مین مارے گئے یہی قول ابن اسحق وغیرہ کا ہے ابن قتیبہ کہتے ہین کہ یہ مرے اور کوئی عقب نہین چھوڑا ابن سعد کہتے ہین کہ سودہؓ مکہ مین بہت پہلے مسلمان ہوئین اور بیعت کی اور اون کے زوج سکران ابن عمر بھی مسلمان ہوئے اور دونون دوبارہ پھر حبشہ ہجرت کر گئے۔ حضرت سودہ کی ماں کا نام شموس بنت قیس بن عمر بن عبد شمس تھا علامہ شیخ محمد ابن عبد الباقی زرقانی مالکی جلد سوم شرح مواہب لدنیہ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۸۲ مین لکھتے ہین کہ امام احمد نے بسند جید اور طبرانی نے بروایت

ثقات حضرت عائشہؓ سے روایت کی اور ابن سعد اور بیہقی نے باسناد حسن ساتھ ابی سلمہ بن عبد الرحمن بن حاطب سے کہ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد آنحضرت صلعم نہایت غمگین و پریشان رہتے تھے۔ ایک بار خولہ بنت حکیم زوجہ حضرت عثمان بن مظعون نے آکر عرض کیا کہ آپ نکاح کیون نہین کرتے حضرتؐ نے فرمایا کہ کس کے ساتھ اونھون نے کہا کہ اگر ناکتخدا کے ساتھ نکاح کرنا منظور ہو تو عائشہ بنت صدیق اکبر موجود ہین اور جو بیوہ کے ساتھ کرنا منظور ہو تو سودہ بنت زمعہ موجود ہین جو آپ پر ایمان لاچکین حضرتؐ نے فرمایا کہ دونون جگہہ پیغام دو چنانچہ خولہ اولاً حضرت سودہ کے پاس گئین اور پیغام دیا اونھون نے قبول کیا مگر یہ کہا کہ میرے باپ سے ذکر کرو اور وہ بہت بڈھے تھے خولہ اون کے پاس گئین اور بطریق جاہلیت سلام کیا یعنی انعم صباحا (یعنی صبح بخیر) پھر نکاح کا پیغام سنایا اونھون نے کہا کہ ہان محمد شریف کفو ہین لیکن سودہ سے دریافت کرلو خولہ نے کہا کہ اونھون نے منظور کیا ہے تب اون کے باپ نے کہا کہ بہتر ہے جب سب مراتب طے ہوگئے تو آنحضرت صلعم خود تشریف لیگئے اور حضرت سودہ کے والد نے نکاح پڑھایا اور چارسو درہم مہر قرار پایا بعد نکاح کے حضرت سودہؓ کے بھائی عبداللہ ابن زمعہ جو اوس وقت کافر تھے آئے اون کو یہ حال معلوم ہوا تو اونھون نے سر پر خاک ڈالی اور رنجیدہ ہوے پھر جب وہ مسلمان ہوے تو اپنی حرکت پر نہایت افسوس کرتے تھے آنحضرت صلعم نے رمضان سنہ ۱۰ نبوی مین بعد وفات حضرت خدیجہؓ اور قبل تزویج حضرت عائشہ ان سے نکاح کیا اور دخول کیا مکہ معظمہ مین پھر ان کو اپنے ساتھ مدینہ شریف لے گئے اور علاوہ ابن سعد کے ابن اسحق اور قتادہ اور ابی عبیدہ اور ابن قتیبہ وغیرہم کا قول ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت عائشہؓ سے قبل ان سے نکاح کیا اور ابن اثیر کا قول ہے کہ حضرت سودہؓ اول اون بیبیون کی تھین جن سے آنحضرتؐ نے بعد حضرت خدیجہؓ کے نکاح کیا اور یہی قول ہے عقیل کا زہری سے اور عبداللہ بن محمد بن عقیل کہتے ہین کہ ان سے نکاح کیا آنحضرتؐ نے بعد حضرت عائشہؓ کے اور یہی یونس نے

زہری سے نقل کیا جمع بین القولین اس طرح پر ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے عقد کیا حضرت عائشہ سے قبل حضرت سودہؓ کے اور گھر مین لائے حضرت سودہؓ کو قبل گھر مین لانے حضرت عائشہؓ کے کیونکہ تزویج کا لفظ دونون معنون عقد و دخول پر بولا جاتا ہے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ کے صفحہ ۵۵۰ مین لکھتے ہین کہ جب حضرت سودہ حبشہ سے مکہ مین آئین تو خواب دیکھا کہ آنحضرت صلعم اون کے پاس تشریف لائے اور پاے مبارک اون کی گردن پر رکھے جب بیدار ہوئین تو یہ خواب اپنے شوہر سے بیان کیا اوس نے جواب دیا کہ اگر یہ خواب تیرا سچ ہے تو عنقریب مین مرجاؤن گا اور پیغمبر صلعم تیری خواہش کرین گے پھر دوبارہ خواب مین دیکھا کہ مین تکیہ لگائے بیٹھی ہون اور ماہتاب آسمان سے آکر مجھپر گرا اس واقعہ کو بھی اپنے شوہر سے بیان کیا اوس نے پھر جواب دیا کہ اگر یہ خواب تیرا سچ ہے تو مین عنقریب مرجاؤن گا اور پیغمبر صلعم تیری خواہش کرین گے اوسی روز وہ بیمار ہوے اور بعد چند روز کے انکا انتقال ہو گیا اور یہ بیوہ ہو گئین تب آنحضرت صلعم نے سنہ ۱۰ نبوی مین بعد وفات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ان کے ساتھ نکاح کیا اور مہر چار سو درہم مقرر کیا اور ہجرت کی مدینہ منورہ کی طرف چونکہ ان کی عمر زیادہ تھی اس وجہ سے سنہ ۸ ہجری مین ان کو طلاق دی قول صحیح یہ ہے کہ ارادہ طلاق دینے کا کیا تھا کہ ایک رات کو جب آنحضرت صلعم حضرت عائشہ کے یہان تشریف لیجانے لگے تو یہ سر راہ آکر بیٹھ گئین اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین آپ سے کوئی طمع نہین رکھتی اور نہ مرد کی خواہش رکھتی مگر یہ چاہتی ہون کہ قیامت کے روز آپ کی ازواج مین اوٹھائی جاؤن اور مین اپنا یوم نوبت عائشہ کو دیتی ہون تب آنحضرت صلعم اپنے ارادے سے باز رہے اور طلاق نہین دی یا رجعت فرمائی باختلاف قولین حضرت ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے حجۃ الوداع مین اپنی بی بیون سے فرمایا کہ یہ حجۃ الاسلام تھا جو سر سے ساقط ہوا اب اس کے بعد مصلے کو غنیمت جانو اور گھر سے باہر نہ نکلو تو

جانماز ۱۲

اور بی بیان آنحضرتؐ کی آپ کے بعد حج کرنے جاتی تھین بجز حضرت سودہؓ اور زینبؓ بنت جحش کے کہ یہ دونون نہین گئین اور کہنے لگین کہ ہم بعد آنحضرت صلعم کے سواری پر سوار نہ ہون گے موافق وصیت آنحضرت صلعم کے انتہی۔ یہ بڑی سخیہ اور فیاضہ بی بی تھین ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس ایک تھیلی بھیجی لانے والے سے انھون نے دریافت کیا کہ اس مین کیا ہے اوس نے کہا درہم ہین تو لین کھجور کی طرح تھیلی مین درہم رکھے جاتے ہین یہ کہکر اوسی وقت سب تقسیم کر دیے اطاعت و فرمان برداری مین بھی اور تمام بی بیون سے ممتاز تھین کہتے ہین کہ یہ دراز قد اور لحیم و شحیم تھین اور اسی وجہ سے تیز چل پھر نہین سکتی تھین حجۃ الوداع مین جب آنحضرت صلعم کے مزدلفہ سے چلنے کا وقت قریب آیا تو انھون نے آنحضرتؐ سے اسی بنا پر سب سے پہلے چلنے کی اجازت چاہی کہ مجمع مین چلنے سے تکلیف ہوگی آیت حجاب کبھی انھین کی وجہ سے نازل ہوئی جیسا کہ بخاری شریف مین ایک حدیث ہے کہ ایک بار یہ موافق معمول اہل عرب رات کے وقت قضاے حاجت کے لیے مکان سے باہر جنگل جانے لگین چونکہ آپ کا قد نمایان تھا حضرت عمرؓ نے پہچان لیا اور کہا کہ سودہ ہم نے تم کو پہچان لیا اسی واقعہ کے بعد آیۂ حجاب نازل ہوئی اور دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ آپ کے حضور مین ہر قسم کے لوگ آتے ہین اگر آپ پردہ کرنے کا حکم عورتون کو دیتے تو زیادہ اچھا ہوتا علامۂ ابن جریر اپنی تفسیر مین مجاہد سے روایت کرتے ہین کہ ایک بار آنحضرت صلعم صحابہ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے حضرت عائشہؓ بھی شریک تھین ایک آدمی کا ہاتھ آپ کے ہاتھ سے چھو گیا آنحضرتؐ کو یہ سخت ناگوار گذرا اوس پر آیت حجاب اوتری بعضے کہتے ہین کہ حضرت زینبؓ کی دعوت ولیمہ مین آیت حجاب اوتری واللہ اعلم علامۂ ابن حجر نے جلد اول فتح الباری مین ان روایتون مین یون تطبیق دی ہے کہ آیت حجاب کے نزول کے اسباب متعدد تھے جن مین آخری سبب حضرت زینبؓ کا واقعہ تھا

اور وہی آیت کا شان نزول ہے جیسا کہ خود آیت مین واقعہ کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے اُن کی
مرویہ حدیثین کتب مسند اولہ مین پانچ ہین منجملہ اون کے ایک بخاری شریف مین ہے۔ اور باقی سنن
اربعہ مین ان کا انتقال ماہ شوال ۵۴ھ زمان امارت امیر معاویہ مین ہوا کذا فی المواہب اور ایک
قول یہ ہے کہ وفات ان کی آخر زمانہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین ہوئی مدارج النبوۃ مین ہے
کہ حضرت عمر نے کہا کہ ان کا جنازہ رات مین اوٹھانا چاہیے تو اسماء بنت عمیس بولین کہ مین نے حبشہ
مین دیکھا ہے کہ عورتون کے لیے نعش بناتے ہین چنانچہ انھون نے بنائی اور ان کو اوس نعش پر رکھا
اور سب سے پہلے انھین کے لیے نعش بنائی گئی جب حضرت عمرؓ نے نعش کو دیکھا تو اسماء بنت عمیس
کو دعا دی کہ سترتیھا سترک اللہ اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ نعش زینب بنت جحش کے لیے
"تو نے اسکو ڈھانپا اللہ تجھکو ڈھانپے"
بنائی گئی اور تحقیق یہ ہے کہ اسماء بنت عمیس نے نعش اولاً حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے بنائی
کیونکہ وفات حضرت زہراؓ ان سے مقدم ہے انتہی اور جنت البقیع مین دفن ہوئین ابن اسحاق
کہتے ہین کہ اول ازواج مطہرات حضرت خدیجہ ہین پھر سودہ پھر عائشہ پھر حفصہ پھر زینب بنت
خزیمہ ام المساکین پھر ام حبیبہ پھر ام سلمہ پھر زینب بنت جحش پھر جویریہ پھر صفیہ پھر میمونہ رضی اللہ عنہن
کذا فی تہذیب الاسماء واللغات للامام النووی الشافعی

حال حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

یہ صدیقہ قرشیہ صاحبزادی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تھین امام نووی کتاب تہذیب الاسماء
واللغات مین لکھتے ہین کہ ان کی والدہ ام رومان تھین رومان بضم را و سکون واو مشہور یہی ہے
اور ابن عبد البر نے استیعاب مین لکھا کہ بعضے کہتے ہین کہ رومان بفتح را و ضم را دونون طرح سے ہے
بنت عامر بن عویمر بن عبد الشمس تھی والدہ ہین حضرت صدیقہؓ اور حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرؓ کی

ان کی وفات ماہ ذی حجہ سنہ ۶ ہجری مین ہوئی۔ یہ واقدی اور زبیر کا قول ہے اور بعضے
کہتے ہین سنہ ۴ یا سنہ ۵ مین ہوئی۔ ابن اثیر کا قول ہے کہ جس کو گمان ہے کہ ان کی وفات
سنہ ۴ یا سنہ ۵ مین ہوئی یہ اوس کا وہم ہے کیونکہ یہ بات صحیح ہے کہ یہ قضیۂ افک مین زندہ
تھین اور قضیۂ افک شعبان سنہ ۶ مین واقع ہوا آنحضرت صلعم ان کی قبر مین اوترے اور ان کے
لیے دعاے مغفرت کی اور یہ اسلام لائین قبل ہجرت کے تاریخ الخمیس کی جلد دوم مطبوعۂ مصر کے
صفحہ ۲۸ مین ہے کہ ام رومان بضم را و فتحہ میم بنت عامر بن عویمر قبیلۂ کنانہ سے یہ قدیمۃ الاسلام تھین
اولاً عبد اللہ بن سخبرہ کے تحت مین تھین اون سے ایک لڑکا پیدا ہوا طفیل جو حضرت عائشہؓ
کا اخیافی بھائی تھا کذا فی اسد الغابہ۔ پھر جب عبد اللہ مرے تو ان سے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے
نکاح کیا اور اون سے عبد الرحمن اور حضرت عائشہ پیدا ہوے جب ان کا انتقال ہوا تو آنحضرت صلعم
ان کی قبر مین اوترے اور فرمایا کہ جس کو حور عین دیکھنا منظور ہو تو ان کو دیکھے ان کی وفات کا آنحضرتؐ
کے زمانے مین ہونا محمد بن سعد اور ابراہیم حربی کا قول ہے اور اور لوگون کا قول ہے کہ یہ بعد
حضرت صلعم کے زمانۂ دراز تک زندہ رہین کذا فی الصفوہ انتہی۔ حضرت عائشہؓ کی کنیت ام عبد اللہ تھی
آنحضرت صلعم نے یہ کنیت ان کے بھانجے عبد اللہ ابن زبیر کے نام سے رکھی ابو بکر بن ابی خیثمہ اپنی
تاریخ مین ابن اسحاق سے نقل کرتے ہین کہ حضرت صدیقہ مسلمان ہوئین بچپن مین بعد اٹھارہ
آدمیون کے مسلمان ہو چکنے کے اور حضرتؐ نے ان سے نکاح کیا مکہ مین ہجرت سے دو برس پہلے
یہ ابی عبیدہ کا قول ہے اور اون کے علاوہ لوگون کا قول ہے کہ تین برس پہلے اور بعض ڈیڑھ برس
پہلے کہتے ہین اور آپ اوس وقت چھ برس کی تھین اور گھر مین لائے آنحضرتؐ ان کو ہجرت کے
بعد مدینہ مین غزوۂ بدر سے واپس ہو کر ماہ شوال سنہ ۲ ہجری مین اور اوس وقت آپ کی عمر نو برس
کی تھی اور بعض کہتے ہین کہ ان کا آنحضرت صلعم کے یہان آنا ہجرت کے سات مہینے بعد ہے۔ مگر یہ

قول ضعیف ہے اور اوس کے ضعف کو مین نے واضح کر دیا ہے اوائل شرح صحیح بخاری مین۔ اور مشہور آپ کے نام مین اکثرون کے نزدیک عائشہ الف کے ساتھ ہے اور عمر زاہد نے آخر شرح فصیح مین بروایت ثعلب اور آونھون نے ابن الاعرابی سے نقل کر کے لکھا ہے کہ فصیح تر لغتون کا عائشہ ہے اور بعضے عیشہ کہتے ہین یہ لغت فصیحہ ابو عمر کہتے ہین کہ عائشہ ماخوذ ہے عیش سے مین کہتا ہون کہ یہ لغت بھی حکایت کی ہے علی ابن حمزہ نے علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی جلد سوم شرح مواہب لدنیہ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۷۹ مین لکھتے ہین کہ ابو موسی اشعری کہتے تھے کہ جو امر اصحاب رسول اللہ صلعم پر مشکل ہوتا تھا یا حدیث وغیرہ تو وہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کرتے تھے۔ اور آپ اوس کو حل کر دیتی تھین یہ معلوم نہین ہوتا تھا کہ آپ کو اس امر کے متعلق علم نہین ہے۔ اور عروہ کہتے تھے کہ مین نے کسی کو عالم تر کلام اللہ اور فرائض اور امور حلال و حرام و فقہ و شعر و طب و قصص اہل عرب و علم انساب مین حضرت صدیقہ سے نہین پایا مسروق کہا کرتے تھے کہ مین نے اکابر صحابہ کو اور ایک روایت مین ہے کہ سن رسیدہ لوگون کو اصحاب رسول اللہ صلعم سے دیکھا کہ وہ مسائل فرائض کے حضرت صدیقہ سے دریافت کرتے تھے۔ اور طبرانی نے بذریعہ رُوات صحیح موسی بن طلحہ سے روایت کیا کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے کسی کو فصیح تر حضرت عائشہ سے نہین پایا اور امام احمد نے کتاب الزہد مین اور حاکم نے احنف بن قیس سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے حضرات خلفاے راشدین ابی بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان ذی النورین و علی مرتضی رضی اللہ عنہم کے خطبے سنے اور اون کے بعد کے لوگون کے بھی لیکن کسی کی زبان سے اس قدر بہتر اور عمدہ نہین سنا جیسا کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زبان سے سنا۔ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح مین اشعار کہے اوس کے دو شعر بیان پر لکھے جاتے ہین۔ ان سے آپ کے فصیحہ و بلیغہ و محبوبہ آنحضرت صلعم ہونے کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ وہ یہ ہین ؎

(حاشیہ: یعنی امام نووی نے ۱۲ — جمع راوی)

فلو سمعوا فی مصر اوصاف خدہٖ	لما بذلوا فی سوم یوسف من نقد
لوامی زلیخا لو راین جبینہ	لآثرن بالقطع القلوب علی الایدی

آپ کی قابلیت و ذہانت وقوت اجتہاد واقعی خداداد تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانے مین آپ برابر فتوی دیتی تھین اونکا جیسا بر دقیق اعتراضات کرتین جن کو علامہ سیوطی نے ایک خاص رسالے مین جمع کر دیا ہے اور خوش تقریر ایسی تھین کہ آپ کی شاگردون کا بیان ہے کہ ہم نے آپ کے زمانے مین آپ سے بڑھکر کسی کو خوش تقریر نہین پایا۔ شعراے عرب کے بڑے بڑے قصیدے آپ کو زبانی یاد تھے شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین لکھتے ہین کہ آپ سے ایک جماعت کثیرہ نے صحابہ و تابعین سے روایت کی۔ اور آپ کے اعظم فضائل و مناقب سے یہ ہے کہ آپ محبوبہ آنحضرت صلعم تھین حضرت انس سے مروی ہے کہ پہلی دوستی جو اسلام مین پیدا ہوئی وہ آنحضرت کی دوستی تھی حضرت عائشہ کے ساتھ اور یہ بات صحیح ہے کہ آنحضرت سے لوگون نے پوچھا کہ آپ کے نزدیک دوست ترین لوگون مین کون ہے آپ نے فرمایا عائشہ تب لوگون نے پوچھا کہ اور مردون مین فرمایا اون کے باپ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ عورتون مین کون شخص محبوب تر تھا آنحضرت صلعم کو حضرت صدیقہؓ نے کہا فاطمہؓ۔ پھر پوچھا گیا کہ مردون مین کون محبوب تھا فرمایا اون کے شوہر وجہ تطبیق ان دونون بیانون مین یہ ہے کہ تمام ازواج مطہرات مین محبوب تر حضرت صدیقہ تھین۔ و اولاد مین حضرت زہرا۔ اور اہل بیت مین حضرت علیؓ اور صحابہ مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہم وجہین اور حیثیتین مختلف ہین حضرت صدیقہؓ سے منقول ہے کہ ایک روز آنحضرت صلعم اپنے نعلین مبارک مین پیوند لگاتے تھے اور مین چرخہ کات رہی تھی اوسی حالت مین آنحضرت کے روی مبارک

[1] اگر مصر مین لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رخسارے کے اوصاف سنتے تو کبھی حضرت یوسف علیہ السلام کے نرخ مین نقد خرچ کرتے۔ ملامت کرنے والیان زلیخا کی اگر اوس پیشانی کو دیکھ لیتین تو اپنے قلوب کاٹنے کو ہاتھ کاٹنے پر بہتر سمجھتین ۱۲ منہ

کی طرف میری نظر پڑی تو معلوم ہوا کہ عرق آپ کی جبین مبارک سے ٹپک رہا ہے اور اوس عرق سے انوار نمایان ہین مین حیران رہ گئی آنحضرتؐ نے میری طرف دیکھکر فرمایا کہ کیون حیران ہو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے بشرۂ نورانی اور پسینے مین ڈوبی ہوئی پیشانی دیکھکر آپ اوٹھے اور میرے پاس آکر میری دونون آنکھون کے درمیان مین بوسہ دیا اور فرمایا کہ اے عائشہ تجھکو اللہ بہتر جزا دے اس وقت تو نے اپنے سے زائد مجھکو مسرور کیا یعنی میرا ذوق و سرور تجھ سے تیرے ذوق و سرور سے زائد ہے جو تجھکو مجھ سے ہوتا ہے یہ فعل آپ کا انصاف و آفرین کرنے کے طور سے تھا حضرت عائشہؓ پر کہ اونھون نے بہ نظر محبت آپ کے جمال مبارک کو دیکھا مصرع ناز م بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است + اے خنک چشمی کہ آن حیران دوست + وی ہمایون دل کہ آن بریان اوست انتہی بقدر الضرورۃ شیخ نور الحق محدث دہلوی تیسیر القاری شرح صحیح بخاری کے چودھوین پارہ کے صفحہ ۷۰۸ باب مناقب عائشہ مین لکھتے ہین کہ آنحضرتؐ نے ان کے بارے مین فرمایا کہ لیتم اپنے نصف دین کو اس سرخ خوبرو سے اور بعض کہتے ہین کہ چوتھائی احکام شرعیہ ان سے منقول ہین عطا ابن رباح کہ کبرائے تابعین سے ہین کہتے ہین کہ حضرت صدیقہ فقیہ ترین و داناترین نیکوترین لوگون کی تھین اپنی رائے و اجتہاد کی وجہ سے عروہ ابن زبیر کہتے ہین کہ مین نے کسی کو عالم تر فقہ و طب و شعر مین حضرت عائشہؓ سے زائد نہین دیکھا زہری کہتے ہین کہ اگر ان کا علم جمع کیا جائے ازواج مطہرات اور تمام عورتون کے علم کے ساتھ تو انھین کا علم زائد ہوگا۔ اور منجملہ ان کی خصوصیات کے ایک یہ ہے کہ یہ محبوب ترین عورتون کی تھین آنحضرتؐ کے نزدیک انتہیٰ آنحضرت صلعم نے ان سے نکاح کیا مکہ مین ماہ شوال سنہ ۱۰ نبوی مین یعنی ہجرت سے تین برس قبل اوس وقت یہ چھ برس کی تھین آنحضرت صلعم سے قبل یہ جبیر ابن مطعم کے بیٹے سے منسوب تھین بعد وفات حضرت خدیجہ حب خولہ بنت حکیم زوجہ حضرت عثمان ابن مظعونؓ نے آنحضرت صلعم سے نکاح کرنے کے

لیے کہا اور آپ نے رضامندی ظاہر کی تو خولہ نے ام رومان سے آکر کہا اونھون نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بیان کیا تو اونھون نے کہا کہ مین جبیر بن مطعم سے وعدہ کر چکا ہون اور مین نے کبھی وعدہ خلافی نہین کی اور آنحضرت صلعم نے مجھ سے مواخات[1] کی ہے تو یہ نکاح کیسے ٹھیک ہوگا خولہ نے آکر آنحضرتؐ سے سب حال عرض کیا آپ نے فرمایا کہ ابوبکر سے جاکر کہو کہ وہ دینیہ بھائی اور مین اون کا بھائی اسلامی ہون اس سے اون کی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ نادرست نہین ہوسکتا خولہ نے واپس آکر حضرت ابوبکر سے یہ سب بیان کیا تب وہ مطعم کے یہان گئے اور اس امر کے متعلق دریافت کیا اُنھون نے اپنی بی بی ام الفتی سے رائے پوچھی کہ کیا کرنا چاہیے اونھون نے اپنا خیال یہ بیان کیا کہ ہمارا لڑکا ممکن ہے کہ ان کی بیٹی کے آنے سے اسلام کی طرف راغب ہوجائے اون کی یہ رائے سُن کر حضرت ابوبکر صدیق نے خیال کیا کہ غالبًا اوس وعدے کا اثر ان لوگون کے قلوب مین نہین ہے تو اُنھون نے خولہ کے ذریعے سے آنحضرت صلعم کو بلا بھیجا آپ تشریف لے گئے اور عقد ہوگیا چار سو درہم مہر قرار پایا یہ ابن اسحاق کا قول ہے لیکن یہ مخالف ہے اوس روایت کے جو مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی وہ یہ کہ حضرت صدیقہؓ فرماتی تھین کہ ازواج مطہرات کا مہر پانچ سو درہم تھا بہجۃ المحافل مین ہے کہ آپ کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ تھا جو حضرت صدیق اکبرؓ نے آنحضرتؐ کی طرف سے ادا کیا انتہیٰ۔ آنحضرت صلعم کا قیام بعد نکاح کے مکہ مین تین برس رہا اوس کے بعد آپ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اوس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صرف ہمراہ تھے وہان جب آپ کو اطمینان ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق نے عبداللہ ابن اریقط کو مکے بھیجا کہ اون کے اہل وعیال کو لے آئین اور آنحضرت صلعم نے زید بن حارثہ اور ابورافع کو بھیجا کہ وہ حضرت فاطمہؓ وحضرت ام کلثومؓ وحضرت سودہؓ کو لے آئین چنانچہ یہ سب مدینہ طیبہ آگئین یہ لوگ تو جہان آنحضرت صلعم اقامت پذیر تھے وہان ٹھیرے اور حضرت ابوبکر صدیق کے اہل وعیال قبیلہ

[1] مواخات کے معنے کسی کے ساتھ برادری کرنا ۱۲

بنی الحرث بن خزرج مین جاکر مقیم ہوے مدینہ شریف پہونچ کر حضرت صدیقہ کو شدید بخار آگیا ایسا
کہ اوس کی وجہ سے سر کے بال سب گر گئے جب اوس سے افاقہ ہوا اوران کی عمر نو سال کی ہوئی
تب ام رومان کو ان کی رخصتی کا خیال پیدا ہوا۔ آپ فرماتی ہین کہ مین اپنی سہلیون کے ساتھ
جھولا جھولتی تھی کہ میری مان نے مجھکو پکارا مین گئی تو مجھے اس امر کے متعلق کچھ خیال بھی نہ تھا
جب اون کے پاس پہونچی تو اونھون نے میرا منھ دھویا اور بال درست کرکے گھر مین لے گئین وہان
انصار کی عورتین جمع تھین جب مین پہونچی تو اون عورتون نے مجھکو مبارکباد دی یعنی برقاعدۂ
اہل عرب کہا کہ علی الخیر والبرکۃ (یعنی تمھارا آنا باعث خیر و برکت ہو) پھر آنحضرت صلعم تشریف لائے اور مین آپ کے پاس
بھیجی گئی ماہ شوال مین نکاح ہوا تھا اور اوسی مہینے مین زفاف بھی واقع ہوا چونکہ اہل عرب مین
شوال کا مہینہ نکاح کے واسطے اچھا نہین سمجھا جاتا تھا اور قدیم زمانہ مین وہان اسی مہینے مین
طاعون ہوا تھا لہذا اُن لوگون کے خیال کے دفع کرنے کو یہی مہینا قرار دیا گیا کذا فی الزرقانی
شرح المواہب تاریخ الخمیس مطبوعہ مصر جلد اول کے صفحہ ۴۰۳ مین ہے کہ بعضے کہتے ہین کہ زفاف
حضرت صدیقہ سنہ ۲ ہجری مین وقت چاشت روز چارشنبہ کو واقع ہوا حضرت ابی بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے مکان مین جو سنخ مین واقع ہے اور مواہب لدنیہ مین ہے کہ یہ رسم اوس گھر مین
ادا ہوئی جو قریب مسجد تھا اور حضرت سودہؓ وہین تھین تو وہ اوس مکان سے دوسرے مکان مین جو
قریب آل عثمان کے دروازے کے تھا منتقل کر دی گئین بعد اوس کے آنحضرت صلعم ابوایوب
انصاری کے گھر سے اون مکانون مین چلے آئے جو آپ نے خود بنوائے تھے انتہیٰ آنحضرت صلعم
کو آپ سے بہت محبت تھی اسی توجہ سے آنحضرتؐ نے زمانۂ علالت مین تمام بی بیون سے
اجازت لیکر بقیہ ایام حیات آپ ہی کے حجرے مین بسر کیے اور وہین انتقال فرمایا بخاری
شریف مین ہے کہ اکثر صحابہ کا یہ معمول تھا کہ وہ حضرت عائشہؓ کی نوبت مین آنحضرت صلعم کے حضور

مین تحفہ وغیرہ بھیجا کرتے تھے تاکہ حضرت خوش ہون ایک بار ازواج مطہرات نے حضرت
ام سلمہؓ سے کہا کہ تم حضرت سے کہو کہ آپ صحابہ سے فرما دین کہ مین کسی بی بی کے یہان ہون مجکو
اگر تحفہ بھیجنا ہو کرے بھیجد یا کرو عائشہ صدیقہ کی کیا خصوصیت ہے حضرت ام سلمہ نے آنحضرتؐ
سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ مجھکو عائشہؓ کے بارے مین رنج نہ دو بجز عائشہ کے کسی بی بی کے پاس
مجھے وحی نہین آتی حضرت ام سلمہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ مین آپ کو رنج دینے سے توبہ کرتی ہون
پھر بی بیون نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو حضرتؐ کی خدمت مین بھیجا اونھون نے
بھی جب پیغام ادا کیا تو آپ نے فرمایا کیا تم نہین چاہتین اوس کو جس کو مین دوست رکھتا ہون
حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کہ واسطے مین اوس کو ضرور چاہون گی جس کو آپ چاہتے ہین آنحضرت
صلعم نے فرمایا کہ تو عائشہؓ سے محبت رکھو پھر حضرت فاطمہ واپس آئین تب بی بیون نے حضرت
زینب کو جو آنحضرتؐ کی پھوپھی کی بیٹی اور بی بی تھین بھیجا وہ گئین پہلے تو سخت سست
باتین کہین اوس کے بعد عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کی بی بیان عائشہ صدیقہ کے بارہ مین
انصاف چاہتی ہین حضرت صدیقہؓ بھی وہین بیٹھی ہوئی تھین مگر بالکل خاموش کچھ جواب
نہین دیتی تھین اور آنحضرتؐ کی طرف دیکھتی جاتی تھین کہ شاید آپ کچھ جواب دین جب دیکھا
کہ بالکل خاموش ہین ناچار حضرت زینب کو جواب دینا شروع کیے اور اون کو بالکل معقول و ساکت
کر دیا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ عائشہؓ ابوبکر کی بیٹی ہے ایسی ویسی نہین ہے جو رُب کے جواب نہ
دے سکے یعنی جیسے اون کے والد خوش تقریر و عقلمند ہین ویسی ہی یہ بھی دانا و خوش تقریر ہے
انتہی۔ امام محی الدین نووی کتاب تہذیب الاسماء و اللغات مین لکھتے ہین کہ امام ابی محمد بن مسعود
بغوی صاحب تہذیب کہتے تھے کہ حضرت صدیقہؓ بطور فخر کے فرمایا کرتی تھین کہ مجھکو چند چیزین وہ
ملین جو اور کسی کو نہین ملین اول یہ کہ حضرت جبرئیلؑ میری صورت ایک حریر کے ٹکڑے پر کھینچ کر

لائے اور آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ یہ آپ کی بی بی ہین دوسرے یہ کہ آنحضرت صلعم نے کسی
باکرہ عورت سے سوا میرے نکاح نہین کیا تیسرے یہ کہ آنحضرت صلعم کا سر مبارک وقت وفات
میری گود مین تھا چوتھے یہ کہ آپ میرے حجرے مین مدفون ہوئے پانچوین یہ کہ آنحضرت صلعم پر
وحی نازل ہوتی تھی اور مین آپ کے ساتھ ایک لحاف مین ہوتی تھی چھٹے یہ کہ میری برات
آسمان سے نازل ہوئی[بری ہونا ۱۲] ساتوین یہ کہ مین خلیفہ وصدیق رسول اللہ کی بیٹی ہون پاکیزہ پیدا
ہوئی اور مغفرت ورزق کا مجھ سے وعدہ کیا گیا مسروق جب آپ سے حدیث روایت کرتے
تو کہتے حدثتنی الصدیقة بنت الصدیق حبیبة رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
المبرأة من السماء رضی اللہ عنہا انتہیٰ اور ابن سعد کی روایت مین وہ دس چیزین ہین
جن کو آپ بطور فخر فرمایا کرتی تھین اونمین سے کچھ تو بیان ہو مین باقی یہ ہین کہ آنحضرتؐ کے
نکاح مین کوئی ایسی عورت نہین آئی جس کے مان باپ دونون مہاجر ہون دوسرے یہ کہ
مین اور آنحضرتؐ دونون ایک ہی برتن کے پانی سے غسل کرتے تھے اور یہ امر اور بی بیون کو
نہین حاصل تھا تیسرے یہ کہ شب مین جب آنحضرتؐ نوافل پڑھتے تھے تب مین آپ کے روبرو
لیٹی رہتی تھی اور یہ بات اور بی بیون کو نہین حاصل تھی چوتھے یہ کہ آنحضرتؐ کی وفات ہوئی
تو سر مبارک مابین میری ہنسلی اور ٹھڈی کے تھا۔ پانچوین یہ کہ آنحضرتؐ کی وفات اوسی شب
مین ہوئی جو میرا یوم نوبت تھا اور طبرانی وابو یعلی وابن شیبہ کی روایت مین نو چیزین ہین جو
اسی کے قریب ہین صرف دو امر زائد ہین ایک تو یہ کہ مین نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا
بخلاف اور بی بیون کے کہ اونھون نے نہین دیکھا دوسرے یہ کہ میرے حجرے پر فرشتون نے سایہ
کیا۔ صحیحین مین آپ سے مروی ہے کہ آپ فرماتی تھین کہ نعمت خاص نعمائے الٰہی سے میرے

[1] مجھ سے حدیث بیان کی صدیقہ بیٹی صدیق نے کہ جو محبوبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہین اور آسمان سے
اون کا بری ہونا نازل کیا گیا اللہ تعالیٰ اون سے خوش ہو ۱۲ منہ

حق مین یہ ہے کہ اللہ تعالی نے آنحضرت صلعم کا لعاب دہن اور میرا لعاب دہن جمع کیا آپ کی وفات کے وقت اس طرح پر کہ میرے پاس عبد الرحمن بن ابی بکرؓ آئے اور اون کے ہاتھ مین سواک تھی اور آنحضرتؐ میرا تکیہ لگائے بیٹھے تھے مین نے دیکھا کہ آنحضرتؐ عبد الرحمن کی طرف دیکھ رہے ہین مجھے خیال ہوا کہ غالباً آپ مسواک لینا چاہتے ہین مین نے پوچھا کہ کیا مسواک لیلون آپ نے سر مبارک سے اشارہ فرمایا کہ ہان چنانچہ مین نے عبد الرحمن سے مسواک لیکر آپ کو دی آپ نے مسواک کی مگر وہ سخت تھی نہین چلی تب مین نے کہا نرم کردون آپ نے سر کے اشارہ سے فرمایا کہ ہان چنانچہ مین نے اپنی دانتون سے نرم کر کے آنحضرتؐ کو دی آپ نے اوس کو اپنے دانتون پر پھیرا حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ عائشہؓ کی بزرگی اور عورتون پر ایسی ہے جیسے ثرید کی اور کھانون پر اور صحیحین مین آپ سے مروی ہے کہ ایک بار آنحضرت صلعم نے آپ سے فرمایا کہ اے عایشہ تجھکو جبریل سلام کہتے ہین مین نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ یعنی جبریل کو سلام اور خدا کی رحمت یا رسول اللہ جو آپ دیکھتے ہین وہ مین نہین دیکھتی آپ کے فضائل ومناقب مشہور ومعروف ہین تفصیل اون کی کتب سیر مین موجود ہے اور یہ جو بعض لوگون پر اشتباہ واقع ہوا کہ آپ دمشق ملک شام مین گئین یہ بالکل غلط ہے اہل تاریخ وحدیث کو اس باب مین کوئی اختلاف نہین کہ آپ ملک شام نہین گئین - بہت لوگون نے اس کے متعلق تصریح کی ہے چنانچہ اونھین لوگون مین سے حافظ ابو القاسم ابن عساکر بھی ہین کہ اونھون نے اس کا تذکرہ باب ذکر مساجد دمشق مین کیا ہے - آپ نہایت فیاضہ وسخیہ تھین ابن سعد ام درہ سے روایت کرتے ہین کہ مین حضرت عائشہ کی خدمت مین ایک لاکھ درہم لیکر آئی آپ نے وہ سب محتاجون کو تقسیم کر دیے اور آپ اوس روز روزہ تھین مین نے کہا کہ اگر ان مین سے ایک درہم کا گوشت آپ افطار کے لیے منگوا لیتین تو کیا حرج تھا آپ نے فرمایا کہ

میرے حصے کا ہوتا تو مین ایسا ہی کرتی یعنی یہ جس کے حصے کا تھا اوس مین صرف ہوا آن کی روایات کتب معتبرہ مین دو ہزار دو سو دس حدیثین ہین از انجملہ ایک سو چہتر حدیثین متفق علیہ ہین اور تنہا بخاری کی روایت مین چوّن ۵۴ اور تنہا مسلم کی روایت مین ترسٹھ ۶۳ باقی اور تمام کتابون مین ہین جماعت کثیرہ صحابہ و تابعین نے ان سے روایت حدیث کی ہے وقت وفات کے آپ فرماتی تھین کہ کاش مین درخت ہوتی کہ لوگ مجھے کاٹتے اور کاش مین ڈھیلا ہوتی اور کاش مین ایسی ہوتی کہ مجھے کوئی یاد نہ کرتا سبحان اللہ یہ شکستگی و تواضع و نیاز آپ ہی کا حصہ تھا آپکے والد ماجد کا انکسار کہ جو فضل تھے جس مرتبہ کا تھا وہ تو معلوم ہی ہے تو آپ کا کیون نہوتا واقعی مقربین و مبشرین درگاہ الٰہی اگرچہ مامون و مبشر ہین لیکن خوف درگاہ لاابالی اون کو باقی رہتا ہے ایک شخص نے حضرت صدیقہؓ سے سوال کیا کہ مین کب جانون کہ مین نیک ہون آپنے فرمایا کہ جب تجھکو اپنا بد ہونا معلوم ہو اوس نے عرض کیا کہ مین کب جانون کہ مین بد ہون آپ نے فرمایا کہ جب تجھے اپنا نیک ہونا معلوم ہوا اوس نے کہا کہ سب اکثر کہتی ہین کہ شاہی دروازہ کھٹکھٹاتے رہو کھل جائیگا تو یہ کیونکر ہوتا ہے فرمایا کہ جھکے اور پڑے رہنے سے اور آپ فرماتی تھین کہ نکاح ایک قسم کی غلامی ہے تو دیکھنا چاہیے کہ تم لوگ کسطرح اپنی عورتون کو رکھتے ہو۔ ایک مرتبہ آپ قرآن پڑھتی تھین جب اس آیت پر پہونچین کہ ولقد انزلنا الیکم کتابا فیہ ذکرکم افلا تعقلون[۱] تو فرمایا کہ خدا کی قسم مین اپنا ذکر و صفت قرآن مین ڈھونڈھتی ہون چنانچہ ہمیشہ آپ قرآن پڑھتین اور آیات قرآنی کے معانی مین غور فرماتین ایک مرتبہ فرمانے لگین کہ اللہ تعالے نے مجھکو میرے ذکر و صفت پر قرآن مین اطلاع دی لوگون نے پوچھا کہان فرمایا یہ ہے وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ[۲] انتہی

[۱] اور بے شک ہم نے تمھاری طرف اوتاری وہ کتاب کہ جس مین تمھارا ذکر ہے کیا تم کو سمجھ نہین۔ منہ ۱۲

[۲] اور دوسرے وہ لوگ ہین جنہون نے اپنے گناہون کا اقرار کیا اون لوگون نے ملا دیا عمل نیک کو اور بری کو قریب ہے کہ اللہ اونکی توبہ قبول کرے منہ

اور صحیح مسلم مین ابواب قیام لیل مین قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی تھین
کہ رسول اللہ صلعم فرمایا کرتے تھے کہ پسندیدہ تر کامون کا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو ہمیشہ ہو خواہ
تھوڑا ہو۔ قاسم کہتے ہین کہ حضرت عائشہؓ کی عادت تھی کہ جو کام کرتی تھین اوس کو لازم کر لیتی
تھین مدت صحبت و معاشرت آپ کی آنحضرتؐ کے ساتھ نو برس تھی اور وقت وفات آنحضرتؐ
یا اٹھارہ برس کی تھین وفات ان کی ۵۷ سنہ ہجری مین ہوئی واقدی کہتے ہین کہ آپ کی وفات
سہ شنبہ سترھوین رمضان ۵۸ سنہ ھ مین ہوئی اور یافعی نے مرآۃ الجنان مین لکھا ہے کہ ۵۷ سنہ
اور بعض کہتے ہین ۵۸ سنہ ماہ رمضان مین وفات پائی حضرت ام المومنین صدیقہ بنت حضرت صدیق
اکبرؓ نے جو فقیہہ محدثہ و فصیحہ محققہ تھین رضی اللہ تعالے عنہا آپ کی عمر شریف چھیاسٹھ برس کی تھی۔
اور بہجۃ المحافل مین ہے کہ ان کی وفات مدینہ مین ۵۸ سنہ ھ مین ہوئی اور پینسٹھ برس کی عمر ہوئی اور
بقیع مین شب کو دفن ہوئین مدارج النبوۃ کے صفحہ ۷۵۵ مین ہے کہ انھون نے وصیت کی تھی بقیع
مین دفن کیے جانے کی اور نماز جنازہ ان کی حضرت ابوہریرہؓ نے پڑھائی اور محمد بن قاسم بن ابی بکر
صدیق اور عبداللہ ابن عبدالرحمن بن ابی بکر نے قبر مین اوتارا اور جنت البقیع مین رات کو دفن کیا
نقل ہے کہ جب ان کا انتقال ہوا اور ان کے گھر سے رونے کی آواز آئی تو حضرت ام سلمہؓ نے لونڈی
بھیجی کہ خبر لائے کہ کیا ہے اوس نے واپس آکر خبر ان کی وفات کی بیان کی تو حضرت ام سلمہ رونے لگین
اور کہنے لگین کہ خدا کی رحمت ہو اون پر کہ وہ دوست ترین آدمیون کی تھین آنحضرتؐ کے نزدیک
بعد اپنے باپ کے انتہے کذا فی مدارج النبوۃ مطبوعہ مطبع عمدۃ المطابع

حال حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا

حفصہ بنت حضرت عمر بن الخطابؓ قرشیہ عدویہ۔ ان کی والدہ زینب بنت مظعون حضرت

عثمان بن مظعونؓ کی بہن تھین یہ اسلام لائین اور ہجرت کی آن کی ولادت بعثت نبوی صلعم سے
پانچ برس قبل ہوئی جس سال کہ قریش خانہ کعبہ بناتے تھے آنحضرتؐ سے پہلے یہ خُنیس (بضم خاء
معجمہ وفتح نون وسکون یاء تحتانیہ وسین مہملہ) بن حذافہ کے تحت مین تھین اور خنیس قریشی ومہاجر
و بدری تھے حضرت حفصہؓ نے اون کے ساتھ ہجرت کی ۔ واقعۂ بدر یا بقول ایک قول مین غزوۂ احد
مین خُنیس زخمی ہوے اور وہان سے واپس آکر اون کا انتقال ہوا اونھون نے کوئی اولاد حضرت
حفصہؓ کے بطن سے نہین چھوڑی علامۂ شیخ محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی جلد سوم شرح مواہب لدنیہ
مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۸۲ و ۲۸۳ مین لکھتے ہین کہ مشہور یہی ہے کہ خُنیس نے غزوۂ بدر کے بعد وفات
پائی لیکن اصابہ مین ہے کہ غزوۂ احد مین شہید ہوے ۔ علامۂ ابن حجر جلد نہم فتح الباری شرح
صحیح بخاری کے صفحہ ۱۵۲ مین لکھتے ہین کہ حضرت عمرؓ نے حضرت رقیہ کی وفات کے بعد حضرت عثمان
سے حضرت حفصہ کے نکاح کی خواہش کی تھی اور یہ امر بھی مسلّمہ ہے کہ حضرت رقیہ کا انتقال غزوۂ بدر
ہی کے زمانہ مین ہوا کیونکہ حضرت عثمان اسی وجہ سے اس غزوہ مین نہ جا سکے تھے ۔ پس اس سے ثابت
یہی ہوتا ہے کہ خنیس نے غزوۂ بدر کے بعد وفات پائی انتہی ۔ جب حضرت حفصہ بیوہ ہوئین تو حضرت عمرؓ
نے اون کا ذکر حضرت عثمان سے کیا کیونکہ اوسی زمانہ مین حضرت رقیہ صاحبزادی رسول اللہ
صلعم کا جو حضرت عثمانؓ کے نکاح مین تھین انتقال ہو چکا تھا مگر حضرت عثمان نے قبول نہین
کیا تب حضرت عمرؓ نے آنحضرتؐ سے حضرت عثمان کی شکایت کی کہ مین نے اون کو حفصہ کا پیغام
دیا مگر اونھون نے قبول نہین کیا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک بہتر عورت تمھاری لڑکی سے
عثمانؓ کو اور ایک شوہر عثمان سے بہتر تمہاری بیٹی کو دے ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آنحضرتؐ نے حفصہ
کے ساتھ نکاح کیا اور حضرت ام کلثوم کو حضرت عثمان کے نکاح مین دیا اور ایک روایت مین
یون بھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت حفصہ کا پیغام حضرت ابو بکر صدیقؓ کو بھی دیا تھا مگر حضرت ابو بکرؓ

نے کچھ جواب نہین دیا تو حضرت عمرؓ غصہ ہوے پھر پیغام دیا آنحضرتؐ نے تب حضرت عمرؓ نے
آنحضرتؐ کے ساتھ سال سوم وبقولے سال دوم ہجری مین اون کا نکاح کر دیا۔ صحیح بخاری مین
حضرت عبداللہ ابن عمر سے منقول ہے کہ جب حضرت حفصہ صاحبزادی حضرت عمرؓ بیوہ ہوئین
خنیس بن حذافہ سہمی سے جو صحابی رسول اللہ صلعم تھے اور اونھون نے مدینہ مین وفات پائی تھی تو
حضرت عمر بن خطابؓ حضرت عثمان بن عفان کے پاس گئے اور حفصہ کا پیغام دیا اونھون نے کہا
کہ مجھکو مہلت دو تاکہ مین اس بارہ مین کوئی غور و فکر کرون چند دنون کے توقف کے بعد حضرت
عثمان پھر ملے تو کہنے لگے کہ مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مین چند دنون نکاح نہ کرون۔ بعد اس کے
حضرت عمرؓ حضرت ابوبکر صدیق سے ملے اور اون سے کہا کہ اگر تمھاری خواہش ہو تو مین حفصہ کے ساتھ
تمھارا نکاح کر دون حضرت ابوبکر صدیق چپ رہے اور کچھ جواب نہین دیا تب حضرت عمرؓ کو اونکی
اس بے توجہی پر سخت رنج و غصہ آیا مگر خاموش رہے بعد چند دنون کے آنحضرت صلعم نے اون کا پیغام
دیا اور حضرت عمر نے آپ کے ساتھ حفصہ کا نکاح کر دیا۔ اس کے بعد جب حضرت ابوبکر حضرت عمرؓ
سے ملے تو کہنے لگے کہ شاید تم مجھ پر غصہ ہوے ہوگے جب کہ تم نے حفصہ کے نکاح کا پیغام دیا تھا
اور مین نے کچھ جواب نہین دیا حضرت عمرؓ نے کہا کہ بیشک مجھے ضرور خیال ہوا تھا حضرت ابوبکر نے کہا
کہ مین نے اوس وقت اس لیے جواب نہین دیا کہ مجھے معلوم تھا کہ آنحضرت صلعم نے حفصہ کو یاد کیا ہے
لہذا مین حضرت کا بھید ظاہر کرنا مناسب نہین سمجھا مگر میرے خیال مین تھا کہ اگر آپ نکاح نہ کرینگے
تو پھر مین کر لون گا انتہی۔ امام سبکیؒ کا قول ہے کہ فضیلت مین حضرت حفصہؓ کا درجہ بعد حضرت صدیقہؓ
کے ہے اگرچہ بحیثیت قرب نبوی صلعم دونون مین مساوات ہے اسی بنا پر اور بیبیون کے مقابلے
مین ان دونون مین گونہ اتحاد رہتا تھا مگر کبھی کبھی رشک و رقابت کا بھی اظہار ہو جاتا تھا اور یہ ذرا
تیز مزاج بھی تھین چنانچہ حضرت عمرؓ برابر ان کو ادب و لحاظ کے متعلق ہدایت کرتے رہتے تھے بخاری

شریف جلد دوم صفحہ ۲۶۰ مین حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جاہلیت کے زمانہ مین
لوگ عورتون کی وقعت بہت کم سمجھتے تھے ایک روز مین کسی معاملے مین غور کرتا تھا کہ اوس مین میری
بیوی نے مجھے مشورہ دیا تو مین نے اون کو زجر کیا اور کہا کہ تمکو ان امور مین کیا واسطہ انھون نے
اوس کے جواب مین کہا کہ تم کو میری بات اچھی نہین معلوم ہوتی۔ حالانکہ تمھاری بیٹی رسول اللہ صلعم
کو برابر جواب دیتی ہے۔ مین یہ سن کر حفصہ کے پاس آیا اور پوچھا کہ یہ کیا واقعہ ہے انھون نے کہا
کہ بے شک مین ایسا کرتی ہون تب مین نے کہا کہ خبردار ایسا نہ کیا کرو مین تم کو عذاب الٰہی سے
ڈراتا ہون تم کو اوس زعم مین نہین آنا چاہیے کہ جس کے حسن نے رسول اللہ صلعم کو اپنا شیفتہ و فریفتہ بنا لیا
ہے یعنی حضرت عائشہؓ کے ترمذی شریف کی کتاب المناقب مین ہے کہ ایک روز آنحضرت صلعم تشریف
لائے تو آپ نے دیکھا کہ حضرت صفیہؓ رو رہی ہین آپ نے وجہ دریافت کی انھون نے کہا کہ مجھکو حفصہؓ
نے کہا کہ تم یہودی کی بیٹی ہو آپ نے فرمایا کہ تم نبیے کی بیٹی ہو یعنی حضرت ہارون علیہ السلام کی اور
تمھارے چچا پیغمبر تھے یعنی حضرت موسی علیہ السلام اور تم پیغمبر کے نکاح مین ہو یہ اپنی ذات کی طرف اشارہ فرمایا
تو حفصہ کو تم پر کس بات سے فخر ہو سکتا ہے انتہی سنن ابی داؤد مین ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی تھین
کہ حفصہ اپنے باپ کی بیٹی ہین یعنی جس طرح سے وہ راسخ الارادہ ہر بات مین ہے ویسی یہ بھی ہین غزوۂ
بدر مین ان کے اعزہ سے سات آدمی شریک تھے ان کے والد اور چچا زید اور آن کے شوہر اور ان کے
چار ماموں یعنی عثمان عبداللہ و قدامہ و سائب آنحضرت صلعم خاص طور پر ان کا پاس و لحاظ فرماتے
تھے جیسا کہ حضرت ماریہ قبطیہ کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت حفصہؓ
کو ایک طلاق رجعی دی جب یہ خبر حضرت عمرؓ کو پہونچی تو اون کو بہت رنج ہوا پس حضرت جبرئیل آئے
اور وحی لائے کہ حکم الٰہی یہ ہے کہ حفصہ سے مراجعت کرو کہ وہ بہت روزہ رکھنے والی اور تہجد گذار ہین اور
تمھاری بیوی ہون گی بہشت مین امام نووی اپنی کتاب تہذیب الاسماء واللغات مین لکھتے ہین

انکی وفات شعبان سنہ ۴۵ ہجری مین ہوئی سن شریف ساٹھ برس کا تھا یہ قول ابن سعد کا ہی واقدی سی نقل کرکے
ابو معشر کہتے ہین کہ انکی وفات سنہ ۴۱ ہجری مین ہی اور ابو خیثمہ کہتی ہین کہ انکی وفات زمان بیعت اہل معاویہ مین ہی اور وہ بیعت
جمادی الاولی سنہ ۴۱ مین ہوئی احمد بن محمد بن ایوب کہتی ہین کہ انکی وفات سنہ ۴۷ وغیرہ مین ہے ابن قتیبہ نی معارف مین لکھا ہی کہ انکی وفات زمان
خلافت حضرت عثمان رض مین ہوئی اور بعضے سنہ ۴۷ و بعضے سنہ ۵۰ مین کہتے ہین تاریخ دمشق مین
ہم نے اوس کے مصنف سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے کہ جو شخص قائل ہے ان کی وفات کا سنہ ۲۸
مین ۔ مین جانتا ہون کہ قول اوس کا محفوظ نہین (یعنی ٹھیک) ان پر نماز پڑھی مروان بن الحکم نے اور آن کا جنازہ
اوٹھایا آل حزم کے گھر کے پاس سے مغیرہ بن شعبہ کے گھر تک اور وہان سے حضرت ابی ہریرہ رض اوٹھایا
ان کی قبر تک اور قبر مین ان کے دونون بھائی عبداللہ اور عاصم اور ان کے بھتیجے سالم اور عبداللہ اور
حمزہ اولاد عبداللہ ابن عمر اوترے انتہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ مطبوعہ مطبع عمدۃ المطابع
کے صفحہ ۷۵۵ مین لکھتے ہین کہ ان کی وفات سنہ ۴۱ یا سنہ ۴۵ یا سنہ ۴۷ مین زمانہ امارت معاویہ رضی اللہ عنہ
مین اور بعضون نے خلافت عثمان رض مین کہی ہے اور اول اصح ہے واللہ اعلم آن کی مرویات کتب متداولہ
مین ساٹھ حدیثین ہین از انجملہ چار متفق علیہ ہین اور چھ مسلم مین ہین اور پچاس باقی اور کتابون مین
امام یافعی اپنی تاریخ مرآۃ الجنان مین حوادث سنہ ۴۱ مین لکھتے ہین کہ اسی سنہ مین ام المومنین حفصہ
بنت عمر رض نے وفات پائی اور بعض کہتے ہین کہ ان کی وفات سنہ ۴۵ مین ہے انتہی بالجملہ ان کے سنہ
وفات مین بہت اختلاف ہے جن لوگون کا قول ہے کہ ان کی وفات زمانہ خلافت حضرت عثمان
مین ہوئی اُن کے نزدیک ان کا سنہ وفات سنہ ۲۷ ہے اس کے بارہ مین علامہ زرقانی شرح مواہب
مین لکھتے ہین کہ یہ روایت اس بنا پر پیدا ہوگئی کہ ابن وہب نے مالک سے روایت کی کہ جس سال
افریقیہ فتح ہوا اوس سال حضرت حفصہ نے وفات پائی اور افریقیہ زمان خلافت حضرت عثمان رض مین
سنہ ۲۷ مین فتح ہوا مگر یہ سخت غلطی ہے کیونکہ افریقیہ دو بار فتح ہوا ہے ایک بار زمان خلافت حضرت عثمان رض

مین اور پھر دوبارہ معاویہ بن خدیج کے ہاتھ سے سنہ ۵۰ ہجری مین آئی وجہ سے وہب بن مالک
نے ان کا سنہ وفات سنہ ۵۰ قرار دیا اور ایک روایت مین سنہ وفات سنہ ۴۷ بھی لکھا ہے واللہ اعلم
وفات سے پہلے انھون نے اپنے بھائی عبداللہ ابن عمرؓ سے اوس وصیت کی تجدید بھی کی جو حضرت
عمرؓ نے ان سے کی تھی اور کچھ جائداد بھی وقف کی اور کچھ مال صدقہ کیا انتہی

حال حضرت ام المومنین زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

زینب بنت خزیمہ بن الحارث بن عبداللہ بن عمر بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ عامرۃ
ان کے نسب مین کوئی اختلاف نہین ہے ان کی کنیت ام المساکین مشہور تھی۔ یہ پہلے نکاح مین
عبداللہ بن جحش کے تھین جو غزوۂ احد مین قتل ہوے پھر ان سے نکاح کیا آنحضرت صلعم نے سنہ ۳ ھ مین
اور یہ دو یا تین مہینہ آپ کے نکاح مین رہین اور آپ کے زمانۂ حیات ہی مین انتقال کر گئین۔ قتادہ
کہتے ہین کہ یہ قبل آنحضرت صلعم کے نکاح مین آنے کے طفیل بن حارث کے نکاح مین تھین پہلا
قول ابن شہاب کا ہے اور ابوالحسن علی بن عبدالعزیز جرجانی نسّاب کہتے ہین کہ یہ پہلے نکاح مین تھین
طفیل بن حارث بن مطلب بن عبد مناف کے اونھون نے جب طلاق دی تو ان سے نکاح
کیا انھین کے بھائی عبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف نے اور انھین کا قول ہے کہ یہ
اخیافی بہن تھین حضرت میمونہ کی واللہ اعلم انتہی کذا فی الاستیعاب لابن عبدالبر حضرت شیخ عبدالحق
محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین لکھتے ہین کہ زمانۂ جاہلیت مین ان کو ام المساکین اس وجہ سے
کہتے تھے کہ یہ مسکینون کو کھانا دیتی تھین اور اون پر بہت رحم و شفقت کرتی تھین یہ پہلے
عبداللہ بن جحش کے نکاح مین تھین وہ غزوۂ احد مین شہید ہوے اور بعضے کہتے ہین کہ عبیدہ
بن الحارث بن عبدالمطلب ابن عم رسول اللہ صلعم کے نکاح مین تھین جو غزوۂ بدر مین شہید

ہوے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ پہلے طفیل ابن الحارث بن عبد المطلب کے نکاح مین تھین جب
اونھون نے طلاق دی تو اون کے بھائی عبیدہ بن الحارث نے نکاح کیا اور ایک قول یہ ہے
کہ عبد اللہ بن جحش اسدی نے ان سے نکاح کیا چنانچہ بعض اہل سیر نے اسی قول کی ترجیح کی
ہے جیسا کہ روضۃ الاحباب مین ہے مواہب مین ہے کہ قول اول اصح ہے بہر صورت رمضان
سنہ ۳ ہجری مین یہ آنحضرت صلعم کے نکاح مین آئین اور تھوڑے دنون زندہ رہین اور آنحضرت
صلعم کے زمانہ حیات ہی مین وفات پائی مدت حیات بعد نکاح بعضے دو مہینے کہتے ہین اور بعضے
تین مہینے اور بعضے چھ مہینے اور بعضے آٹھ مہینے صاحب مواہب نے اس کو ان کے فضائل مین لکھا ہے
ان کی وفات ماہ ربیع الآخر سنہ ۴ مین ہوئی اور بقیع مین قبہ ازواج النبی مین دفن ہوئین نور الابصار
فی مناقب اہل بیت النبی المختار مطبوعہ مصر کے صفحہ ۴۶ مین ہے کہ ان سے نکاح کیا آنحضرت صلعم نے
سنہ ۳ ہجری مین اور ان کے مہر مین چار سو درہم دیے یہ آپ کے پاس دو یا تین مہینے رہین پھر
انتقال کر گئین نماز جنازہ ان کی آنحضرت صلعم نے پڑھی اور بقیع مین دفن کیا۔ ان کی عمر وقت
وفات کے تیس سال کی تھی اور ازواج آنحضرت صلعم مین آپ کے زمانہ حیات مین پہلے حضرت
خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی پھر انھون نے انتہی امام یافعی تاریخ مرآۃ الجنان مین بھی
ان کی وفات سنہ ۳ ہجری مین لکھتے ہین۔

حال حضرت ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالی عنہا

یہ بیٹی ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کی تھین ان کا نام رملہ تھا
اور ایک قول مین ہندہ بھی ہے مگر اول صحیح ہے ان کی ماں صفیہ بنت ابی العاص بن امیہ بن
عبد شمس پھوپھی حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص کی تھین حضرت ام حبیبہ پہلے زوجہ تھین

عبید اللہ ابن جحش کی جو عبد اللہ بن جحش اسدی کے بھائی تھے جب آنحضرت صلعم کی بعثت ہوئی تو یہ دونون میان بیوی اسلام لائے اور حبشہ کی طرف دوبارہ ہجرت کر گئے وہین عبید اللہ سے ان کے ایک لڑکی پیدا ہوئی حبیبہ نام اس سے ان کی کنیت ام حبیبہ ہوئی یہ بڑی پاکیزہ ذات وحمیدہ صفات سخیہ عالی ہمت بیوی تھین روضۃ الاحباب مطبوعہ مطبع انوار محمدی کے صفحہ ۵۹۳ مین ہے کہ یہ فرماتی تھین کہ حبشہ مین مین نے ایک رات عبید اللہ اپنے شوہر کو خواب مین دیکھا کہ وہ بد ترین صورت اور قبیح تر حال مین ہے مین نے اپنے دل مین کہا کہ ضرور کچھ اس کے حال مین تغیر ہو گا جب صبح ہوئی تو عبید اللہ نے مجھ سے کہا کہ اے ام حبیبہ مین نے سب دینون مین غور کیا مگر کوئی دین عیسوی سے بہتر نہین دیکھا اور پہلے بھی مین اسی دین مین تھا بعد اوس کے دین محمدی اختیار کیا تھا اب پھر دین عیسوی کی طرف رجوع کرتا ہون تب مین نے کہا ایسا نہ کرو آج کی رات مین نے تمھارے متعلق عجیب و غریب خواب دیکھا ہے چنانچہ وہ خواب بھی مین نے کہدیا مگر اوس نے کچھ اوسکی پروانہ کی اور مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا اور شراب پینے لگا اور اوسی حالت مین مرگیا نعوذ باللہ[1] من سوء الخاتمۃ بعد اوس کے پھر مین نے واقعہ مین دیکھا کہ مجھ سے کوئی کہہ رہا ہے کہ یا ام المومنین جب مین بیدار ہوئی تو اوس کی تعبیر اپنے خیال مین مین نے یہ کی کہ غالباً پیغمبر خدا صلعم میری خواہش فرمائین گے جب میری عدت گذر گئی تو ایک روز مین گھر مین بیٹھی تھی کہ ایک عورت نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر آنے کی اجازت مانگی مین نے اجازت دی وہ اندر آئی دیکھا تو ابرہہ لونڈی تھی جو نجاشی کے پاس سے یہ پیغام لائی تھی کہ پیغمبر خدا صلعم نے مجھکو بذریعہ عمرابن امیہ ضمری اس بابت بھیجا ہے کہ مین تم سے آنحضرت صلعم کے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش کرون مجھے بہت خوشی ہوئی مین نے ایک جوڑی کنگن اور ایک جوڑی خلخال اور چاندی کی انگوٹھی جو میرے ہاتھ اور پیر مین تھین اوتار کر ابرہہ کو بطور انعام دیدین اور کہا کہ بشرک اللہ بخیر[2] تب ابرہہ نے کہا کہ بادشاہ کہتا ہے کہ کوئی وکیل مقرر کرو تاکہ نکاح ہو جاوے

[1] پناہ مانگتے ہین ہم خدای تعالی سے برائی خاتمہ سے ۱۲ منہ [2] اللہ تجھ کو نیک امر کی بشارت دے ۱۲ منہ

مین نے خالد بن سعید بن ابی العاص کو اپنا وکیل مقرر کیا اور نجاشی نے جعفر بن ابی طالب اور
جماعت مہاجرین حبشہ کو بھی بلایا اور خود نکاح پڑھایا اور آنحضرت صلعم کی طرف سے چار سو دینار
مہر ادا کیا انتہی مشہور یہ ہے کہ یہ نکاح ۷ سنہ ہجری مین ہوا اور بعض کا قول ہے کہ ۶ سنہ ہجری مین
ہوا علامہ زرقانی شرح مواہب مین لکھتے ہین کہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلعم نے عمرو ابن امیہ ضمری کو
بغرض نکاح بھیجا ہو اور ۷ سنہ مین نکاح پڑھایا گیا ہو اور اس مین بھی اختلاف ہے کہ نکاح کہان ہوا
اور کس نے پڑھایا لیکن اصح یہ ہے کہ حبشہ مین نجاشی نے نکاح پڑھا اور مہر کی تعداد مین بھی اختلاف
ہے ایک قول تو یہی ہے جو لکھا گیا اور بعض روایتون مین نو سو دینار لکھے ہین سنن ابو داؤد شریف
مین بجاے دینار کے چار ہزار درہم لکھے ہین اور ابن ابی خیثمہ کی روایت جو زہری سے ہے اوس مین
چالیس اوقیہ لکھے ہین وہ اگر چاندی کے سکے جائین تو سولہ سو درہم ہوتے ہین انتہی باقی نکاح کی کیفیت
اوپر مذکور بھی ہو چکی ہے اعادہ کی ضرورت نہین پھر روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب ام حبیبہ رض کو اون کا
مہر پہونچا تو اونھون نے ابرہہ کو بلا کر پچاس دینار دیے اور معذرت کی کہ اوس دن جو تو نے مجھے خوشخبری
دی تھی تو میرے پاس کوئی چیز تیرے دینے کے لائق نہ تھی اس لیے مین نے نہین دی مگر ابرہہ نے
وہ نہین لیے اور ڈبہ نکال کر جو کچھ ام حبیبہ نے اوس کو دیا تھا وہ بھی واپس کیا اور کہا کہ بادشاہ نے
مجھے قسم دیدی ہے کہ مجھے تم سے کچھ لینا نہین چاہیے مین مقرب شاہی ہون اور شاہی توشہ خانہ
میری حفاظت مین ہے لہذا مجھکو کچھ اس کی ضرورت نہین ہے۔ میری خواہش تم سے یہ ہے کہ جب
تم حضرت صلعم کی حضور مین حاضر ہونا تو میرا سلام عرض کرنا چنانچہ جب تک یہ حبشہ مین رہین اور ابرہہ
ان کے یہان آیا کی تو کہہ جاتی کہ میرا پیام نہ بھولنا پھر نجاشی نے اپنی عورتون سے کہا کہ جس قدر
خوشبو مین تمھارے پاس ہون وہ سب ام حبیبہ کو بھیجدو اور ان کو شرجیل بن حسنہ کے ساتھ مع
ایک جماعت مہاجرین کے آنحضرت صلعم کی خدمت مین بھیج دیا اور ایک عریضہ لکھا اور ایک کرتہ اور

ایک سراویل اور موزے کا سیاہ جوڑا تحفتاً بھی آنحضرت صلعم کی خدمت مین بھیجا جب ام حبیبہؓ مدینہ
آئین اور شرف فراش آنحضرت صلعم سے مشرف ہوئین تو نجاشی کی طرف سے ادائے شکر
اور ابرہہ کا سلام پہونچایا آپ نے فرمایا علیک وعلیہا السلام اور ایک قول یہ ہے کہ یہ مدینہ آئین اور
حضرت عثمانؓ نے آنحضرت صلعم کے ساتھ ان کا نکاح ۶ سنہ ہجری مین کردیا اور جس دن ان کو مدینہ
مین لائے ان کی عمر تیس اور کئی برس کی تھی انتہی - ان کے نکاح کے زمانے مین ان کے والد
ابو سفیان مکہ مین مشرک تھے لوگون نے اون سے کہا کہ تمھاری بیٹی نے آنحضرت صلعم سے نکاح
کیا ہے تو کہنے لگے کہ وہ ایسے مرد ہین کہ جن کی ناک نہین جھک سکتی بوجہ اون کے کریم ہونے کے
حضرت ام حبیبہ اپنے ارادہ کی نہایت مضبوط تھین ایک بار مشرکین مکہ نے کسی ضرورت سے ابی سفیان
کو مدینہ بھیجا وہ اولاً حضرت ام حبیبہ کے پاس آئے اور آنحضرت صلعم کے فرش پر بیٹھنا چاہا تو اونھون نے
نہایت کلمات سخت باپ کے حق مین کہے کہ تم مشرک ہو اور نجاست شرک مین آلودہ اور یہ فرش
جناب سید الطاہرین کا ہے ابی سفیان بہت ناراض ہوے مگر انھون نے بیٹھنے نہ دیا بلکہ اوس
فرش کو لپیٹ دیا کذا فی الزرقانی - ان کی مرویہ حدیثین کتب متداولہ مین پینسٹھ ہین ازانجملہ دو
متفق علیہ ہین اور ایک صرف مسلم مین ہے اور باقی اور کتابون مین مروی ہین کذا فی مدارج النبوۃ
مطبوعہ مطبع حسینی صفحہ ۵۶۶ - ان کی وفات سنہ ۴۴ یا سنہ ۴۲ ہجری مین مدینہ طیبہ مین ہوئی اور قول
صحیح یہی ہے اور ایک قول مین وفات کا شام مین ہونا لکھا ہے اور امام یافعی نے اپنی تاریخ
مرآۃ الجنان وقایع سنہ ۴۴ مین لکھا ہے کہ اسی سنہ مین وفات پائی ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان
ام المومنین نے انتہی بہجۃ المحافل مین بھی ان کا سنہ وفات سنہ ۴۴ ہی لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے
کہ بعضے کہتے ہین کہ ولی ان کے نکاح مین عثمانؓ بن عفان تھے اور بعضے کہتے ہین کہ خالد بن سعید
ابن العاص اور یہ دونون ان کی قوم کے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ نجاشی تھا اور آنحضرت صلعم

کے واسطے نکاح مین خصائص تھے جو آپ کے غیر کے لیے نہ تھے اور آنحضرتؐ نے ان سے نکاح کی تجدید کی ان کے باپ ابی سفیان کی خوشنودی خاطر کی وجہ سے انتقے اور روضۃ الاحباب مین ان کی وفات بزمانۂ امیر معاویہ بقول صحیح ۴۴ھ سنہ یا ۴۲ھ سنہ مین مدینہ مین لکھی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ مروان بن الحکم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی غرضکہ ان کے سنہ وفات مین بھی اختلاف ہے ابن ابی خیثمہ کی روایت مین ۵۹ھ سنہ لکھے ہین اور ایک روایت مین ۴۲ھ سنہ۔ اور بعضون کا قول ہے کہ ۵۰ھ سنہ مین اور ایک روایت مین ۵۵ھ سنہ بھی ہین مگر زائد اقوال ۴۴ھ سنہ ہی کے متعلق ہین۔ علامۂ زرقانی شرح مواہب مین لکھتے ہین کہ ابن سعد نے حضرت عائشۂ صدیقہؓ سے روایت کی کہ جب ان کا وقت وفات قریب ہوا تو انھون نے مجھکو بلا کر کہا کہ میرے اور تمھارے اکثر وہ باتین رہی ہین جو باہم سوکنون مین ہوا کرتی ہین تو مین اب ان کی معافی چاہتی ہون اور دعاے مغفرت بھی چنانچہ مین نے معاف کر دیا اور دعاے مغفرت بھی اونکے لیے کی اسی طرح حضرت ام سلمہ سے بھی بلا کر کہا اور معافی چاہی۔ انتہے

حال حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان کا نام ہند ہے بقول صحیح و مشہور ابن اثیر کہتے ہین کہ بعضون کے نزدیک ان کا نام رملہ ہے مگر صحیح اول ہی ہے ان کی کنیت ان کے بیٹے سلمہ بن ابی سلمہ کے نام سے ہوئی یہ ابی امیہ کی بیٹی تھین جن کا نام حذیفہ تھا اور بعضون کے نزدیک سہیل اور بعضون کے نزدیک ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم مخزومیہ ان کی مان عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ تھین علامۂ زرقانی شرح مواہب لدنیہ مین ان کے حال مین لکھتے ہین کہ یہ بڑی عاقلہ و فاضلہ و صائبۃ الرائے تھین روایت حدیث اور نقل احکام مین سواے حضرت عائشۂ صدیقہ کے اور تمام ازواج مطہرات پر ان کو فضیلت حاصل تھی صلح حدیبیہ مین جب صحابہ کو مکہ معظمہ سے باہر حلق اور قربانی مین تامل تھا تو انھین کی تدبیر سے

یہ مشکل حل ہوئی اور یہ ان کی عقلمندی و ذہانت کی بہت عمدہ مثال ہے امام الحرمین کا قول ہے کہ حضرت ام سلمہؓ کے سوا صائبۃ الرائے مشورہ مین عورتون کی جماعت مین مجھے اور کوئی نہین معلوم ہوا یعنی رائے محض مشورہ کے طور پر دی ہو اور وہ ٹھیک واقع ہوئی ہو۔ یہ قبل آنحضرت صلعم کے عبد اللہ ابن الاسد مشہور بابی سلمہ کے جو ان کے رشتہ مین چچازاد بھائی بھی ہوتے تھے نکاح مین تھین امام محی الدین نووی کتاب تہذیب الاسماء واللغات مین لکھتے ہین کہ ابن سعد کہتے ہین کہ انھون نے ابو سلمہ کے ساتھ حبشہ کی جانب دو مرتبہ ہجرت کی اور وہان ابو سلمہ سے ان کے زینب بنت ابی سلمہ پیدا ہوئین اور اون کے بعد سلمہ اور عمر اور دُرّہ تین بیٹے اور ہوے ابن سعد عمر بن ابی سلمہ سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ میرے باپ اُحد مین گئے تھے وہان ابو اسامہ جیشمی نے اون کے بازو پر ایک تیر مارا اوس سے زخم ہو گیا وہ ایک مہینے تک وہان ٹھیر کر علاج کرتے رہے جب زخم اچھا ہو گیا تو اون کو آنحضرت صلعم نے ابی قطن کی طرف بھیجا محرم شروع پینتیسوین مہینے مین وہان وہ اونتیس ۲۹ مہینے رہے پھر وہان سے آٹھ صفر ؁ کو مدینہ واپس آئے واپسی کے بعد اون کا زخم پھر تازہ ہو گیا اور اوسی حالت مین اون کا انتقال ہو گیا آٹھوین جمادی الآخر ؁ کو بعد اوس کے میری ماں عدت بیٹھین جب دس روز باقی رہے شوال ؁ ہجری کے اور اون کی عدت ختم ہوئی۔ تو انھین دنون مین اون سے آنحضرت صلعم نے نکاح کیا یعنی ماہ شوال ؁ مین انتہی۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین لکھتے ہین کہ ام سلمہ نے آنحضرت صلعم سے سنا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی مسلمان پر کوئی مصیبت پڑے اور وہ کہے کہ اَللّٰھُمَّ اٰجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا[1] تو اللہ تعالیٰ اوس کو بہتر عوض دیتا ہے جب ابو سلمہ کا انتقال ہوا تو مین نے اس کو پڑھا مگر میری طبیعت اس لفظ کے کہنے کو نہین چاہتی تھی کہ مجھکو اون سے بہتر عوض دے کیونکہ میرا خیال یہ تھا کہ ابو سلمہ سے زیادہ بہتر مسلمانون مین کون ہوگا مگر چونکہ آنحضرتؐ ارشاد فرما چکے تھے لہذا بغیر پڑھے چارہ نہ تھا

[1] اے اللہ اجر دے مجھ کو میری مصیبت کا اور بدل دے بہتر اوس سے ۱۲ منہ

اور آنحضرتؐ سے مین نے یہ بھی سنا تھا کہ آپ فرماتے تھے کہ جب تم مین سے کوئی میت کے پاس حاضر ہو تو امر خیر چاہیے کیونکہ اوس وقت جو کچھ تم مانگتے ہو ملائکہ اوس پر آمین کہتے ہین الغرض جب ابو سلمہ نے انتقال کیا تو مین آنحضرت صلعم کے حضور مین حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابو سلمہ نے وفات پائی اون کے فراق پر مین کیا کہون آپ نے فرمایا کہ کہو اللّٰھم اغفرلی ولہ واعقبنی عقبۃ حسنۃ[1] چنانچہ یہی دعا مین نے پڑھی اللہ تعالے نے بہتر عوض ابو سلمہؓ کا مجھے آنحضرت صلعم کو دیا بعد انتقال ابو سلمہؓ کے آنحضرتؐ ام سلمہؓ کے یہان تشریف لے گئے اور تعزیت کے بعد فرمایا کہ یا اللہ اس کو تسکین دے اور اوس کی مصیبت کا عوض بہتر عنایت فرما چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی اور ویسا ہی ہوا جیسا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا ام سلمہؓ کہتی ہین کہ آنحضرتؐ نے حاطب ابن ابی بلتعہ کو بھیجا اوس نے آنحضرتؐ کی طرف سے پیغام نکاح کہا اور ایک روایت مین ہے کہ اولاً پیغام نکاح حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ نے دیا مگر ام سلمہ نے اوس کو قبول نہین کیا جب آنحضرتؐ نے درخواست کی تب اونھون نے کہا کہ مرحبا برسول اللہ لیکن مین عورت سن رسیدہ ہون اور چھوٹے بچے یتیم بھی میرے پاس ہین اور میرے مزاج مین غیرت بہت ہے اور آپ عورتین جمع کرتے ہین۔ تب آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میری عمر تجھ سے زیادہ ہے اور یتیمون کی پرورش خدا و رسول پر ہے اور ایک روایت مین ہے کہ آنحضرتؐ صلعم نے فرمایا کہ تمھارے لڑکے میرے ہی لڑکے ہین اور یہ کہ غیرت تم کو بہت ہے تو مین دعا کرونگا اللہ اوس کو دور کردیگا غرضکہ اُن کے ساتھ آنحضرتؐ نے ماہ شوال سنہ ۴ ہجری مین نکاح کیا اور مہر مین وہ اسباب یا جو قیمت مین دس درہم کا تھا ازواج مطہرات مین دو گروہ تھے ایک گروہ مین حضرت عائشہ و حفصہ و سودہ و صفیہ رضی اللہ عنہن تھین اور دوسرے مین حضرت ام سلمہؓ اور باقی بی بیان اور یہ اوس گروہ کی سردار تھین جب یہ آنحضرت صلعم کے یہان آئین تو حضرت زینبؓ بنت خزیمہ کی وفات ہوچکی تھی آپ نے اون کا گھران کو عنایت فرمایا جب یہ

---

[1] اے اللہ مغفرت کر میری اور ابو سلمہ کی اور او سکا بہتر عوض مجھ کو دے ۱۲ منہ

اوس گھر مین گئین، تو انھون نے ایک چھوٹی خم دیکھی جس مین تھوڑے سے جو تھے اور ایک دو یگ سنگین اور ایک چکی۔ آپ نے تھوڑے جو اوس چکی مین پیسے اور اوس کا عصیدہ[۱] بنا کر آنحضرت صلعم کے حضور مین پیش کیا۔ رہی طعام ولیمہ ہوا مواہب مین ہے کہ حضرت ام سلمہ بڑی حسینہ و جمیلہ تھین ابن سعد کہتے ہین کہ حضرت عائشہ فرماتی تھین کہ جب آنحضرت صلعم نے ان سے نکاح کیا تو مجھکو شدید حزن لاحق ہوا کیونکہ مین نے ان کے حسینہ ہونے کا بہت شہرہ سنا تھا مین نے اپنی کیفیت حفصہ رض سے کہی اونھون نے میری بہت دلجوئی وتشفی کی اور کہا کہ ایسا نہین ہے لوگ بیان کرنے مین مبالغہ بھی کر دیتے ہین لیکن جب مین نے ان کو دیکھا تو جیسا سنا تھا اوس سے بہت زیادہ پایا آنحضرت صلعم کا معمول تھا کہ ہر روز آپ تمام ازواج مطہرات کے یہان تشریف لے جاتے تھے ہر ایک کے یہان تھوڑی تھوڑی دیر ٹھیرتے جب اون کا گھر آجاتا جن کی باری ہوتی تو شب کو وہین قیام فرماتے اس کی ابتدا ام سلمہ کے گھر سے ہوتی تھی حضرت عائشہ فرماتی تھین کہ عصر کا وقت ہوتا تھا کہ جب آپ حضرت ام سلمہ کے یہان تشریف لاتے تھے اور وہان سے سب بی بیون کے یہان ہوتے ہوے آخر مین میرے یہان آتے تھے۔ ان کے پاس موے شریف بھی تھا صحیح بخاری شریف مین ہے کہ ان کے پاس ٹھلیہ چاندی کا تھا جس مین موے شریف تھا جب صحابہ مین کسی کو کچھ تکلیف ورنج ہوتا تو ایک پیالہ مین پانی بھر کر اون کے پاس لیجاتے آپ موے شریف نکال کر اوس پانی مین حرکت دیدیتین وہ استعمال کرایا جاتا اور اوس کی برکت سے وہ تکلیف ورنج رفع ہو جاتا ان کی مرویات کتب متداولہ مین تین سو اٹھتر حدیثین ہین از انجملہ متفق علیہ تیرہ حدیث اور فرد بخاری تین حدیثین اور فرد مسلم تیرہ اور باقی اور کتابون مین ہین اہل سیر متفق ہین کہ ان کی وفات سب امہات المومنین کے بعد ہوئی لیکن سنہ وفات مین بہت اختلاف ہے امام نووی کتاب تہذیب الاسماء واللغات مین لکھتے ہین کہ ان کی وفات ماہ ذیقعدہ ۵۹ھ ہجری مین ہوئی

---

[۱] عصیدہ نوعے از حلوا ۱۲ منتخب اللغات

اور حضرت ابوہریرہؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی بقیع مین اور ان کے بیٹے عمر کہتے ہین کہ مین نے
اور میرے بھائی سلمہ و عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی امیہ و عبد اللہ بن وہب بن زمعہ اسدی نے قبر
مین اوتارا ان کی عمر وقت وفات چوراسی سال کی تھی ابن سعد بھی یہی کہتے ہین اور صاحب کمال
اور ابن اثیر کہتے ہین کہ ان کی نماز جنازہ سعید بن زید نے پڑھائی جو عشرہ مبشرہ سے تھے مگر یہ قول
صحیح نہین کیونکہ سعید بن زید کا انتقال ۵۱ سنہ ہجری مین ہوا تھا اور حضرت ام سلمہ کی وفات ۵۹ سنہ
مین تو کیسے نماز جنازہ پڑھانا ممکن ہے احمد بن ابی خیثمہ کہتے ہین کہ ان کا انتقال زمانہ سلطنت یزید
بن معاویہ مین ہوا اور یزید متولی خلافت ماہ رجب ۶۰ سنہ ہجری مین ہوا اور ماہ ربیع الاولی ۶۴ سنہ
مین مرا اور اس امر پر لوگون کا اتفاق ہے کہ یہ بقیع مین دفن ہوئین اور تاریخ دمشق مین لکھا ہے کہ
ان کی وفات شوال ۵۹ سنہ مین ہوئی اور ایک روایت مین ہے کہ ۶۱ سنہ ہجری مین ہوئی جبکہ
حضرت امام حسین علیہ السلام کی خبر شہادت آئی ابن عساکر کہتے ہین کہ یہی صحیح ہے اور ابن اثیر
کہتے ہین کہ بعضون کا قول ہے کہ ام سلمہ کی وفات ماہ رمضان یا شوال ۵۹ سنہ مین ہوئی اور یہ
اور ان کے شوہر اول اون لوگون کے تھے جنھون نے حبشہ کی طرف ہجرت کی انتہی اور بہجۃ المحافل
مین ان کا سنہ وفات ۶۲ سنہ لکھا ہے اور امام یافعی تاریخ مرآۃ الجنان مین ان کی وفات ۶۱ سنہ
مین لکھتے ہین اور یہ بھی لکھا ہے کہ بعضے ۵۹ سنہ بھی کہتے ہین اس اختلاف روایات کی وجہ سے سنہ
وفات کا تعین مشکل ہے مگر یہ او ر وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ یہ واقعہ حرہ تک زندہ تھین ۔
صحیح مسلم شریف مین ہے کہ حارث بن عبد اللہ بن ابی ربیعہ اور عبد اللہ بن صفوان ان کی خدمت
مین حاضر ہوے زمانہ خلافت یزید ابن معاویہ مین اور اون دونون نے اوس لشکر کا حال پوچھا جو
زمین مین دھنس جائیگا اور یہ سوال اوس وقت کیا گیا تھا جب یزید نے مسلم بن عقبہ کو لشکر شام
کے ساتھ مدینہ طیبہ بھیجنے کا ارادہ کیا تھا اور واقعہ حرہ واقع ہوا تھا اور وہ ۶۳ سنہ ہجری مین ہوا اس لیے اس سے

پہلے ان کی وفات کے متعلق روایتین صحیح نہین معلوم ہوتی ہین انتہی کذا فی الزرقانی۔

حال حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

زینب بنت جحش بن اباب اسدیہ ان کی کنیت ام الحکم تھی اوران کی مان امیمۃ بنت عبدالمطلب آنحضرت صلعم کی پھوپھی تھین اولاً ان کا نام برّہ تھا آنحضرت صلعم نے اوس کے متعلق یہ خیال کرکے کہ اس سے معنے تزکیۂ نفس کے پیدا ہوتے ہین اور کلام اللہ مین ہے لا تزکوا انفسکم ان کا نام بدل کر زینب رکھا امام محی الدین نووی اپنی کتاب تہذیب الاسماء واللغات مین لکھتے ہین کہ یہ قدیۃ الاسلام اوراون عورتون سے تھین جنھون نے رسول اللہ صلعم کے ساتھ ہجرت کی قتادہ اور واقدی اور بعض اہل مدینہ کا قول ہے کہ آنحضرتؐ نے ان کے ساتھ ۵ سنہ ہجری مین نکاح کیا اور ابن المسیب وابو عبیدہ وخلیفہ ابن الخیاط کہتے ہین کہ ان سے آنحضرتؐ نے ۳ سنہ مین نکاح کیا ابن سعد کا قول ہے کہ شروع ماہ ذی قعدہ ۵ سنہ ہجری مین نکاح ہوا اوس وقت پینتیس ۳۵ برس کی تھین آنحضرتؐ سے قبل زید بن حارثہ غلام آنحضرت صلعم کے نکاح مین تھین اونھون نے ان کو طلاق دی بعد عدت مین تھین کہ اللہ تعالےٰ نے ان کا نکاح آنحضرت صلعم کے ساتھ کیا اور یہ آیت نازل فرمائی فلما قضی زید منھا وطرا زوجنا کھا[1] چنانچہ یہ فخر کرتی تھین اور ازواج مطہرات پر اور کہتی تھین کہ اللہ نے میرا بیاہ کیا آسمان پر اور یہ بڑی کاریگر تھین اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھین اور اوس سے جو حاصل ہوتا تھا اوس کو اللہ کی راہ مین صدقہ دیتی تھین حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ جب ان کو آنحضرت صلعم کے ساتھ اپنے نکاح ٹھیرنے کی خبر ملی تب انھون نے سجدۂ شکر ادا کیا حضرت ام سلمہؓ فرماتی تھین کہ زینب آنحضرت صلعم کو پسند تھین اور آپ

[1] اپنی پاکی مت بیان کرو ۱۲ منہ [2] پھر جب تمام کرچکا زید اوس عورت سے اپنی غرض ہم نے وہ تمہارے نکاح مین دی ۱۲ منہ

اون کا ذکر اکثر کیا کرتے تھے اور یہ بڑی نیک بی بی بہت روزہ دار اور شب بیدار تھین حضرت
عائشہ کہا کرتی تھین کہ زینب بنت جحش پر اللہ رحم کرے کہ اونھون نے اس دنیا مین وہ بزرگی پائی
جو کسی اور کو نہین ملی اللہ نے اون کا نکاح اپنے نبی سے دنیا مین کیا اور قرآن اون پر ناطق ہوا
ایک بار آنحضرت صلعم نے اور لوگون سے ہم لوگون کی موجودگی مین فرمایا کہ تم مین جلد زائد ملنے والا
وہ ہے جو دراز تر ہے ہاتھ مین تو آنحضرت صلعم نے اپنے ساتھ اون کے جلد ملنے کی بشارت دی اور وہ
آپ کی جنت مین بھی زوجہ ہون گی حضرت عایشہ فرماتی تھین کہ ہم لوگ جب کسی کے گھر مین
بعد وفات آنحضرت صلعم جمع ہوتے تھے تو اپنے اپنے ہاتھ دیوار مین بڑھا کر ناپتے تھے کہ کس کا ہاتھ بڑا
ہے مگر آنحضرت کے ارشاد کا کچھ مطلب ہماری سمجھ مین نہین آتا تھا جب زینبؓ بنت جحش نے وفات
پائی اوس وقت سمجھ مین آیا کہ آنحضرت صلعم نے درازی ہاتھ سے صدقہ مراد لیا تھا اور یہ ہنرمند تھین
کھال بکا لیتی تھین اور شہد نکالا کرتی تھین اور اللہ کی راہ مین صدقہ دیتی تھین انتہی علامہ زرقانی
شرح مواہب لدنیہ مین ان کے حال مین لکھتے ہین کہ حضرت صدیقہؓ فرماتی تھین کہ حضرت زینب کو
میرے ساتھ ہمسری و مقابلہ کا دعوے تھا اور اون کو اس کا حق بھی حاصل تھا کیونکہ نسبی حیثیت سے
وہ آنحضرت صلعم کی پھوپھی کی بیٹی تھین حسن و جمال مین بھی ممتاز تھین آنحضرت صلعم کو اون سے
محبت بھی تھی اون کے زہد و ورع کا یہ حال تھا کہ جب حضرت صدیقہؓ پر منافقین نے اتہام لگایا اور
اوس مین خود حضرت زینب کی بہن حمنہ بھی شریک تھین تو آنحضرت صلعم نے اون سے حضرت صدیقہ
کے متعلق حالات دریافت کیے تو انھون نے جواب مین صاف طور پر یہ کہدیا کہ مجھکو عایشہؓ کے متعلق
نیک ہونے کے سوا کسی بات کا علم نہین اور کانون پر ہاتھ رکھکر کہا کہ یہ محض تہمت ہے چنانچہ
حضرت صدیقہؓ جب اس واقعہ کا ذکر کرتین تو ہمیشہ ان کی پاک باطنی اور سچائی و اقرار حق کی شکر گزار
ہوتین عبادت بہت خشوع و خضوع سے کرتی تھین اور بغیر استخارہ کے کوئی رائے نہین دیتی تھین مرنے

ہے کہ ایک بار آنحضرت صلعم مہاجرین کو مال تقسیم کرتے تھے یہ بھی اوس معاملے مین کچھ کہنے لگین
حضرت عمرؓ نے سختی سے ان کو ممانعت کرنا چاہی تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے عمرؓ ان سے درگذر کرو یہ
اواہ مین طبیعت کی نہایت سیر چشم وسخیہ و قانعہ تھین نقل ہے کہ ایک بار حضرت عمرؓ نے اونکا سالانہ
نفقہ بھیجا اونھون نے اوس پر ایک کپڑا ڈال دیا اور برزہ بنت رافع سے کہا کہ میرے عزیزون اور رشتہ دارون
اور تیمون کو یہ مال تقسیم کر دو برزہ نے کہا کہ ہمارا بھی اس مین حق ہے یا نہین اونھون نے کہا کہ کپڑے
کے نیچے جو کچھ نکلے وہ تمھارا حق ہے برزہ نے دیکھا تو پچاسی درہم نکلے جب تمام مال تقسیم ہو چکا تو دعا
مانگی کہ یا اللہ اس سال کے بعد مجھکو عمرؓ کے عطیے سے فائدہ نہ اوٹھانا پڑے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اوسی
سال اُن کا انتقال ہو گیا۔ انتہی۔ ان کے مناقب بہت ہین آن کی وفات ۲۰ھ مین ہوئی اور عمر
ترپن برس کی ہوئی یہ قول ابن سعد کا ہے اور اہل سیر کا اسپر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد
بی بیون مین پہلے انھین نے انتقال کیا اور بقیع مین درمیان دار عقیل اور دار ابن الحنفیہ کے دفن
ہوئین یہ بھی ابن سعد کا قول ہے انھون نے اپنے کفن کا سامان بھی کر لیا تھا اور وصیت کی تھی کہ
حضرت عمرؓ بھی اگر کفن دین تو اون مین سے ایک کو صدقہ کر دینا چنانچہ ویسا ہی کیا گیا عمرہ کہتے ہین
کہ ان کی وفات کے روز حضرت عایشہ بہت رنجیدہ تھین اور فرماتی تھین کہ آج اوس بی بی کا انتقال
ہوا جو بڑی نیک اور تیمون و بیواؤن کی فریاد رس تھی ان کی نماز جنازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے پڑھائی اور قبر مین اسامہ بن زید اور محمد بن عبد اللہ بن جحش اور عبد اللہ بن ابی احمد بن جحش اور محمد
بن طلحہ بن عبید اللہ اوترے جو ان کی بہن حمنہ کے بیٹے تھے اور یہ سب آپ کے محرم تھے اور یہ اول
اول بی بیون کی تھین جن کے لیے نعش بنائی گئی۔ اسماء بنت عمیس نے حضرت عمرؓ سے نعش کے
متعلق بیان کیا کہ مین نے اس کو حبشہ مین دیکھا تھا کیونکہ آپ کی یہ خواہش تھی کہ کوئی ایسی چیز ہونا
چاہیے جو مردہ کو ڈھانپ لے لہذا اسماء نے حسب خواہش آپ کے اوس کو اشارتاً بیان کیا علامہ

زرقانی شرح مواہب مین لکھتے ہین کہ ازواج مطہرات مین سب سے پہلے ان کے لیے نعش بنائی گئی ورنہ عورتون مین اولیت حقیقی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرار کو ہے جیسا کہ ابن عبدالبر کے کلام سے معلوم ہوتا ہے انتہی اُن کا سنہ وفات ۲۰ سنہ ہجری ہے مگر خلیفہ بن خیاط کا قول ہے کہ ۲۱ سنہ ہجری ہے انتہی کذافی تہذیب الاسمار واللغات للامام النووی۔ امام یافعی نے بھی اپنی تاریخ مرآۃ الجنان مین ان کا سنہ وفات ۲۰ سنہ ہجری لکھا ہے انتہی

حال حضرت اُمّ المؤمنین جُویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جویریہ بضم جیم وفتحہ واو یہ بیٹی تھین حرث بن ابی ضرار ابن حبیب خزاعیہ مصطلقیہ کی مریسیع کے دن کہ جس کو غزوۂ بنی المصطلق کہتے ہین ۵ سنہ ہجری مین بقول واقدی یہ قید مین آئین۔ اور خلیفہ کا قول ہے کہ ۶ سنہ ہجری مین یہ قید مین آئین ابن قتیبہ نے معارف مین لکھا ہے کہ یوم بنی المصطلق اور بنی لحیان ماہ شعبان ۵ سنہ مین تھا ابن سعد وغیرہ کہتے ہین کہ جویریہ مسافع بن صفوان اور ذی الشفرین کے تحت مین تھین اور مسافع بن صفوان یوم مریسیع بحالت کفر قتل کیا گیا صحیح مسلم مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جویریہ کا نام برہ تھا آنحضرت صلعم نے اُسکو بدل کر جویریہ رکھا کیونکہ آپ کو نا پسند ہوتا تھا جب کوئی کہتا تھا کہ آپ برہ کے پاس سے تشریف لائے حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ جب مال غنیمت تقسیم ہوا تو جویریہ بنت الحارث ثابت بن قیس بن شماس انصاری کے حصہ مین پڑین جب وہ مسلمان ہوئین تو اون کو ثابت نے مکاتبہ[1] کیا اور یہ بہت نیک معقول صورت و ملیحہ تھین یہ آنحضرت صلعم کے پاس اس غرض سے آئین کہ میری بدل الکتابۃ کی ادائی مین آپ مدد کرین آنحضرت نے فرمایا کہ بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مین تمھاری طرف سے تمھارا بدل الکتابۃ ادا

[1] کتابت اصطلاح فقہا مین اوس کو کہتے ہین کہ آقا اپنی لونڈی یا غلام سے ایک رقم معین کرکے کہدے کہ اگر یہ رقم تم ادا کر دو تو تمکو آزاد کر دینگے تو وہ لونڈی یا غلام مکاتبہ و مکاتب کہین گے اور جو رقم دیجائیگی اوسکو بدل الکتابۃ کہین گے ۱۲ منہ

ے کے تم سے نکاح کر لون انھون نے قبول کیا آپ نے ثابت بن قیس کو بلایا اور اون سے سب
ل بیان کیا وہ بھی راضی ہوگئے آنحضرت صلعم نے قرار دادکی اور ان کو آزاد کرکے نکاح کرلیا جب
ور لوگون کو خبر پہونچی کہ ان کا نکاح آنحضرت سے ہوگیا تو اون لوگون نے بنی المصطلق کا جو کچھ ل
یا یا تھا وہ سب آنحضرت کی خدمت مین بھیج دیا اوس سے بنی المصطلق کے گھرانے کے سو آدمی آزاد کیے
گئے پس مین کسی عورت کو برکت مین زائد اور بہتر قبیلہ بنی المصطلق مین جویریہ سے نہین جانتی ہو
تاریخ دمشق مین ہے کہ ان کے والد حارث بھی مسلمان ہوگئے تھے انتہی کذا فی تہذیب الاسمار
واللغات للامام النووی - علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب مین ان کے حال مین
لکھتے ہین کہ حضرت جویریہ کی رقم بدل الکتابہ نو اوقیہ سونا تھا اور آزاد شدہ غلامون کی تعداد ایک
روایت مین سات سو سے زائد لکھی ہے حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ حضرت جویریہ کی
برکت سے سیکڑون گھرانے آزاد کردیے گئے اور بعض روایتون مین ہے کہ آنحضرت صلعم سے خود
حضرت جویریہ نے یہ خواہش ظاہر کی تھی اور آپ نے تمام قیدیون کو اون پر ہبہ کردیا تھا انتہی
مدارج النبوۃ مین ہے کہ یہ بڑی عابدہ و ذاکرہ تھین نقل ہے کہ ایک روز آنحضرت صلعم بعد نماز صبح ان کے
پاس سے باہر تشریف لے گئے تو اوس وقت یہ جانماز پر بیٹھی ہوئی ذکر و تسبیح مین مشغول تھین جا شت
کے وقت جب آنحضرت صلعم پھر تشریف لائے تو ان کو اوسی حال مین دیکھکر دریافت کیا کہ جس
وقت سے مین گیا تب سے تم اسی حال پر ہو انھون نے عرض کیا کہ ہان آپ نے فرمایا کہ جب مین یہان
سے گیا تو مین نے چار کلمے ایسے کہے کہ اگر اون کا مقابلہ تمھاری اس وقت تک کی عبادت سے کیا جاے
تو وہی زائد رہین گے وہ کلمے یہ ہین سبحان اللہ[۱] وبحمدہ عدد خلقہ ورضی نفسہ وزنۃ عرشہ
ومداد کلماتہ مقصود اصلی آپ کا اس سے تعلیم تھا کہ ان کلمات کو بھی اپنے ورد مین داخل کرلو

[۱] پاکی ہے اللہ کو اور اوس پر حمد اوس کی مخلوقات کے شمار سے اور اوس کی خوشنودی ذات کی برابر اور بقدر
وزن اوس کے عرش کے اور سیاہی اوس کے کلمات کے ۱۲ منہ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ میرے خیال مین کوئی عورت خیر و برکت والی بزرگ زیادہ جویریہ سے نہ ہوگی اور خود یہ فرماتی تھین کہ قبل تشریف لیجانے آنحضرت صلعم کے قبیلہ بنی المصطلق مین مین نے یہ خواب دیکھا کہ ماہتاب یثرب کی جانب سے سیر کرتا ہوا آیا اور میری گود مین گرپا مین نے اس واقعہ کو کسی سے بیان نہین کیا۔ اوس کی تعبیر یہ پائی کہ آنحضرت صلعم کے ازواج مین داخل ہوئی امام نووی کتاب تہذیب الاسماء واللغات مین لکھتے ہین کہ محمد بن یزید نے اپنی دادی سے جو لونڈی حضرت ام المومنین جویریہؓ کی تھین روایت کی ہے کہ آپ فرماتی تھین کہ میرے ساتھ حضرت رسول خدا صلعم نے نکاح کیا بیسؔ برس کے سن مین پھر اونھین کا قول ہے کہ حضرت ام المومنین جویریہؓ کی وفات ۵۰ سنہ ہجری مین ہوئی جبکہ اون کی عمر شریف پینسٹھ برس کی تھی اور محمد بن سعد کہتے ہین کہ ان کی وفات ماہ ربیع الاول ۵۶ سنہ ہجری زمان سلطنت امیر معاویہ بن ابی سفیان مین ہوئی اور مروان بن الحکم اوس زمانے مین والی و حاکم مدینہ طیبہ تھا اوس نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اِن سے روایت حدیث کی حضرت ابن عباسؓ اور اون کے غلام کریب اور عبداللہ بن شداد بن الہاد اور ابوایوب یحیی ابن مالک ازدی نے اور حضرت جویریہؓ نے حضرت صلعم سے سات حدیثین روایت کین انتہی۔ اور مدارج النبوۃ مین ہے کہ ان کی وفات مدینہ مین ۵۰ سنہ یا ۵۶ سنہ ہجری مین ہوئی اور عمر پینسٹھ برس کی ہوئی۔ نماز جنازہ مروان بن الحکم نے پڑھائی اور قبر جنت البقیع مین ہے۔ مرویات ان کی سات حدیثین ہین دو بخاری مین اور دو مسلم مین اور باقی اور کتب مین اور مہران کا چار سو درھم تھا اور ایک قول مین مہران کا آزادی تھی اسیران بنی المصطلق کی جن کی تعداد سو نفر سے زائد تھی امام یافعی نے بھی تاریخ مرآۃ الجنان مین ان کا سنہ وفات ۵۶ سنہ ہجری لکھا ہے

حال حضرت ام المومنین صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

علامہ شیخ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ہفتم باب غزوۂ خیبر مین حدیث مرویہ حضرت
انس کی شرح مین لکھتے ہین کہ صفیہ بنت حیی ابن اخطب بن سعیہ بفتح سین مہملہ و سکون عین مہملہ
اوس کے بعد یاے تحتانیہ ساکنہ ابن عامر ابن عبید بن کعب حضرت ہارون ابن عمران حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے بھائی کی اولاد سے تھین اور آن کی مان برہ بنت شموال بنی قریظہ سے
تھین یہ پہلے سلام ابن مشکم قرظی کے تحت مین تھین جب اون سے مفارقت ہوئی تو کنانہ بن ربیع
بن الحقیق نضری کے نکاح مین آئین کنانہ خیبر کے دن مارڈالا گیا جیسا کہ ابن سعد نے اس کو
بعض اسناد مرسل سے ذکر کیا ہے انتہے۔ بہجۃ المحافل مین ہے کہ حضرت صفیہؓ کی والدہ برہ بنت
سموال تھین جو رفاعہ ابن سموال کی بہن تھین اولاد لاوی بن یعقوب علیہ السلام سے حضرت شیخ
عبد الحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ کے صفحہ ۳۰۷ مین لکھتے ہین کہ آپ قیدیان خیبر سے تھین اور
نوعروس تھین سترہ برس کی لوگون نے جب ان کے حسن و جمال کا حال آنحضرت صلعم سے بیان
کیا تو آپ نے اون کو اپنے لیے تجویز کیا کیونکہ آپ کو اختیار تھا کہ آپ اپنے لیے مال غنیمت مین
سے جو چاہین پسند کرلین خواہ تلوار ہو یا گھوڑا یا لونڈی وغیرہ انتہی علامہ شیخ ابن حجر امام بخاری کے
اس قول کی شرح مین فصارت الی دحیۃ ثم صارت الی النبی[1] لکھتے ہین کہ عبد العزیز کی
روایت مین حضرت انسؓ سے یون آیا ہے کہ دحیۂ کلبی نے حاضر ہوکر آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ
یارسول اللہ ان قیدیون مین سے ایک لونڈی مجھے عنایت فرمایئے آپ نے فرمایا کہ ایک لے لو
اونھون نے حضرت صفیہ کو لیا ایک شخص نے آکر آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ نے
دحیۂ کلبی کو صفیہؓ کو عنایت فرمایا حالانکہ وہ بنی قریظہ و نضیر کی سیدہ ہین وہ آپ کے لیے لائق ہین

[1] گردانی گئین صفیہ دحیۂ کلبی کے لیے پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے ہوگئین ۱۲ منہ

اوسی وقت آپ نے دحیۂ کلبی کو مع صفیہؓ کے بلایا اور صفیہؓ کو دیکھکر فرمایا کہ یہ نہ لو بجاے اس کے
اور کوئی لونڈی لے لو اور ابن اسحق کہتے ہین کہ صفیہ قید ہوئی تھین قلعۂ قموص سے جو بنی ابی الحقیق
کا ایک قلعہ ہے اور یہ تحت مین تھین کنانہ بن الربیع ابن الحقیق کے اور ان کے ساتھ ان کے چچا
کی بیٹی اور بعض کے نزدیک ان کے شوہر کے چچا کی بیٹی بھی قید ہوئی تھین جب حضرتؐ نے
صفیہؓ کو دحیۂ کلبی سے واپس لیا تو اون کے عوض مین اون کے چچا کی بیٹی دحیہؓ کو عنایت فرمائی
سہیلی کہتے ہین کہ ان خبرون مین کوئی مخالفت نہین ہے اس لیے کہ آپ نے دحیۂ کلبی سے حضرت
صفیہؓ کو قبل از تقسیم لیا اور جو لونڈی کہ عوض مین دی وہ بطور نفل کے دی نہ بطور بیع کے نتھے مین
کہتا ہون کہ حماد بن سلمہ کی روایت جو مسلم مین ہے اور اوس مین حماد راوی ہین ثابت سے اور
ثابت حضرت انسؓ سے یہ ہے کہ صفیہ دحیۂ کلبی کے حصے مین پڑی تھین اور امام مسلم کہتے ہین کہ
آنحضرتؐ نے حضرت صفیہؓ کو دحیہؓ سے سات لونڈیان دیکر خریدا اور پھر آزاد کیا۔ تو اب طریق جمع ان
احادیث مین یہ ہے کہ اون کے حصے مین پڑنے سے مطلب یہ ہے کہ جو حصہ اُنھون نے اپنے ذہن
مین اپنے لیے ٹھیرایا تھا اور یہ کیون تھا کہ انھون نے آنحضرتؐ سے ایک لونڈی مانگی تھی تب آپ نے
اون کو اجازت دی اونھون نے صفیہؓ کو لیا جب آنحضرتؐ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ یہ تو شاہزادی
ہین آپ سمجھے کہ یہ دحیہ کے دینے کے قابل نہین ہین حضرات صحابہ مین بہت لوگ تھے جو دحیۂ کلبی کے
برابر اور اون سے زائد تھے اور قیدیون مین صفیہ کے مثل عورت نفاست مین کم تھی تو اگر آپ اون کو
دحیہؓ ہی کو دیدیتے تو ممکن تھا کہ بعض صحابہ کے دلون مین ملال ہوتا تو آپ کا واپس لے لینا بہ مصلحت عامّہ
تھا اور خاص اپنی ازواج مطہرات مین داخل کرنا بھی بہ مصلحت کہ کل صحابہ کی رضامندی اسی مین
ہوگی اور یہ رجوع فی الہبہ نہین ہے تب لفظ اشترا کا اطلاق عوض پر یہ مجازاً ہے اب آنحضرتؐ کا صفیہؓ
کے عوض مین اون کے چچا یا اون کے شوہر کے چچا کی بیٹی عنایت کرنا اس لیے تھا کہ شاید اون کا

نفس بہ خوش ہوا ہو لہذا منجملہ اون قیدیون کے اوس سے زائد کچھ دیدیا ابن سعد نے طریق
سلیمان ابن مغیرہ سے اونھون نے ثابت سے اونھون نے انس سے روایت کی اور اوس کی
اصل مسلم مین ہے کہ اور صفیہؓ جب دحیہؓ کلبی کو ملین تو صحابہ نے اون کی تعریف کرنا شروع کی تب
آنحضرتؐ نے دحیہؓ کو اون کے عوض مین اس قدر دیا کہ وہ راضی ہو گئے اور صفیہؓ کو خود لے لیا اس
قصے سے تھوڑا اوائل صلوٰۃ مین اوپر بیان ہو چکا انتہیٰ مین کہتا ہون کہ مدارج النبوۃ مین ہے
کہ ایک روایت مین ہے کہ جب آپ نے حکم دیا عورتون اور اولاد یہود کے قید کرنے کو تو قیدیون
مین حضرت صفیہ بھی آئین لوگون نے کہا کہ یہ جمیلہ و سیدۂ قبیلہ اور شاہان یہود مین سے نیز اولاد
حضرت ہارون پیغمبر سے ہین مناسب یہ ہے کہ یہ خاص آپ کے پاس رہین اور صحابہ مین دحیہؓ
کے ایسے بہت ہین اور مال غنیمت مین صفیہؓ کی ایسی عورت نفاست مین کم۔ اون کو خاص کر دحیہ
کو دینا سبب رنج دلی اکثر صحابہ ہوگا مصلحت عام اسی مین ہے کہ اون کو واپس لیکر اپنے ساتھ مخصوص
کیجیے انتہیٰ اور اسی کا مؤید وہ ہے جو بخاری شریف مین باب التکبیر والغلس بالصبح والصلوٰۃ عند الاغارۃ
والحرب مین حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جب قیدیان خیبر آئے تو صفیہ بنت حیی کہ سیدۂ بنی قریظہ
تھین دحیہ کلبیؓ کو ملین یعنی آنحضرتؐ نے اون کو عطا کیا پھر وہ آنحضرتؐ کی ہوئین اور ایک روایت
یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے دحیہ سے فرمایا تھا کہ ایک لونڈی قیدیون مین سے لے لین اونھون نے صفیہؓ
کو کہ نسب و شرافت و حسن و جمال مین زائد تھین لے لیا جب لوگون نے آنحضرت سے عرض کیا کہ
وہ لائق آپ کی حرم محترم ہونے کے ہین اور معلوم ہوا کہ لوگون کے نفوس مین اس کی ایک شورش
ہے تب آپ نے اون کو دحیہ سے واپس لے لیا اور دوسری لونڈی یا اوس کی قیمت دحیہ کو دی
جب وہ اس پر راضی ہو گئے تو صفیہؓ کو آپ نے اپنے واسطے مخصوص کر کے اون کے ساتھ نکاح کیا۔
اور اون کی آزادی کو اون کا مہر گردانا عبد العزیز کہ جو راویان حدیث سے ہین اونھون نے ثابت سے

کہا کہ اے ابو محمد تم نے انس سے یہ بھی پوچھا کہ آنحضرتؐ نے صفیہ کا مہر کیا مقرر کیا تھا تو انسؓ نے کہا کہ اون کا مہر اون کی ذات تھی تب عبد العزیز اس بات سے ہنسے جیسا کہ پہلی روایت مین مذکور ہوا یہ امر چونکہ خصائص آنحضرتؐ سے تھا اور مسلمانون مین متعارف نہ تھا۔ لہذا تاکید علم کی غرض سے مکرر ذکر کیا گیا انتہی امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین کہ مازری وغیرہ کہتے ہین کہ یہ جو معاملہ دحیہؓ کے ساتھ واقع ہوا اس مین دو وجہون کا احتمال ہے ایک یہ کہ آپ نے دحیہؓ کی رضامندی سے اون کو واپس لیا اور اوس کے عوض مین دوسری لونڈی اون کو دی دوسری یہ کہ آپ نے دحیہؓ کو عام لونڈیون مین ایک لونڈی لینے کی اجازت دی تھی نہ اچھی اور خوب صورت لونڈی مگر جب اونھون نے نفیس بہتر لونڈی بحیثیت نسب و شرف قومی و جمال کے لے لی تو آپ نے واپس لے لیا کیونکہ آپ نے ایسی چھانٹ کے لینے کی اجازت نہین دی تھی اور دحیہؓ کے پاس اون کا رہنا بھی باعث فساد خیال فرمایا کیونکہ ممکن تھا کہ اور لشکریون کو ایسی عمدہ لونڈی لینے کا خیال ہوتا اور خود حضرت صفیہؓ کی عزت کے بھی خلاف تھا اور یہ بھی کہ باقی لشکریان خیبر اس کو ناپسند کرین گے اور خود حضرت صفیہ کے ذہن مین بھی دحیہ کی کوئی وقعت نہ ہوگی اور وہ باعث ہوگا باہم سوء معاشرت کا تو آنحضرت صلعم کا مقصود اپنے اس واپس لینے سے ان سب مفاسد اندیشہ ناک کا قطع تھا باین ہمہ حضرت دحیہؓ کو اون کا عوض بھی دیدیا دوسری روایت مین ہے کہ یہ دحیہؓ کے حصے مین پڑین اور آنحضرتؐ نے سات لونڈیان دیکر اون کو خرید لیا مگر اس مین احتمال ہے کہ حصے مین پڑنے سے مطلب یہ ہو کہ اون کو لونڈی لینے کا اذن دیا گیا تو وہ اون کے حصے مین آئین تاکہ باقی روایات مین موافقت ہو جائے اور سات لونڈیان حضرت صفیہؓ کے بدلے مین اس وجہ سے دحیہؓ کو دین تاکہ اون کا دل خوش ہو جاسے نہ یہ کہ اون سے عقد بیع واقع ہوا چنانچہ اس بیان پر کل روایات متفق ہین۔ اور یہ عنایت فرمانا دحیہ کو محمول ہے تنفیل پر اور یہی صحیح مختار ہے قاضی عیاض نے بھی اس حدیث

کے بعض الفاظ بیان کیے ہین اور لکھا ہے کہ میرے نزدیک اولی یہ ہے کہ صفیہ مال غنیمت سے نہ تھین کیونکہ وہ کنانہ بن الربیع کی بی بی تھین اور اونھون نے اور اون کے خاندان و الون بنی ابی الحقیق نے صلح کر لی تھی رسول اللہ صلعم سے اس شرط پر کہ وہ اپنا دفینہ آپ سے نہین چھپائین گے اور اگر چھپائین تو وہ صلح سے باہر ہین آنحضرت نے اون سے حیی بن خطب کا خزانہ پوچھا تھا تو اونھون نے اوس کو چھپایا اور کہا کہ وہ نفقات مین صرف ہوگیا مگر یہ چھپ نہ سکا اور عہد ٹوٹ گیا تب آپ نے اُن کو قید کر لیا ہی ابو عبیدہ وغیرہ نے لکھا ہے پس حضرت صفیہ اونھین قیدیون مین سے تھین تو وہ فیئ ہوئین اور فیئ مین خمس نہین ہے بلکہ امام کو اختیار ہے کہ اوس مین جس طرح مناسب سمجھے تصرف کرے یہ بیان تفریع ہے قاضی کی طرف سے اون کے مذہب پر کہ جو یہ ہے کہ فیئ پر خمس نہین ہے جس طرح کہ غنیمت مین ہے واللہ اعلم انتہی غرض اس نقل سے یہ ہے کہ اوس کے بیان سے معلوم ہوا کہ حضرت سے ایک شخص نے اور صحابہ کی ناگواری بیان کی تھی اور تیسیر القاری و مدارج النبوۃ سے چند لوگون کا قول ثابت ہوتا ہے بالجملہ بقول صاحب بہجۃ المحافل حضرت صفیہ کی کیفیت از رواج مین اختلافات ہین انتہی امام نووی کتاب تہذیب الاسماء واللغات مین لکھتے ہین کہ حیی بجاے حطہ پھر دو یا پہلی مفتوح دوسری مشدد اور بعضے حا کے پیش بھی کہتے ہین اور زیر بھی اور اخطب بفتح ہمزہ و خا معجمہ حضرت صفیہ قبیلۂ بنی نضیر سے تھین خیبر سے ماہ رمضان سنہ ہجری مین قیدیون مین آئین آنحضرت صلعم نے ان کو آزاد کر کے نکاح کر لیا اور اوسی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا یہ بڑی عاقلہ تھین اور آنحضرت نے ان کے ساتھ جب نکاح کیا تو یہ سترہ برس کی بھی نہین تھین انتہی علامۂ زرقانی شرح مواہب لدنیہ کی جلد سوم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۰۳ مین لکھتے ہین کہ عرب مین مال غنیمت کا جو بہتر حصہ امام کے لیے خاص ہو جاتا تھا اوس کو صفیہ کہتے تھے جب یہ غزوۂ خیبر مین اسی طریقے سے آنحضرت صلعم کے نکاح مین آئین تو صفیہ کے نام سے

مشہور ہوگئین ورنہ اصلی نام زینب تھا حضرت شیخ عبدالحق دہلوی مدارج النبوۃ کے صفحے ۳۱۷
مین لکھتے ہین کہ مسلمانون کو اختلاف تھا کہ حضرت صفیہؓ کا شمار امہات المؤمنین مین ہوگا یا لونڈی
رہین گی پھر باہم یہ راے طے پائی کہ اگر اوںھون نے ہم لوگون سے پردہ نہ کیا تو معلوم ہوگا کہ لونڈی
رہین تب آنحضرتؐ نے اون کو آزاد کرکے اون سے نکاح کیا اور اون کا مہر اون کی آزادی کو قرار دیا
اور جب صہبا مین پہونچے تو اون سے ہم بستر ہوے اور اون کے ولیمہ مین حیس تیار کیا گیا اور انسؓ
سے فرمایا کہ جتنے لوگ تمھارے ساتھ ہین سب کو ولیمہ کی دعوت دو بعد اوس کے جب آنحضرتؐ
مدینے کی طرف چلے تو صفیہؓ کو اپنے پیچھے بٹھلایا اور دعبا جیسے اونٹ پر پھیلاتے تھے اوس کا پردہ
اون کے لیے بنایا اور آپ اون کو اونٹ پر سوار کرنے کے لیے اپنے زانو ون کو رکھتے تھے مگر حضرت
صفیہؓ اپنے پیر ادبًا آپ کے زانو پر نہین رکھتی تھین بلکہ اپنے زانو آپ کے زانو پر رکھکر سوار ہوتی تھین
حضرت صفیہؓ نے فتح خیبر کے پہلے خواب مین دیکھا تھا کہ چودھوین رات کا چاند میری گود مین گرا
بیدار ہوکر یہ خواب اونھون نے اپنے شوہر کنانہ سے بیان کیا اوس نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تجھکو
خواہش ہے کہ تو اوس بادشاہ کی بی بی بنے جو ہمارے میدان مین اوترا ہوا ہے یہ کہکر اس زور سے
طمانچہ اون کے مونھ پر مارا کہ نیلا داغ پڑگیا چنانچہ شب زفاف تک اوس طمانچہ کا اثر باقی تھا
حضرتؐ نے اوس کا سبب پوچھا تب حضرت صفیہؓ نے حقیقت حال بیان کی انتہی۔ بادشاہ
اوس نے رسول اللہ صلعم کو کہا اور مطابق خواب کے واقع ہوا۔ یہ بڑی عقیلہ و فہیمہ و حسینہ و جمیلہ تھین
ان کے ساتھ آنحضرت صلعم کو نہایت محبت تھی اکثر مواقع پر ان کی دلجوئی فرماتے تھے۔ ایک بار
آنحضرتؐ سفر مین تھے اور ازواج مطہرات بھی ساتھ تھین حضرت صفیہؓ کا اونٹ اتفاق سے
بیمار ہوگیا حضرت زینبؓ کے پاس ضرورت سے زیادہ اونٹ تھے آپ نے اون سے کہا کہ ایک
اونٹ صفیہؓ کو دیدو اونھون نے کہا کہ کیا مین اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دون اون کے اس کہنے پر

آنحضرت صلعم بہت ناراض ہوے ایسا کہ دو تین مہینے تک اون کے پاس ہتین گئے ایک بار آپ حضرت
صفیہؓ کے پاس تشریف لے گئے تو اون کو روتے ہوے دیکھا آپ نے سبب پوچھا اونھون نے
کہا کہ حضرت عائشہؓ و حضرت زینبؓ کہتی ہین کہ ہم سب بی بیون مین افضل ہین کیونکہ ہم آپ کی
زوجہ ہونے کے علاوہ آپ کی چچازاد بہن بھی ہین آپ نے فرمایا کہ تم نے اس کے جواب مین یہ
کیون نہین کہدیا کہ حضرت ہارون میرے باپ اور حضرت موسےٰ میرے چچا اور محمد صلعم میرے شوہر
ہین اس لیے تم مجھ سے افضل کیونکر ہو سکتی ہو منقول ہے کہ جب ان کی طرف آنحضرت صلعم کو نظر توجہ
عنایت ہوئی تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کو غیرت دامنگیر ہوئی اونھون نے آنحضرت صلعم سے عرض
کیا کہ آپ کو صفیہؓ سے بہت محبت ہے حالانکہ وہ کوتاہ قد ہے اور ایسی ویسی ہے آنحضرت صلعم نے
فرمایا کہ اے عائشہ تم نے وہ کلمے کہے کہ اگر اون کو دریا مین ڈالدین تو متغیر ہو جاے جب یہ مدینہ
مین آئین تو انصار کی عورتین ان کے حسن و جمال کا شہرہ سنکر ان کے دیکھنے کو آئین اور اونھین
کے ساتھ حضرت عائشہؓ بھی پوشیدہ موںھ پر نقاب ڈالکر آئین آنحضرت صلعم نے حضرت عائشہؓ
کو پہچان لیا جب وہ دیکھکر واپس ہوئین تو آنحضرت صلعم بھی اون کے پیچھے پیچھے چلے اور چادر کا کونہ
پکڑکر فرمایا کہ اے حمیرا تم نے صفیہ کو دیکھا کیسا پایا حضرت صدیقہؓ نے کہا کہ ایک یہودیہ تھی۔ جو اور
یہودیون مین بیٹھی ہوئی تھی آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ تم ایسا کہتی ہو وہ تو مسلمان ہوئی ہے
اور اچھا اسلام لائی ہے جب آنحضرت صلعم علیل ہوے تو سب بی بیان جمع تھین حضرت صفیہؓ
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خدا کی قسم مین خوش ہوتی کہ یہ مرض جو آپ کو ہوا مجھکو ہوتا اوس وقت سب
بی بیون نے ایک دوسری کی طرف آنکھ سے اشارہ کیا اور آنحضرت صلعم نے اس کو دیکھ لیا اور
ناخوش ہوکر فرمایا کہ صفیہ اس دعوے مین سچی ہے غلط نہین کہتی نسائی شریف مین ہے کہ یہ کھانا بہت
اچھا پکاتی تھین ایک روز انھون نے کچھ کھانا پکاکر آنحضرت صلعم کو بھیجا آپ اوس وقت حضرت صدیقہؓ

کے گھر مین تشریف رکھتے تھے حضرت صدیقہ نے لانے والے کے ہاتھ سے پیالہ لے کر زمین پر دے ٹپکا
آنحضرت صلعم نے پیالہ کے ٹکڑے چن چن کر یکجا کیے اور اون کو جوڑا اور دوسرا پیالہ منگوا کر واپس
کیا انتہی آپ کی وفات ۳۶ھ و بقولے ۵۲ھ و بقولے ۵۰ھ و بقولے ۵۵ھ زمان خلافت حضرت عمرؓ
مین ہوئی نماز جنازہ حضرت عمرؓ نے پڑھائی اور جنت البقیع مین دفن ہوئین ان کی مرویات دس
حدیثین ہین ایک متفق علیہ ہے اور باقی اور کتابون مین ہین انتہی بہجۃ المحافل مین ہے کہ
حضرت صفیہ کی وفات ۳۶ھ ہجری مین ہوئی اور بعض کہتے ہین ماہ رمضان ۵۰ھ مین امام
یافعی بھی مرآۃ الجنان مین حوادث ۵۰ھ مین لکھتے ہین کہ اسی سال مین ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا
نے وفات پائی یہی اکثرون کا قول ہے ان کا سن ساٹھ برس کا ہوا انتہی **ف** وعیہ دال
کے زبر اور زیر دونون طرح سے درست ہے اور حی حاء کے پیش اور زبر دونون طرح سے ہے کذا
فی شرح صحیح مسلم للامام النووی نفل بفتحتین لغت مین بمعنی زیادتی کے ہے بعد اوس کے یہی نام
غنیمت کا رکھا گیا اس واسطے کہ اس امت پر اور حلال چیزون سے غنیمت زیادہ ہوئی اور غنیمت اور
امتون پر حلال نہ تھی اور اصطلاح شرع مین نفل وہ ہے جس کو امام بعض غازیون کے لیے مخصوص
کر دے کذا فی المحیط اور تنفیل کے مخالف نہین ہے تعبیر کرنا قدوری کا لاباس کرکے اس لیے کہ لفظ
لاباس کا فقط ترک اولے کے لیے نہین بلکہ لاباس مستحب مین بھی ہوتا ہے مصنف نے اپنی شرح مین
ایسا ہی لکھا ہے اور اسی واسطے مبسوط مین تنفیل کو مستحب لکھا ہے کذا فی غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار
صفحہ ۷۷ مطبوعہ مطبع صدیقی بریلی اور بھی اوسی مین ہے کہ امام تنفیل نہ کرے بعد پہونچ جانے
غنیمت کے دار الاسلام مین مگر خمس سے تنفیل بعد الاحراز بھی صحیح ہے بسبب جایز ہونے صرف
خمس کے ایک قسم مین چنانچہ مذکور ہو چکا یعنی جب صرف خمس کا محتاج کے لیے ہوا تو محتاج مقاتل
کے لیے بطریق اولی جایز ہوگا کذا فی الفتح وغیرہ انتہی

لہ بمعنی غنیمت دادن ۱۲ منتخب سلہ حوز بالفتح فراہم آوردن و جمع کردن چیزے و نرم راندن و سخت راندن ۱۲ منتخب

آنحضرتؐ بہت ناراض ہوے ایسا کہ دو تین مہینے تک اون کے پاس نہین گئے ایک بار آپ حضرت
صفیہؓ کے پاس تشریف لے گئے تو اون کو روتے ہوے دیکھا آپ نے سبب پوچھا اونھون نے
کہا کہ حضرت عائشہؓ و حضرت زینبؓ کہتی ہین کہ ہم سب بی بیون مین افضل ہین کیونکہ ہم آپ کی
زوجہ ہونے کے علاوہ آپ کی چچازاد بہن بھی ہین آپ نے فرمایا کہ تم نے اس کے جواب مین یہ
کیون نہین کہدیا کہ حضرت ہارون میرے باپ اور حضرت موسیٰ میرے چچا اور محمد صلعم میرے شوہر
ہین اس لیے تم مجھ سے افضل کیونکر ہو سکتی ہو منقول ہے کہ جب ان کی طرف آنحضرتؐ کو نظر توجہ و
عنایت ہوئی تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کو غیرت دامنگیر ہوئی اونھون نے آنحضرت صلعم سے عرض
کیا کہ آپ کو صفیہؓ سے بہت محبت ہے حالانکہ وہ کوتاہ قد ہے اور ایسی ویسی ہے آنحضرتؐ نے
فرمایا کہ اے عائشہ تم نے وہ کلمے کہے کہ اگر اون کو دریا مین ڈالدین تو متغیر ہو جاے جب یہ مدینہ
مین آئین تو انصار کی عورتین ان کے حسن وجمال کا شہرہ سنکر ان کے دیکھنے کو آئین اور اونھین
کے ساتھ حضرت عائشہؓ بھی پوشیدہ موضہ پر نقاب ڈالکر آئین آنحضرت صلعم نے حضرت عائشہؓ
کو پہچان لیا جب وہ دیکھکر واپس ہوئین تو آنحضرتؐ بھی اون کے پیچھے پیچھے چلے اور چادر کا کونہ
پکڑکر فرمایا کہ اے حمیرا تم نے صفیہ کو دیکھا کیسا پایا حضرت صدیقہؓ نے کہا کہ ایک یہودیہ تھی۔ جو اور
یہودیون مین بیٹھی ہوئی تھی آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ تم ایسا کہتی ہو وہ تو مسلمان ہوئی ہے
اور اچھا اسلام لائی ہے جب آنحضرت صلعم علیل ہوے تو سب بی بیان جمع تھین حضرت صفیہؓ
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خدا کی قسم مین خوش ہوتی کہ یہ مرض جو آپ کو ہوا مجھکو ہوتا اوس وقت سب
بی بیون نے ایک دوسری کی طرف آنکھ سے اشارہ کیا اور آنحضرت صلعم نے اس کو دیکھ لیا اور
ناخوش ہوکر فرمایا کہ صفیہ اس دعوے مین سچی ہے غلط نہین کہتی نسائی شریف مین ہے کہ یہ کھانا بہت
اچھا پکاتی تھین ایک روز انھون نے کچھ کھانا پکاکر آنحضرت صلعم کو بھیجا آپ اوس وقت حضرت صدیقہؓ

کے گھر مین تشریف رکھتے تھے حضرت صدیقہ نے لانے والے کے ہاتھ سے پیالہ لیکر زمین پر دے ٹپکا
آنحضرت صلعم نے پیالہ کے ٹکڑے چُن چُن کر یکجا کیے اور اون کو جوڑا اور دوسرا پیالہ منگوا کر واپس
کیا انتہی آپ کی وفات ۳۶ سنہ و بقولے ۵۲ سنہ و بقولے ۵۰ سنہ و بقولے زمان خلافت حضرت عمرؓ
مین ہوئی نماز جنازہ حضرت عمرؓ نے پڑھائی اور جنت البقیع مین دفن ہوئین ان کی مرویات دس
حدیثین ہین ایک متفق علیہ ہے اور باقی اور کتابون مین ہین انتہی بہجۃ المحافل مین ہے کہ
حضرت صفیہ کی وفات ۳۶ سنہ ہجری مین ہوئی اور بعض کہتے ہین ماہ رمضان ۵۰ سنہ مین امام
یافعی بھی مرآۃ الجنان مین حوادث ۵۰ سنہ مین لکھتے ہین کہ اسی سال مین ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا
نے وفات پائی یہی اکثرون کا قول ہے ان کا سن ساٹھ برس کا ہوا انتہی **ف** دیہ دال
کے زبر اور زیر دونون طرح سے درست ہے اور حی حا کے پیش اور زبر دونون طرح سے ہے کذا
فی شرح صحیح مسلم للامام النووی نفل بفتحتین لغت مین بمعنی زیادتی کے ہے بعد اوس کے یہی نام
غنیمت کا رکھا گیا اس واسطے کہ اس امت پر اور حلال چیزون سے غنیمت زیادہ ہوئی اور غنیمت اور
امتون پر حلال نہ تھی اور اصطلاح شرع مین نفل وہ ہے جس کو امام بعض غازیون کے لیے مخصوص
کر دے کذا فی المحیط اور تنفیل کے مخالف نہین ہے تعبیر کرنا قدوری کا لاباس کرکے اس لیے کہ لفظ
لاباس کا فقط ترک اولے کے لیے نہین بلکہ لاباس مستحب مین بھی ہوتا ہے مصنف نے اپنی شرح مین
ایسا ہی لکھا ہے اور اسی واسطے مبسوط مین تنفیل کو مستحب لکھا ہے کذا فی غایۃ الاوطار ترجمۂ درمختار
صفحہ ۷۴۷ مطبعہ مطبع صدیقی بریلی اور بھی اوسی مین ہے کہ امام تنفیل نہ کرے بعد پہونچ جانے
غنیمت کے دار الاسلام مین مگر خمس سے تنفیل بعد الاحراز بھی صحیح ہے بسبب جایز ہونے صرف
خمس کے ایک قسم مین چنانچہ مذکور ہو چکا یعنی جب صرف خمس کا محتاج کے لیے ہوا تو محتاج مقاتل
کے لیے بطریق اولیٰ جایز ہوگا کذا فی الفتح وغیرہ۔ انتہی

[1] بمعنی غنیمت دادن ۱۲ منتخب [2] حوز بالفتح فراہم آوردن و جمع کردن چیزے و نرم راندن و سخت راندن ۱۲ منتخب

حال ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا

یہ بیٹی تھین حرث بن حزن ابن بحیر بن ہزم ابن رویبہ بن عبداللہ بن عامر بن صعصعہ عامریہ ہلالیہ کی ان کی مان ہند بنت عوف بن زہیر بن الحرب قبیلہ حمیر سے تھین اور ایک قول یہ ہے کہ قبیلۂ کنانہ سے تھین۔ زمانۂ جاہلیت مین یہ مسعود بن عمر ثقفی کے نکاح مین تھین۔ پھر عبداللہ ابن ابی رہم عامری یا خویطب ابن عبد العزیٰ یا فروہ ابن عبد العزیٰ یا سبرہ بن ابی رہم یا عبد یا لیل بن عمر کے نکاح مین آئین کذا فی روضۃ الاحباب صفحہ ۵۹۸ مطبوعہ مطبع انوار محمدی لکھنؤ امام نووی تہذیب الاسماء واللغات مین لکھتے ہین کہ بعضے کہتے ہین کہ حضرت میمونہؓ آنحضرت صلعم سے نکاح کرنے کے قبل ابی رہم براء مہملہ مضمومہ پھر ہاء ساکنہ پھر میم بن عبد العزیٰ کے پاس تھین اور بعضے کہتے ہین کہ فروہ بن عبد العزیٰ کے پاس تھین اور بعضے کہتے ہین کہ سخبرہ بن ابی رہم کے پاس اور بعضے کہتے ہین کہ خویطب بن عبد العزیٰ کے پاس اس قول کو ابن اثیر نے نقل کیا ہے ابن قتیبہ معارف مین لکھتے ہین کہ حضرت میمونہؓ کی مان قبیلہ جرش سے تھین جن کو ہند بنت عمر کہتے تھے اور میمونہ مشتق ہے یمن سے جس کے معنی برکت کے ہین اور میمون کے معنی مبارک کے انتہی آنحضرت صلعم نے ان سے نکاح کیا سلہ ہجری مین اور بعضے سنہ ہجری مین بعد غزوۂ خیبر کے کہتے ہین علامۂ زرقانی شرح مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین کہ ان کے نکاح کے متعلق روایتین مختلف ہین ایک روایت ہے کہ انھون نے اپنے آپ کو ہبہ کیا تھا دوسری روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے مدینہ طیبہ سے اپنے غلام ابورافع کو اوس بن خولی کے ساتھ وکیل بنا کر بھیجا۔ اور انھون نے ایجاب وقبول کیا لیکن صحیح روایت یہ ہے کہ حضرت عباسؓ نے اس نکاح کی تحریک کی اور وہی متولی نکاح ہوے اور چارسو درہم مہر قرار پایا یہ عبداللہ ابن عباسؓ وخالد بن الولیدؓ ویزید ابن الاصم کی خالہ تھین اس طرح سے کہ ان کی مان ہند بنت عوف کی ایک بیٹی ام الفضل تھین

جو حضرت عباس ابن عبد المطلب کی بی بی تھین اور علاوہ حرث ان کے باپ کے ان کے دوسرے شوہر عمیس سے بھی کئی لڑکیان تھین ایک اسمار بنت عمیس جو اولاً حضرت جعفر بن ابی طالب کے نکاح مین تھین اون کے بعد حضرت ابو بکر صدیق کے نکاح مین آئین پھر جناب امیر کرم اللہ وجہہ کے نکاح مین آئین اور اسمار کی ان تینون صاحبون سے اولاد ہوئی اور دوسری بیٹی زینب بنت عمیس تھین جو حمزہ ابن عبد المطلب کے نکاح مین تھین اور تیسری بیٹی سلمیٰ بنت عمیس تھین جو شداد ابن الہاد کے نکاح مین تھین اور چوتھی یزید بن الاصم کی مان تھین عرب کے لوگ ان کی مان کے متعلق کہا کرتے تھے کہ اکرم عجوز جمعت علی الارض اصہاراً یعنی بہت بزرگ یہ بڑھی عورت ہے جس نے ایسے اچھے اور بزرگ داماد کیے انتہی اون کا نام برّہ تھا آنحضرتؐ نے اوس کو بدل کر میمونہ رکھا یہ قول کریب کا ہے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرکے حضرت عائشہ فرماتی تھین کہ زینت صالحہ اور خدا ترس بی بی تھین اور اپنے اعزہ کا بہت پاس لحاظ کرتی تھین انھون نے حضرت سے چھیالیس حدیثین روایت کین اور بعض کہتے ہین کہ چھتر حدیثین ان کی مرویہ ہین سات متفق علیہ ایک فرد بخاری اور پانچ فرد مسلم اور باقی اور کتابون مین ان کا انتقال سرف مین ہوا سرف بسین مہملہ مفتوحہ پھر را مکسورہ پھر فا ایک چشمہ ہے مکہ معظمہ سے دس میل فاصلہ پر بقول ابن قتیبہ وغیرہ اور صاحب مطالع کہتے ہین کہ وہ چھ میل ہے مکے سے اور بعضے سات میل اور بعضے نو میل اور بعضے بارہ میل کہتے ہین۔ مین کہتا ہون کہ وہ مدینہ کی جانب ہے وہین یہ دفن ہوئین اور وہین آنحضرت صلعم نے ان کے ساتھ بنا کی اور وہین ان کی وفات سنہ ۵۱ھ مین ہوئی۔ یہ قول خلیفہ ابن خیاط وغیرہ کا ہے اور یہی اصح تر ہے اور بعضے سنہ ۵۲ھ اور بعضے سنہ ۶۳ھ اور بعضے سنہ ۶۶ھ مین کہتے ہین مگر یہ تینون قول شاذ و باطل ہین حافظ ابن عساکر نے ان کے ضعف کی تصریح کی ہے اور حدیث صحیح سے بھی ان روایتون کا بطلان معلوم ہوتا ہے کیونکہ حدیث صحیح مین ہے کہ ان کی وفات حضرت عائشہ سے پہلے ہوئی

اوران کی نماز جنازہ عبداللہ ابن عباس نے پڑھائی اور وہ اور یزید بن الاصم اور عبداللہ بن شداد بن الہاد نے ان کو قبر مین اوتارا اور یہ سب لوگ حضرت میمونہؓ کے بھانجے تھے علامۂ زرقانی شرح مواہب لدنیہ مین لکھتے مین کہ جب ان کا جنازہ اوٹھایا گیا تو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلعم کی بی بی تھین آن کے جنازہ کو آہستہ ادب کے ساتھ لے چلنا چاہیے تا حرکت نہ دینا چاہیے انتہی مگر امام یافعی مرآۃ الجنان مین ان کا سنہ وفات ۳۹ سنہ لکھتے ہین واللہ اعلم۔

حالاتِ بناتِ طیّبات حضرت سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسلّم

(حالات حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا)

حضرت زینب بنت رسول اللہ صلعم آن کی والدہ ام المومنین خدیجہ بنت خویلد ابن اسد ابن عبدالعزّی بن قصی بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لوی تھین آنحضرت صلعم کا نسب شریف حضرت خدیجہ کے نسب کے ساتھ قصی مین ملتا ہے علامۂ ابن عبدالبر استیعاب کی جلد دوم صفحہ ۳۰۵ مین لکھتے ہین کہ یہ آنحضرت صلعم کی صاحبزادیون مین سب سے بڑی تھین محمد بن اسحاق کہتے ہین کہ مین نے عبداللہ بن محمد بن سلیمان ہاشمی سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت زینب بنت رسول اللہ صلعم پیدا ہوئین ۳۰ سنہ مین مولد نبوی صلعم سے اور وفات ۸ سنہ ہجری مین ہوئی ابو عمر کا قول ہے کہ حضرت زینب سب صاحبزادیون مین بڑی تھین اور اس مین کوئی اختلاف نہین ہے اور جو لوگ اختلاف کرتے ہین وہ صحیح نہین اور نہ قابل توجہ اب اختلاف اگر ہے تو اس امر مین ہے کہ زینب اور قاسم اولاد آنحضرت صلعم مین اوّلا کون پیدا ہوا ایک گروہ علمائے نسب کا قول ہے کہ پہلے قاسم پیدا ہوے اون کے بعد زینب اور ابن کلبی کہتے ہین کہ پہلے زینب پیدا ہوئین پھر قاسم انتہی علامۂ زرقانی شرح مواہب مین لکھتے ہین کہ اہل سیر کا اتفاق ہے کہ صاحبزادیون مین سب سے بڑی

یہی یقین زبیر بن بکار کا قول ہے کہ یہ حضرت قاسم کے بعد پیدا ہوئین لیکن ابن کلبی کے نزدیک
آنحضرت صلعم کی سب سے پہلی اولاد حضرت زینب ہی ہین جب آنحضرت صلعم کی عمر تیس سال
کی تھی تب یہ پیدا ہوئین انتہی حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین لکھتے ہین کہ آنحضرت
صلعم کی صاحبزادیون مین سب سے بڑی بقول اکثر علما حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہین اور یہی
صحیح ہے یہ مسلمان ہوئین اور مدینہ کی طرف ہجرت کی ان کا نکاح ان کی خالہ کے بیٹے ابو العاص
بن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف سے ہوا اور ابو العاص کی ماں ہند بنت خویلد
حضرت خدیجہ کی حقیقی بہن تھین ابو العاص کنیت سے مشہور تھے اون کے نام مین اختلاف ہے کہ لقیط
ہے یا مقسم میم کے زیر اور سکون قاف سے یا قاسم یا یاسر ابن عبد البر کہتے ہین کہ قول اول اکثر ہے حضرت
زینب نے ہجرت کی ابی العاص کے مسلمان ہونے سے پہلے اور اون کو شرک کی حالت مین چھوڑا
بعد اوس کے ابو العاص اسلام لائے مکے مین اور مدینے مین آنحضرت صلعم نے زینب کو ابو العاص کے
سپرد کر دیا بہ نکاح اول اور بعضے کہتے ہین کہ دوبارہ پھر نکاح ہوا اوس کا مفصل قصہ یہ ہے کہ ابو العاص
غزوۂ بدر کے قیدیون مین تھے جب مکہ والون نے اپنے قیدیون کے لیے فدیہ بھیجا تو حضرت زینب
نے بھی ابو العاص کے فدیہ مین مال بھیجا اوس مال مین وہ ہار بھی تھا جو حضرت خدیجہ نے حضرت زینب
کو جہیز مین دیا تھا جب آنحضرت صلعم نے اوس ہار کو دیکھا تو آپ کو حضرت خدیجہ یاد آئین اور سخت
رقت ہوئی تب آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ اگر تم زینب کے قیدی کو چھوڑنا چاہتے ہو تو یہ فدیہ بھی واپس
کرو صحابہ نے قبول کیا اور کہا کہ ہم وہی کرین گے جو آپ فرمائین گے چونکہ آنحضرت نے ابو العاص سے
وعدہ لے لیا تھا کہ حضرت زینب کو مدینہ میرے پاس بھیج دینا لہذا جب وہ رہا کر دیے گئے تو آنحضرت
نے زید بن حارثہ اور ایک انصاری کو مکہ معظمہ بھیجا تاکہ حضرت زینب کو لے آئین اور چلتے وقت فرما دیا
کہ مکہ مین نہ جانا بلکہ بطن وادی یاجج (جو بہ نون وجیم وحاء مہملہ ہے اور کئی طریقون سے پڑھا گیا ہے) آ در

مشہور بھی یہی ہے یا اوس مقام کا نام ہے جو بیرون مکہ پیش مسجد عائشہ واقع ہے اور اسی جگہ سے
عمرہ کا احرام باندھتے ہین) مین قیام کرنا وہان زینب تمھارے پاس آئین گی اون کے ساتھ مدینے
چلے آنا چنانچہ زید بن حارثہ نے تعمیل حکم کی پھر بعد دو برس و بقولے چھ برس کے ابو العاص جب
مکے کے لوگون کا مال لیکر بغرض تجارت نکلے تو واپسی کے وقت اصحاب رسول اللہ صلعم سے جو
قافلہ کی طلب مین نکلے تھے ملے۔ وہ چاہتے تھے کہ مال لوٹ کر ابو العاص کو قتل کرین جب یہ خبر
حضرت زینبؓ کو ہوئی تو اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مسلمانون مین کسی کو امان دینا
درست ہے یا نہین آپ نے فرمایا کہ ہان درست ہے حضرت زینب نے کہا کہ آپ گواہ رہین یا
رسول اللہ کہ مین ابو العاص کو امان (پناہ) دیتی ہون جب صحابہ اس بات سے مطلع ہوئے تو ابو العاص
ولادین کے مال کو چھوڑ دیا اور اون سے دعوت اسلام کی اور کہا کہ یہ مال سب تم کو حلال ہوگا اگر
مسلمان ہو جاؤ ابو العاص نے کہا کہ مجھکو شرم آتی ہے کہ اپنے دین کو پلیدی سے ناپاک کرون
بعد اوس کے ابو العاص مکے مین آئے اور اموال تجارت سب کو سپرد کر کے بولے کہ تم گواہ رہو کہ مین
کہتا ہون أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ پھر مدینہ شریف چلے آئے
یہان آنحضرتؐ نے بہ نکاح سابق یا جدید حضرت زینب کو ابو العاص کے سپرد کر دیا اسی مقام سے
علما کو اختلاف ہے کہ اسلام احد الزوجین موجب فسخ نکاح ہے یا نہین انتہی علامہ زرقانی شرح
مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین کہ ترمذی وغیرہ مین حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ کوئی جدید
نکاح نہین ہوا لیکن دوسری روایت مین جدید نکاح کی تصریح ہے اور حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ
کی روایت کو اگرچہ اسناد کے لحاظ سے دوسری روایت پر ترجیح ہے لیکن فقہا نے دوسری روایت
پر عمل کیا ہے اور حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کی روایت کی یہ تاویل کی ہے کہ نکاح جدید کے مہر و
شرائط وغیرہ مین کسی قسم کا تغیر نہ ہوا ہوگا اس لیے حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ نے اوس کو نکاح اول

سے تعبیر کیا ورنہ بعد تفریق نکاح ثانی ضروری ہے انتہی آنحضرت صلعم حضرت زینب کو بہت دوست
رکھتے تھے اور اونھین کی وجہ سے ابو العاص پر بھی نہایت شفقت و عنایت فرماتے تھے۔
حضرت زینب کے ابو العاص سے ایک بیٹے علی نام پیدا ہوے اور ایک بیٹی امامہ۔ علی نے
قریب بعد بلوغ پہونچ کر انتقال کیا اور ایک روایت یہ ہے کہ ان کا انتقال بچپن ہی مین ہو گیا
لیکن عام روایت یہ ہے کہ سن رشد کو پہونچے ابن عساکر نے لکھا ہے کہ یہ معرکہ یرموک مین شہید ہوے
اور امامہ کہ جن سے آنحضرت صلعم کو نہایت محبت تھی اور آپ اون کو اوقات نماز مین بھی جُدا
نہین کرتے تھے صحاح مین ہے کہ آپ اون کو کاندھے پر بٹھا کر نماز پڑھتے تھے جب رکوع مین جاتے
تو کاندھے سے اوتار دیتے تھے اور جب سجدے سے سر اوٹھاتے تھے تو پھر سوار کر لیتے آنحضرت صلعم
کی خدمت مین ایک مرتبہ کسی نے کچھ چیزین بطور ہدیہ کے بھیجین جن مین ایک سنہرا ہار بھی تھا یہ
ایک گوشہ مین کھیل رہی تھین آپ نے فرمایا کہ مین اس کو اپنے محبوب ترین اہل کو دونگا بیبیون کو
خیال ہوا کہ غالباً حضرت عائشہؓ کو عنایت فرمائینگے لیکن آپ نے امامہ کو بلا کر وہ ہار پہنا دیا۔
ابو العاص نے حضرت زبیرؓ بن العوام سے امامہ کے نکاح کی وصیت کی تھی جب حضرت فاطمہؓ کی
وفات ہوئی تو اونھون نے حضرت امیر کرم اللہ وجہہ سے ان کا نکاح کر دیا اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت
فاطمہؓ نے جناب امیر کرم اللہ وجہہ سے ان کے ساتھ نکاح کرنے کی وصیت کی تھی اور حضرت امیر کرم اللہ وجہہ
سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا محمد اوسط نام واللہ اعلم جناب امیر نے جب شہادت پائی تو مغیرہ کو وصیت
کر گئے کہ امامہ سے نکاح کر لین چنانچہ اونھون نے نکاح کیا اور ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا یحییٰ نام لیکن
بعض روایتون مین ہے کہ امامہ کے کوئی اولاد نہین ہوئی اور امامہ نے مغیرہ کے یہان وفات پائی
انتہی حضرت زینب کی وفات آنحضرت صلعم کی حیات مین سنہ ۸ ہجری مین ہوئی ان کے مرض اور وفات
کے متعلق ابن عبد البر استیعاب کی جلد دوم مین لکھتے ہین کہ ان کا مرض الموت یہ ہوا کہ جب مکے سے

آنحضرت صلعم کی طرف مدینہ طیبہ چلین تو ان کی سواری کے اونٹ کو ہبار بن الاسود اور ایک
دوسرے شخص نے پیچھے سے نیزہ مارا جس کی وجہ سے وہ پتھر پر گر پڑا اور یہ بھی اوسی کے ساتھ گرین
اور بہت چوٹ آئی اور خون بہت نکلا اوسی مین یہ بیمار رہین اور وہی ان کی وفات کا باعث ہوا۔
انتہی۔ اور حضرت سودۂ بنت زمعہ اور حضرت ام سلمہ وام ایمن وام عطیہ انصاریہ نے ان کو غسل دیا۔
مدارج النبوۃ کے صفحہ ۵۴۳ مین ہے کہ صحیح مسلم مین ام عطیہ سے مروی ہے کہ وہ کہتی تھین کہ جس وقت
زینب بنت رسول اللہ صلعم نے انتقال کیا تو آنحضرت صلعم نے ہم سے فرمایا کہ اس کو تم لوگ غسل دو۔
اور بعضے کہتے ہین کہ یہان بیٹی سے مراد حضرت ام کلثوم زوجہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہا ہین جیسا کہ
ابن ماجہ کی روایت مین آیا ہے اون سندون سے جو بر شرط شیخین یعنی بخاری و مسلم ہے مگر حدیث
متفق علیہ مین ہے کہ ام عطیہ کہتی ہین کہ ہم غسل دیتے تھے آنحضرت صلعم کی بیٹی کو کہ آپ خود تشریف
لائے اور فرمایا کہ غسل دو تین بار یا پانچ بار اور ایک روایت مین سات بار بھی آیا ہے مقصود یہ تھا کہ
اگر طہارت تین مرتبہ مین ہو جاے تو زیادہ غسل دینا مشروع نہین اسی قدر کافی ہے ورنہ بڑھا دیا جاے
موافق ضرورت کے تاکہ اچھی طرح پاکی ہو جائے اور اولاً غسل دو خالص پانی سے یا اوس پانی
سے جس مین بیر کی پتی پڑی ہو اور آخر مین اوس پانی سے جس مین کافور پڑا ہو اور ایک روایت
مین مشک کا لفظ بھی بجاے کافور کے آیا ہے اور جب غسل دیکر فارغ ہو تو مجھے خبر کر دینا چنانچہ ام عطیہ
کہتی ہین کہ جب ہم فارغ ہوے تو ہم نے حضور سے جاکر عرض کیا آپ نے اپنا تہبند عنایت فرمایا
اور کہا کہ اس کو شعار کر دو یعنی اندر کفن کے پہناؤ تا کہ برکت حاصل ہو (اسی جگہ سے بزرگون کے آثار
سے تبرک لینے کا مستحب ہونا ثابت ہوتا ہے) اور دوسری روایت مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ غسل
دو بعد وطاق یعنی تین یا پانچ یا سات بار اور داہنی جانب سے شروع کرو اور مقامات وضو سے
ام عطیہ کہتی ہین کہ ہم نے ان کے سر کے بالون کے تین حصے کر کے پس پشت ڈال دیے بعد تجہیز و تکفین کے

نماز ہوئی اور جنازہ اوٹھایا گیا آنحضرت صلعم خود ان کی قبر مین اوترے ان کی عمر بیس یا قریب
اکیس ۲۱ برس کے ہوئی امام یافعی نے بھی اپنی تاریخ مرآۃ الجنان مین ان کا سنہ وفات ۸ سنہ ہجری لکھا ہے

حال حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلعم ان کی والدہ بھی ام المؤمنین خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن
عبد العزیٰ بن قصیّ بن کلاب بن مُرہ بن کعب بن لوّی تھین علامہ ابن عبد البر اپنی کتاب
استیعاب لمعرفۃ الاصحاب کی جلد دوم مطبوعہ مطبع دائرۃ المعارف واقع حیدرآباد کے صفحہ ۷۴۷ و ۷۴۸
مین لکھتے ہین کہ ابن زبیر اور اون کے چچا مصعب کا یہ گمان ہے کہ یہ آنحضرت صلعم کی صاحبزادیون
مین سب سے چھوٹی تھین چنانچہ اسی کی تصحیح کی ہے جرجانی نسّاب نے مگر ان کے علاوہ لوگون کا
قول ہے کہ صاحبزادیون مین سب سے بڑی حضرت زینب تھین پھر حضرت رقیہ ابو عمر کہتے ہین کہ
میرے نزدیک بھی اس امر مین کوئی اختلاف نہین ہے کہ حضرت زینب آنحضرت صلعم کی صاحبزادیون
مین سب سے بڑی تھین اون کے بعد پھر اختلاف ہے کہ کون اون مین بڑا تھا اور کون چھوٹا۔
محمد ابن اسحاق سراج کہتے ہین کہ عبد اللہ بن محمد بن سلیمان بن جعفر بن سلیمان ہاشمی کہتے تھے کہ
حضرت زینب بنت رسول اللہ صلعم پیدا ہوئین جبکہ آنحضرتؐ کی عمر تیس سال کی تھی اور جب حضرت
رقیہ پیدا ہوئین تو آنحضرت صلعم کی عمر تینتیس سال کی تھی مصعب وغیرہ اہل نسب کا قول ہے کہ
حضرت رقیہ اولا عتبہ بن ابی لہب کے پاس تھین اور اون کی بہن ام کلثوم عتیبہ بن ابی لہب کے
پاس جب سورۂ تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ نازل ہوئی تو ان دونون سے ان کے باپ ابی لہب
اور ان کی مان حمالۃ الحطب نے کہا کہ تم دونون محمدؐ کی بیٹیون کو چھوڑ دو بلکہ ابو لہب نے کہا کہ اگر
تم نہ چھوڑو گے تو میرا سر تم دونون کے سرون پر حرام ہے تب اون دونون نے اُن دونون بہنون سے

مفارقت کی ابن شہاب کہتے ہین کہ بعد اس واقعہ کے حضرت رقیہ سے حضرت عثمان بن عفان
نے مکہ مین نکاح کیا اور اون کو ساتھ لے کر حبشہ کی طرف ہجرت کی وہان ان کے ایک لڑکا عبد اللہ
نام پیدا ہوا اسی وجہ سے حضرت عثمان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی مصعب کہتے ہین کہ حضرت
عثمان رض کی کنیت زمانۂ جاہلیت مین بھی ابو عبد اللہ تھی جب اسلام کا زمانہ آیا اور حضرت رقیہ رض سے
اون کے لڑکا پیدا ہوا اور اوس کا نام عبد اللہ رکھا گیا تو اوسی وجہ سے ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہوئی
جب وہ لڑکا چھ برس کا ہوا تو اوس کی آنکھ مین مرغ نے چونچ ماری جسکی وجہ سے تمام چہرہ ورم
کر گیا اور اوسی مرض مین اوس کا انتقال ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ عبد اللہ بن عثمان کی وفات ماہ
جمادی الاولی سنہ ۴ ہجری مین ہوئی چھ سال کی عمر مین اور اون کی نماز جنازہ آنحضرت صلعم نے
پڑھائی اور قبر مین اون کے باپ حضرت عثمان رض نے اون کو اوتارا انتہی حضرت شیخ عبد الحق محدث
دہلوی جلد دوم مدارج النبوۃ کے صفحہ ۵۴۱ مین لکھتے ہین کہ حضرت رقیہ کی ولادت تینتیسوین سال
مین واقعۂ فیل سے ہے حضرت زینب کی ولادت کے تین سال بعد زبیر بن بکار وغیرہ کا قول ہے
کہ یہ آنحضرت صلعم کی صاحبزادیون مین سب سے بڑی تھین اور اسی کو صحیح مانا ہے جرجانی - اور
ایک جماعت اہل نسب نے مگر صحیح تر جس کی طرف اور لوگ بھی گئے ہین یہ ہے کہ حضرت زینب سب
صاحبزادیون مین بڑی تھین یہ قبل زمانۂ نبوت عتبہ بن ابی لہب کے پاس تھین اور ان کی بہن ام کلثوم
عتبہ کے بھائی عتیبہ کے پاس اسی طرح مواہب لدنیہ اور اکثر کتابون مین ہے اور جامع الاصول مین عُتبہ
بصیغۂ مکبر اور بصیغۂ تصغیر دونون طرح سے آیا ہے روضۃ الاحباب مین اس کے خلاف ہے اور اوسی کے
حاشیہ پر لکھا ہے کہ یہ جو اکثر کتابون مین لکھا ہے کہ عتبہ مسلمان ہوا اور مقبول الاسلام ہو کر صحابہ مین شمار
ہوا اور آنحضرت صلعم کی دعا اوس کے بارہ مین مقبول ہوئی اور شیر نے اوس کو مار ڈالا اوس سے مراد اوسکا
بھائی عتیبہ تھا نہ کہ عتبہ بہر صورت جب سورہ تبت یدا ابی لھب نازل ہوئی تو ابو لہب نے دونون سے

کہا کہ تمھارا سر حرام ہے یعنی مین بیزار ہون تم سے تا وقتے کہ تم دونون محمد صلعم کی بیٹیون سے مفارقت نہ کرو
اوس وقت اون دونون نے مفارقت کی بغیر دخول کے اوسی زمانے مین قریش نے ابو العاص کو
بھی اس امر پر آمادہ کرنا چاہا کہ وہ بھی زینب بنت رسول اللہ صلعم سے مفارقت کرین مگر اونھون نے
کہا کہ خدا کی قسم مین ایسا ہرگز نہین کرونگا اور نہ مین اس کو پسند کرتا ہون کہ اون کے عوض مین کوئی اور
عورت قریش کے قبیلے کی میرے پاس ہو پھر حضرت عثمان نے حضرت رقیہ سے نکاح کیا مکہ شریفہ مین
اور اون کے ساتھ ہجرت کی حبشہ کی طرف اور آنحضرت صلعم نے ان کی شان مین فرمایا کہ یہ اول اون
لوگون کا ہے جس کے بعد حضرت لوط علیہ السلام کے ہجرت کی خدا کی طرف حضرت رقیہ نہایت حسینہ
جمیلہ بی بی تھین ابن قدامہ کہتے ہین کہ ایک گروہ حبشہ کا ان کے حسن و جمال کو دیکھکر بہت متعجب ہوا ان کو
اُس سے اذیت پہونچی تو انھون نے اُن لوگون کو بد دعا دی وہ سب ہلاک ہوگئے علامہ زرقانی شرح
مواہب مین لکھتے ہین کہ دولابی نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان کے ساتھ ان کا نکاح زمانۂ جاہلیت مین ہوا
لیکن ایک دوسری روایت سے جو حضرت عثمان سے مروی ہے زمانۂ اسلام کی تصریح معلوم ہوتی ہے
حبش مین یہ عرصے تک رہین پھر حضرت عثمانؓ وہان سے مکہ واپس آئے اور وہان سے مدینہ یہ بھی ساتھ آئین
اور مدینہ شریفہ مین آکر بیمار ہوئین اوسی زمانہ مین غزوۂ بدر تھا حضرت عثمان ان کی علالت کی وجہ سے غزوۂ بدر
مین شریک نہ ہو سکے حضرت زید بن حارثہ نے جس روز مدینہ شریفہ مین آکر فتح کا مژدہ بیان کیا اوسی روز
ان کی وفات ہوئی انتہی تاریخ الخمیس کی جلد اول مطبوعہ مصر کے صفحہ ۳۱۱ مین ہے کہ ابن شہاب کا قول
ہے کہ حضرت رقیہ کے کنکری لگی تھی اوس سے بیمار ہوئین اور انھین کی علالت کی وجہ سے حضرت
عثمان مدینہ مین رہ گئے غزوۂ بدر مین نہ جا سکے ان کی وفات کے روز زید بن حارثہ فتح بدر کی بشارت لیکر
مدینہ آئے اوس وقت حضرت عثمانؓ ان کی قبر پر موجود تھے یہی ابو عمرو کا بھی قول ہے اور وہ کہتے ہین کہ
اس امر مین اختلاف نہین ہے کہ آنحضرت صلعم نے مال غنیمت غزوۂ بدر سے حضرت عثمان کو بھی حصہ دیا

انتہی ان کی وفات مدینہ مین ۲ سنہ ہجری مین ہوئی اور عمر بیس سال کی ہوئی۔ نقل ہے جب حضرت رقیہ کی وفات ہوئی تو عورتون نے رونا شروع کیا مگر آنحضرت صلعم نے اون کو منع نہین کیا حضرت سیدہ فاطمہ بھی حضرت رقیہ کی قبر پر آنحضرت صلعم کے پہلو مین بیٹھی ہوئی روتی تھین اور آنحضرت صلعم اپنی چادر کے کونے سے اون کے آنسو پونچھتے تھے حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلعم سے حضرت رقیہ کی تعزیت کی گئی تو آپ نے فرمایا الحمد للہ[۱] دفن البنات من المکرمات یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ مردہ پر رونا بوجہ رحمت کے ہے نہ بوجہ اوس کے فقدان کے جو تقدیر آلہی سے واقع ہوا مگر یہ سب اُس صورت مین ہے کہ جب آنحضرت صلعم کا وقتِ وفات حضرت رقیہ رض موجود ہونا ثابت ہو حالانکہ مشہور یہ ہے کہ آنحضرت صلعم وقت وفات حضرت رقیہ رض کے بدر مین تشریف رکھتے تھے پس گمان غالب یہ ہے کہ یہ واقعات حضرت زینب یا ام کلثوم رضی اللہ عنہما کی وفات مین واقع ہوے ہون اور راوی کو وہم ہوا ہو اور اگر حضرت رقیہ کے حال مین بھی واقع ہو تو کہا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ بعد قیام غزوہ کے آنحضرت صلعم تشریف لائے ہون اور حضرت رقیہ رض کی قبر پر یہ امور واقع ہوے ہون اور ایک روایت مین یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلعم ان کی وفات کے قریب زمانہ مین تشریف لائے انتہی واللہ اعلم کذا فی مدارج النبوۃ مطبوعہ مطبع عمدۃ المطابع لکھنؤ امام یافعی نے اپنی تاریخ مرآۃ الجنان مین بھی انکا سنہ وفات ۲ سنہ ہجری لکھا ہے انتہی

حال حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام کلثوم بنت رسول اللہ صلعم ان کی والدہ بھی حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھین علامہ ابن عبد البر اپنی کتاب استیعاب لمعرفۃ الاصحاب کی جلد دوم کے صفحہ ۷۹۳ و ۷۹۴ مین لکھتے ہین کہ یہ قبل حضرت فاطمہ و حضرت رقیہ رضی اللہ عنہما کے پیدا ہوئین بر قول مصعب مگر اس کی مخالفت اکثر علمائے نسب و اخبار نے کی اور قوم نے بھی اسی کی متابعت کی ہے اب اس امر مین اختلاف بہت ہے

[۱] سب تعریفین خدا کے واسطے ہین دفن کی گئین بزرگ بیٹیان ۱۲ منہ

کہ آنحضرت صلعم کی صاحبزادیون مین سب سے چھوٹی کون تھین مگر اس مین اختلاف نہین کہ
حضرت عثمان رض نے ان سے نکاح کیا بعد حضرت رقیہ رض کے اور یہی صحت ہے اون لوگون جنھون
نے مصعب کی مخالفت کی ہے اس بارہ مین کیونکہ متعارف یہی ہے کہ پہلے بڑی کا نکاح کیا جاتا
ہے اوس کے بعد چھوٹی کا یہ عتیبہ بن ابی لہب کے پاس تھین اور اوس کو نوبت دخول کی
ان سے نہین آئی تھی کہ آنحضرت صلعم کی بعثت واقع ہوئی اور اوس وقت عتیبہ نے اپنے باپ
کے کہنے سے ان سے مفارقت کی پھر ان سے بعد وفات حضرت رقیہ رض کے حضرت عثمان رض نے
۳ سنہ ہجری مین نکاح کیا۔ حضرت عثمان رض سے بعد وفات حضرت رقیہ رض کے حضرت عمر بن الخطاب
نے اپنی بیٹی حفصہ رض سے نکاح کرنے کے لیے کہا تھا اوس پر حضرت عثمان رض چپ ہو گئے کیونکہ اونھون
نے آنحضرت صلعم کا ارادہ حضرت حفصہ کے متعلق سنا تھا جب یہ خبر آنحضرت صلعم نے سنی تو آپ نے
فرمایا کہ مین عثمان رض کو حفصہ سے بہتر عورت بتاتا ہون اور حفصہ رض کو عثمان سے بہتر شوہر پس آنحضرت صلعم
نے حفصہ رض سے خود نکاح کیا اور حضرت عثمان کا نکاح حضرت ام کلثوم سے کر دیا اونھون نے
حضرت عثمان کی زوجیت مین وفات پائی اور کوئی اولاد نہین پیدا ہوئی یہ نکاح حضرت عثمان
سے ماہ ربیع الاول ۳ سنہ ہجری مین ہوا اور زفاف ماہ جمادی الآخر ۳ سنہ ہجری مین انتہی مدارج النبوۃ
مین ہے کہ یہ کنیت سے مشہور تھین ان کا نام نہین معلوم ہوا بعضے کہتے ہین کہ ان کا نام آمنہ تھا
عتیبہ نے جب ان سے مفارقت کی تو اوس نے آنحضرت صلعم کے حضور مین حاضر ہو کر کہا کہ مین آپ کے
دین سے کافر ہوا نہ آپ میرے دوست ہین اور نہ مین آپ کا اور آپ پر حملہ کیا اور پیراہن شریف

پھاڑ ڈالا اور ایک روایت مین ہے کہ اوس نے کہا [۱] ھو یکفر بالذی دنی فتدلی فکان قاب
قوسین او ادنی بظاہر اوس نے یہ کلمہ سورہ نجم سے لیا کہ اوسی زمانے مین مکہ شریفہ مین نازل ہوئی تھی

[۱] وہی وہ شخص ہے کہ انکار کرتا ہے اوسکا کہ جو قریب ہوا اور زائد قریب ہوا پھر رہ گیا فرق دو کمان بھر یا اس سے بھی قریب ۱۲ منہ

اور اس قدر بے ادبی کی کہ آب دہن پلید آپ کی طرف ڈالا آنحضرت نے فرمایا اللھم سلط علیہ
کلبا من کلابک ابو طالب اوس مجلس مین حاضر تھے رنجیدہ ہوکر کہنے لگے کہ دیکھین تجھکو تیرے دعا محمد
سے کون بچاتا ہے پھر وہ بقصد تجارت شام کی طرف گیا راہ مین ایک منزل پر پہونچا جہان درندہ
جانور رہتے تھے وہان ابولہب نے قافلے والون سے کہا کہ آج کی رات میری مدد کرو اور جاگتے رہو۔
مجھکو دعاے محمد کا خوف ہے کہ میرے بیٹے کے حق مین اثر کرے تیس سب اسباب قافلے والون کا
جمع کرکے اوس سب پر عتیبہ کے سونے کی جگہ مقرر کی اور سب لوگ اوس کے گرد بیٹھے اللہ تعالی نے
سب لوگون کو سلادیا ایک شیر آیا اوس نے سب کے مونھ سونگھے اور کسی سے تعرض نہ کیا پھر اوس انبار پر
کود اور ایک ہاتھ عتیبہ پر مارا اور اوس کا سینہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ایک روایت مین ہے کہ سر کاٹ لیا
آنحضرت صلعم نے بعد وفات حضرت رقیہ حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان کے ساتھ ۳ سنہ
ہجری مین کر دیا اور فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام کھڑے ہوئے مجھ سے کہتے ہین کہ اللہ تعالی حکم دیتا ہے کہ
نکاح کر دون مین تیری لڑکی ام کلثوم عثمان بن عفان کے ساتھ اور ام کلثوم نے ۹ سنہ ہجری مین وفات
پائی بعد ان کی وفات کے آنحضرت صلعم نے حضرت عثمان سے فرمایا کہ اگر میرے تیسری لڑکی ہوتی
تو اوس کو بھی مین تمھارے نکاح مین دیتا دوسری روایت مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میرے دس
لڑکیان ہوتین اور اونمین سے ایک گذر جاتی تو مین یکے بعد دیگرے اون کو تمھارے نکاح مین دیتا یہ
عرصے تک حضرت عثمان کے پاس رہین اور ایک قول مین چھ برس تک رہین لیکن کوئی اولاد نہین
ہوئی اور بعض روایتون مین ہے کہ اولاد ہوئی مگر باقی نہین رہی اور حضرت رقیہ سے بھی کوئی اولاد نہین
رہی پہلی مرتبہ جب حبشہ کی طرف اونھون نے حضرت عثمان کے ساتھ ہجرت کی تو حمل ساقط ہوا اوس کے بعد
پھر ایک لڑکا پیدا ہوا اوس کی آنکھ مین مرغ نے چونچ ماری جس کی وجہ سے وہ گذر گیا غرضکہ حضرت عثمان
کے کوئی اولاد آنحضرت صلعم کی دونون صاحبزادیون سے باقی نہین رہی البتہ اور بیبیون سے اولاد ہوئی

لہ یا اللہ مسلط کر دے اوس پر کتا اپنے کتون سے ۱۲ منہ

اور باقی رہی واللہ اعلم انتہی ان کی وفات ماہ شعبان سنہ ہجری مین ہوئی اور نماز جنازہ آنحضرت صلعم
نے پڑھائی اور حضرت علیؓ وفضل بن عباسؓ واسامہؓ بن زید قبر مین اوترے اور یہ بھی روایت ہے
کہ ابو طلحہ انصاری نے آنحضرت صلعم سے ان کی قبر مین اوترنے کی اور لوگون کے ساتھ اجازت مانگی
تو آپ نے اون کو بھی اجازت دی اور ان کو غسل دیا اسماء بنت عمیس اور صفیہ بنت عبد المطلب نے
اور یہی وہ تھین جن کے غسل مین ام عطیہ موجود تھین جنھون نے آنحضرت صلعم کا ارشاد بیان کیا کہ غسل
دو تین یا پانچ باریا اس سے زائد مدارج النبوۃ مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے ان کی قبر پر بیٹھکر بحالت
رقت فرمایا کہ تم لوگون مین کوئی ایسا شخص ہے جو آج کی شب مین اپنی عورت کے پاس نہ رہا ہو
تب ابو طلحہ انصاری نے کہا کہ یا رسول اللہ مین ہون آپ نے فرمایا کہ تم اس کی قبر مین اوترو یہ تعریض
تھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حال پر کہ وہ اوس شب مین اپنی لونڈی سے ملتفت ہوئے تھے
چونکہ حضرت ام کلثوم کی بیماری کو عرصہ ہو گیا تھا ناچار حضرت عثمان دوسری جانب ملتفت ہوے
منقول ہے کہ آنحضرت صلعم نے ان کے دفن کے وقت یہ آیت پڑھی منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم[سلہ]

ومنہا نخرجکم تارۃ اخریٰ پھر فرمایا بسم اللہ وفی سبیل اللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ فرزات
متبرکہ ان صاحبزادیون کے مدینہ طیبہ مین جنت البقیع مین ہین شیخ علی نور الدین مشہور بابو الحسن بن
عبد اللہ سمہودی اپنی کتاب خلاصۃ الوفا فی اخبار دار المصطفیٰ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۱۵ مین لکھتے ہین کہ
ظاہر یہ ہے کہ یہ سب صاحبزادیان مدفون ہوئین قریب قبر حضرت عثمان بن مظعون کے کیونکہ
آنحضرت صلعم نے جب کہ حضرت عثمان بن مظعون کی قبر کے سرہانے پتھر رکھا تو فرمایا کہ یہ مین اس واسطے
رکھتا ہون تا کہ اسی کے ذریعے سے مین اپنے بھائی کی قبر کو جانون اور دفن کرون اپنے گھر والون کو
جو انتقال کرین اس حدیث کو روایت کیا ابن ماجہ اور حاکم نے انتہی شیخ عبد الحق محدث دہلوی بھی بیان

سلہ اسی زمین سے ہم نے تمکو پیدا کیا اور اوسی مین پھر ڈالتے ہین اور اوسی سے نکالین گے تمکو دوسری بار ۱۲ منہ

کی تعریف مین لکھتے ہین کہ اب ایک قبہ ہے قریب اسی مقام کے جس کو قبہ بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین کذا فی جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ ۲۲۶ مطبوعہ کلکتہ ۔

حال حضرت سیدۂ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا

حضرت فاطمۃ الزہراء بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کی والدہ بھی ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن آسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی تھین آپ سیدۂ عورات عالم اور سردار نساء اہل جنت ہین کنیت ام محمد اور فاطمہ نام اور القاب بتول وزہرا وطاہرہ و مطہرہ ہین شیخ ابن حجر مکی منح مکیہ شرح قصیدۂ ہمزیہ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۶۵ و ۳۲۱ مین لکھتے ہین کہ آپ کا نام فاطمہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کو اور آپ کے دوست رکھنے والون کو آتش دوزخ سے محفوظ رکھا اور بتول اس وجہ سے ہے کہ آپ اپنے زمانے کی عورتون سے فضل و دین اور حسب مین ممتاز تھین اور زہرا اس وجہ سے کہ آپ کو حیض نہین آتا تھا جیسا کہ غسانی و خطابی نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میری بیٹی فاطمہ حوراء[۱] آدمیہ ہے نہ وہ حیض کرتی ہے نہ طمث انتہی پھر صواعق محرقہ مین اسی وجہ تسمیہ کے متعلق لکھتے ہین کہ نسائی نے مرفوعا روایت کیا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میری بیٹی فاطمہ کا نام فاطمہ اس لیے ہے کہ اللہ نے اوس کو اور اوس کے محبون کو دوزخ سے باز رکھا انتہی اور اسی کے موافق علامۂ قسطلانی نے مواہب لدنیہ مین بروایت حافظ دمشقی و ابن عساکر بھی لکھا ہے فطم کے معنی لغت مین بچے کو دودھ پینے سے روکنے کے ہین تو گویا حضرت سیدہ لوگون کو آتش دوزخ سے روکنے والی ہین اور بتول مشتق ہے بتل سے جسکے معنی قطع کے ہین منتہی الارب مین ہے کہ بتول بروزن صبور عورت دوشیزہ کو کہتے ہین جو دنیا اور ماسوی اللہ سے علیحدہ ہو اور کعتب ہے

[۱] حوراء بالفتح بمعنی زن سپید پوست کہ موی سرش و سیاہی چشمش بغایت سیاہ باشد و سپیدی پوست و سپیدی جسم او نہایت سفید ۱۲

حضرت مریم والدہ حضرت عیسی علیہما السلام کا اور بھی حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم کا کیونکہ آپ فضل نہ
دین وحسب مین اپنے زمانہ والیون سے افضل بزرگ ترین عورتون سے متفرد اور اپنا مثل نہین رکھتی
تھین اور حضرت شیخ عبدالحق دہلوی بھی مدارج النبوۃ مین وجہ تسمیہ فاطمہ و بتول مین یہی لکھتے ہین
مگر زہرا کی وجہ تسمیہ یہ لکھتے ہین کہ ان مین زہرت وبہجت وجمال وکمال تھا اور زاکیہ وراضیہ بھی
آپ کے القاب شریفیہ مین سے تھے آپ رسول اللہ صلعم سے صورت وسیرت وبات چیت اور چلنے
پھرنے مین بہت مشابہ تھین صاحب اخبار الدول وجہ تسمیہ زہرا یہ بیان کرتے ہین کہ جب حضرت امام حسن
علیہ السلام پیدا ہوے تو امام حسن مغرب کا وقت تھا اوسی وقت آپ نفاس سے پاک ہوئین اور
غسل کر کے نماز مغرب ادا فرمائی اسی اسطے زہرا نام ہوا امام نووی تہذیب الاسما واللغات مین لکھتے ہین کہ
صحیح یہ ہے کہ آپ حضرت کی سب صاحبزادیون سے سن مین چھوٹی تھین ابن عبدالبر اپنی کتاب
استیعاب لمعرفۃ الاصحاب مین لکھتے ہین کہ یہ اور ان کی بہن حضرت ام کلثوم اصغر بنات رسول اللہ صلعم
تھین اب اس مین اختلاف ہے کہ ان دومین چھوٹی کون تھین بعض کہتے ہین حضرت رقیہ تھین مگر
میرے نزدیک یہ صحیح نہین اسی وجہ سے مین نے حضرت رقیہ کے حال مین امر صحیح مع اپنی راے کے لکھدیا
ہے مصعب زبیر کے اقوال دختران آنحضرت صلعم مین مضطرب ہین کہ کون بڑی تھین اور کون چھوٹی
مگر اون کا اضطراب قابل خیال نہین ہے ترتیب بنات نبویہ مین قابل سکون نفس وہ امر ہے جو بتواتر
اخبار ثابت ہے اور وہ یہ کہ زینب پھر رقیہ پھر ام کلثوم پھر فاطمہ رضی اللہ عنہن اور حضرت سیدہ زینب کے
حال مین لکھتے ہین کہ یہ ۳۰ سنہ مین پیدا ہوئین مولد نبوی سے اور ۸ سنہ ہجری مین انتقال کیا ابو عمر
کہتے ہین کہ حضرت زینب آنحضرت کی صاحبزادیون مین سب سے بڑی تھین اور اس مین مین کسی کو مخالف
نہین سمجھتا ہون بجز اوس شخص کے جس کا قول صحیح نہین ہے اور نہ قابل التفات زینب اور قاسم
مین البتہ اختلاف ہے کہ پہلے کون پیدا ہوا ایک گروہ علماے نسب کا قول ہے کہ پہلے حضرت قاسم

پیدا ہوئے پھر حضرت زینب اور ابن الکلبی کہتے ہین کہ پہلے حضرت زینب پیدا ہوئین پھر حضرت قاسم
اور حضرت خدیجہ کے حال مین لکھتے ہین کہ اون کی چار بیٹیان ہوئین جن مین بڑی حضرت زینب
تھین شیخ عزالدین ابی الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم جزری المعروف بہ ابن اثیر اپنی کتاب
اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ مین لکھتے ہین کہ حضرت ام کلثوم و حضرت فاطمہ اصغر بنات نبوی صلعم سے ہین
اور اختلاف ہے کہ حضرتؐ کی صاحبزادیون مین کون چھوٹی تھین بعضے حضرت رقیہ کو کہتے ہین مگر
اس مین مجھکو کلام ہے کیونکہ آنحضرتؐ نے حضرت رقیہ کا نکاح ابی لہب کے بیٹے سے کردیا تھا اوس نے
ان کو طلاق قبل الدخول دیدی تھی اپنے مان باپ کے کہنے سے پھر اون سے حضرت عثمانؓ نے نکاح
کیا اور وہ حضرت عثمانؓ کے ساتھ حبشہ ہجرت کر گئین تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ چھوٹی بیاہ جائے اور بڑی
رہجائے انتہی نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار مین ہے کہ حضرت فاطمہ آنحضرت صلعم کی صغیر ترین
بیٹیون مین تھین شیخ ابن حجر عسقلانی اصابہ مین ان کے حال مین لکھتے ہین کہ ان کے سنہ ولادت مین
اختلاف ہے واقدی نے طریق ابی جعفر الباقر سے روایت کیا کہ حضرت عباس کہتے تھے کہ حضرت فاطمہؓ
اوس وقت پیدا ہوئین جبکہ کعبہ بنایا جاتا تھا اور آنحضرت صلعم کی عمر شریف پینتیس برس کی تھی اور اسی
قول کو مدائنی نے اختیار کیا ہے اور ابو عمر عبید اللہ بن محمد بن سلیمان بن جعفر ہاشمی سے روایت کرتے
ہین کہ آپ پیدا ہوئین سنہ ۴۱ مین مولد نبوی صلعم سے بعثت سے تھوڑا پہلے یعنی ایک سال یا اس سے
زائد اور آپ حضرت عائشہ سے قریب پانچ برس کے بڑی تھین اور ابن عبد البر بھی عنہ ولادت یہی لکھتے
ہین تاریخ الخمیس مین صفوۃ سے منقول ہی کہ حضرت سیدہ کی ولادت نبوت سے پانچ برس پہلے جب قریش کعبہ
بناتے تھے ہوئی اور یہ حضرتؐ کی سب بیٹیون مین چھوٹی تھین اور ذخایر العقبی مین بھی یہی ہے بلکہ اوسمین
اس قدر زائد ہے کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام پیدا ہوے تو آپ کی والدہ کا سن گیارہ برس[1] کا تھا

---

[1] اصل کتاب مین لفظ احد عشر ہے یہ لفظ غلطی ہے سہو کاتب سے کیونکہ حضرت سیدہ کا سن شریف بوقت عقد پندرہ برس
ساڑھے پانچ مہینے سے تو کسی طرح کم نہ تھا اور ولادت حضرت امام حسن علیہ السلام کی نصف شہر رمضان ۳ھ مین ہوئی فتفکر ۱۲ منہ

ہجرت کے تین برس کے بعد اور ابوعمر کا قول ہے کہ یہ پیدا ہوئین سلسنہ مین مولد نبوی سے مگر یہ اوس
خبر کے مخالف ہے جس کو ابن اسحق نے روایت کیا ہے کہ حضرتؐ کی کل اولاد نبوت سے پہلے پیدا
ہوئی سوائے حضرت ابراہیم کے دولابی کہتے ہین کہ ابی جعفر سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت عباسؓ
حضرت علیؑ و حضرت فاطمہؓ کے یہان آئے تو دونون مین یہ باتین ہو رہی تھین کہ ہم دونون مین کون
بڑا ہے حضرت عباس نے فرمایا کہ اے علی تم پیدا ہوے قریش کے بیت اللہ بنانے کے کئی برس پہلے اور
اے فاطمہ تم اوس سال پیدا ہوئین کہ جس سال قریش بیت اللہ بنا رہے تھے اور حضرت صلعم پینتیس برس کے
تھے نبوت سے پانچ برس پہلے نور الابصار مین بھی ولادت آپ کی پانچ برس پہلے نبوت سے جبکہ قریش نے
کعبہ کی بنا ڈالی تھی لکھی ہے اور یہ تخریج دولابی وہ قصہ جو باہم حضرت سیدہؑ اور جناب امیرؑ کے باتین ہوتی تھین
اور وہ کہتے تھے کہ مین تم سے بڑا ہون اور یہ کہتی تھین کہ مین تم سے بڑی ہون اور پھر حضرت عباسؓ نے
فیصلہ کیا لکھا ہے **فائدہ** تواریخ حبیب آلہ مین ہے کہ قریش نے خانۂ کعبہ کو کہ بسبب صدمات سیل باران
وغیرہ کے بنا اوس کی ضعیف ہوگئی تھی از سر نو بنایا تو آپس مین اون کے جھگڑا ہوا کہ حجر اسود کو خانۂ کعبہ مین
کون رکھے اور بخیال حصول فخر و شرف ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ حجر اسود کو مین رکھون قریب تھا کہ اونمین
تلوار چل جائے آخر سب کی رای اس بات پر قرار پائی کہ کل صبح کو سب سے پہلے جو مسجد حرام مین آوے اوس کے
حکم کے موافق عمل کرنا چاہیے صبح کو سب سے پہلے آنحضرت صلعم وہان تشریف لائے قریش آپ کو دیکھکر بہت خوش
ہوے اور کہا کہ یہ امین ہین جو یہ حکم دین اوس پر ہم سب راضی ہین اللہ جل جلالہٗ نے آپ کو عقل کامل
عطا فرمائی تھی آپ نے بہ تقضائے عقل سلیم ایسا فیصلہ کیا کہ سب قریش نہایت رضامند ہوے۔ یعنی
آپ نے فرمایا کہ جس جگہ اب حجر اسود رکھا ہے وہان سے ایک چادر مین کر کے اوسے اوٹھاوین اور اوس چادر
کو ہر قبیلہ قریش کا ایک آدمی تھام لے اس طرح اٹھا کر متصل دیوار کعبۂ معظمہ جہان رکھنا منظور ہے رکھین پس
اوٹھانے مین تو سب شریک ہوئے اور ہر ایک کو شرف حاصل ہوا بعد اوس کے سب لوگ مجھے واسطے رکھنے

حجر اسود کے اپنے موقع پر وکیل کردیں چونکہ وکیل کا فعل بمنزلہ موکل کے فعل کے ہوتا ہے اس طرح پر حجر اسود رکھنے کا شرف اپنے موقع پر بھی ہر ایک کو حاصل ہوگا قریش نے بدل وجان اس فیصلے کو قبول کیا اور مطابق اس کے عمل مین لائے انتہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین لکھتے ہین کہ ولادت شریفہ حضرت سیدہ کی ۴۱ سنہ مین مولد نبوی صلعم سے ہے اور یہ قول ابوبکر رازی کا ہے مگر یہ مخالف ہے ابن اسحٰق کی روایت کے کیونکہ وہ کہتے ہین کہ اولاد آنحضرت کی سب پیدا ہوئی نبوت سے پہلے سوا حضرت ابراہیم کے تو اس قول پر ولادت حضرت سیدہ کی ایک سال بعد ہوتی ہے اور ابن جوزی کہتے ہین کہ ولادت حضرت سیدہ کی نبوت سے پانچ برس پہلے ہے اور اشہر روایات یہی ہے انتہی علمائے سلف لکھتے ہین کہ افضل ترین مخلوقات بعد انبیاء علیہم السلام حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام ہین اس واسطے کہ آپ رسول اللہ صلعم کے بدن کا ایک ٹکڑا ہین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ سے کہا کرتے تھے کہ محبوب ترین مخلوقات ہمارے دل مین تمھارے باپ تھے اون کے بعد تم ہو اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ارقبوا محمدا فی اھل بیتہ یعنی حضرت صلعم کو ان کے اہل بیت مین خیال کرو آپکے ساتھ آنحضرت صلعم کو بہت محبت تھی اور یہ مرتبہ اون کے حضور مین کسی کو حاصل نہ تھا جو آپ کو تھا ترمذی شریف مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ فاطمہ مجھ سے ہے اور میرے دل کو روک دیتی ہے وہ چیز جو فاطمہ کے دل کو روک دیتی ہے اور جو چیز فاطمہ کے دل کو کشادہ کردیتی ہے وہی میرے دل کو بھی کشادہ کردیتی ہے اور سب نسب قیامت کے دن منقطع ہوجائینگے سوائے میرے نسب و سبب و سسرال کے صواعق محرقہ مین ابوایوب سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ قیامت کے دن منادی عرش سے پکاریگا کہ یا اھل الجمع نکسوا رؤسکم وغضوا ابصارکم حتی تمر فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی الصراط فتمر معہ سبعین الف جاریۃ من الحور العین کمر البرق یعنی اے اہل محشر تم اپنے سر جھکالو اور آنکھین بند کرلو یہان تک کہ فاطمہ بنت محمد صلعم صراط پر سے گذر جائین پھر حضرت فاطمہ ستر ہزار لونڈیون کے ساتھ جو حورین

ہونگی گذرینگی جس طرح بجلی گذرتی ہے جب آپ کی عمر سولہ یا پندرہ برس پانچ مہینہ یا ساڑھے چھ مہینے
کی ہوئی تو سنہ ۲ ہجری و بقول ابو عمر سنہ ۳ مین بعد غزوۂ احد آنحضرت صلعم نے حضرت علی مرتضے
کرم اللہ وجہہ کے ساتھ نکاح کردیا جس طرح کہ آپ کے سنہ ولادت مین اختلاف ہے اوسی طرح سنہ و ماہ
تزوج مین بھی اختلاف ہے مدارج النبوۃ مین ہے کہ آپ کا نکاح حضرت علیؓ کے ساتھ ماہ رمضان سنہ ۲
مین غزوۂ بدر سے پلٹنے کے بعد ہوا اور بعضے غزوۂ احد کے بعد کہتے ہین اور زفاف ذی الحجہ مین اور ایک
قول مین نکاح ماہ رجب مین ہونا پایا جاتا ہے اور ایک قول مین ماہ صفر مین بامر الٰہی و وحی الٰہی ہونا لکھا
ہے آپ کی عمر اوس وقت پندرہ برس ساڑھے پانچ مہینے کی تھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عمر اکیس
برس پانچ مہینے کی۔ اور اور اقوال بھی ہین مین کہتا ہون کہ مواہب لدنیہ مین سنہ نکاح ان کے دو لکھے
ہین اور یہ لکھا ہے کہ بعض کہتے ہین بعد اُحد کے اور بعض کہتے ہین کہ بعد زفاف حضرت عایشہ کے ساڑھے
چار مہینے کے اور آن کا زفاف بعد ان کے نکاح کے ساڑھے سات مہینہ کے ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ نکاح
ماہ صفر سنہ ۲ مین ہوا اور زفاف ذی الحجہ شروع بائیسوین مہینے مین سال ہجرت سے ہوا اور وقت نکاح
ان کی عمر پندرہ برس ساڑھے پانچ مہینے کی تھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عمر اکیس برس پانچ مہینے
کی اور اور اقوال بھی ہین اور ذخائر العقبیٰ مین ان کا نکاح ماہ صفر مین لکھا ہے اور اصابہ مین اول محرم
سنہ مین اور اصح یہ ہے کہ ماہ رجب مین پنجشنبہ کو ان کا عقد ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ نکاح ماہ رمضان مین
ہوا اور زفاف ماہ ذی الحجہ مین شروع بائیسوین مہینے پر سال ہجرت سے اور استیعاب مین ہے کہ بعد
واقعۂ احد کے ان کا نکاح ہوا جو ماہ شوال سنہ مین اتفاقاً تھا اصابہ مین اس کو اس طرح رد کیا ہے کہ حضرت
حمزہ اُحد مین شہید ہوے اور صحیحین مین قصہ شارفین مین لکھا ہے کہ جب اون کو حضرت حمزہ نے ذبح لیا
ہے اوسی زمانے مین حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کو اپنے گھر مین لانے کا تہیہ کرتے تھے اس سے اوس
شخص کا قول رفع ہوتا ہے جس کا گمان یہ ہے کہ حضرت علی کا نکاح حضرت فاطمہ کے ساتھ بعد احد کے ہوا

کیونکہ حضرت حمزہ قتل ہوے احد مین پھر اوسی مین بروایت عمرو بن علی لکھا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت
علی کا نکاح حضرت فاطمہ کے ساتھ ماہ رجب مین ہوا اوس سنہ مین جس مین وہ لوگ مدینہ آئے اور
زفاف غزوۂ بدر سے واپسی کے بعد اور آپ اوس زمانے مین اٹھارہ ۱۸ برس کی تھین ابن عبد البر کہتے ہین
کہ بعضون کا قول ہے کہ حضرت عائشہ کے زفاف کے چار مہینے بعد ان کا نکاح ہوا اور زفاف نکاح کے
نو مہینے کے بعد ہوا اور ان کا سن یوم نکاح پندرہ برس ساڑھے چار مہینے کا تھا اور حضرت علی کا سن اکیس
برس پانچ مہینے کا اور ظاہر ہے کہ زفاف حضرت صدیقہ ماہ شوال ۲ سنہ مین ہجرت کے سات مہینے بعد واقع ہوا
یہ دو قول ہین جن کو صاحب مواہب نے زوجات مین لکھا ہے پس غالباً عقد ہوا ہوگا نصف ماہ صفر
(یعنی بیان زوجات ۱۲)
۲ سنہ مین اگر ماہ زفاف حضرت عایشہؓ سے شمار رکھا جائے اور زفاف نکاح کے ساڑھے سات مہینے بعد
ہوا تو عقد ہوگا ماہ شوال مین پس یہ قول موافق ہوا ابی عمرو کے قول کے کہ عقد بعد احد کے تھا تو پھر اس قول
سے زفاف کا ماہ ذی الحجہ مین ہونا نہین پایا جاتا کہ جس سے یہ سمجھا جائے کہ عقد اوائل ماہ جمادی الاولی
مین ہوا جیسا کہ وہم کیا جاتا ہے اب یہ امر کہ وقت نکاح کے آپ پندرہ برس ساڑھے پانچ مہینے یا چھ مہینے
پندرہ دن کی تھین یہ دونون قول مبنی ہین ابن عمر کی نقل پر عبید اللہ بن محمد ابن جعفر ہاشمی سے کہ
حضرت فاطمہؓ کی ولادت ۴۱ سنہ مین مولد نبوی سے ہے لیکن وہ روایت جو واقدی نے حضرت عباسؓ
سے روایت کی اور اوس پر مداینی اور ابن جوزی نے یقین کیا یعنی آپ کی ولادت نبوت سے پانچ برس
پہلے ہونا اور آپ کی عمر عقد کے وقت اونیس ۱۹ برس ڈیڑھ مہینے کی ہونا اور حضرت علیؓ کا سن اکیس برس
پانچ مہینے کا یہ عروہ کے قول کی بنا پر ہے اوس کو ابو عمرؓ نے ضعیف کہا ہے کیونکہ حضرت علیؓ مسلمان ہوے
آٹھ برس کے سن مین اور ابن اسحق کے قول پر کہ جو قول راجح ہے کہ آپ اسلام لائے دس ۱۰ برس کے سن مین
تو اس حساب سے آپ کا سن یوم نکاح چوبیس برس ڈیڑھ مہینے کا ہوتا ہے کذا فی المواہب وشرحہ للزرقانی
آپ کے نکاح کا مفصل واقعہ اوپر بیان ہی ہو چکا اوس کے اعادہ کی ضرورت نہین بعد عقد کے جب

حضرت امیر کرم اللہ وجہٗ نے آپ کو رخصت کرانا چاہا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ایک مکان لے لو
چنانچہ حارثہ بن النعمان کا مکان ملا اور حضرت سیدہ باجازت آنحضرت صلعم ہمراہ ام ایمن کے اوس گھر
مین آئین چونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے آنحضرت صلعم نے بھی اوس مکان مین آنے کا وعدہ کیا
تھا لہذا آپ منتظر رہے بعد عشا کے آنحضرت صلعم تشریف لائے اور حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ پانی لاؤ وہ
ایک لکڑی کے برتن مین پانی لائین آنحضرت صلعم نے پانی لیکر کلی کی اور حضرت سیدہؓ کے سر و سینہ پر پانی
چھڑکا اور فرمایا اللھم اعیذھا بک و ذریتھا من الشیطان الرجیم[1] پھر پیٹھ پھیرنے کو فرمایا حضرت
سیدہ نے پیٹھ پھیری اور آنحضرتؐ نے دونون شانون کے بیچ مین پانی چھڑکا اور اوسی طرح پڑھا بعدہ اسی طرح
حضرت علی کے ساتھ بھی کیا اور واپس تشریف لائے روایت ہے کہ مویز و خرما اس عقد کے طعام ولیمہ کے
لیے آنحضرت صلعم نے عنایت فرمائے یہی صرف مین آئے روضۃ الاحباب مین ہے کہ حضرت سعد ایک بکری
لائے اور قبیلہ انصار کے لوگ کئی صاع جوار اوس کا ولیمہ کیا گیا سنن ابی داؤد شریف مین ہے کہ حضرت سیدہؓ
اگرچہ آنحضرت صلعم کی محبوب ترین صاحبزادی تھین مگر اونھون نے اس محبت سے کوئی دنیوی فائدہ نہین پایا
روزانہ معمولی محنت و مشقت یہ تھی کہ اس قدر چکی پیستی تھین کہ ہاتھون مین چھالے پڑجاتے تھے پانی کی مشک
بھر کر لانے سے گھٹے پڑجاتے گھر مین جھاڑو دینے سے کپڑے میلے ہوتے چولھے کے پاس بیٹھنے اور چولھا
پھونکنے سے کپڑے سیاہ ہوجاتے باایں ہمہ جب آپ آنحضرت صلعم سے یہ حال عرض کرکے لونڈی طلب
کرتین تو آپ دوسرے طریقے سے تسکین و تشفی کردیتے کبھی کوئی وظیفہ بتا دیتے اور کبھی دنیا کی بے ثباتی
ارشاد کردیتے اور کبھی صاف انکار کرکے فرمادیتے کہ یہ فقیرون و یتیمون کا حق ہے ائمہ حدیث لکھتے ہین کہ چکی
پیسنے کے نشان حضرت سیدہؓ کے ہاتھون مین پڑگئے تھے اور چولھا پھونکنے سے رنگ چہرہ متغیر ہوگیا تھا
ایک روز حضرت امیر کرم اللہ وجہٗ نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم اکثر لونڈیان تقسیم کرتے ہین تم بھی اپنے لیے کوئی

---

[1] اے اللہ مین پناہ مین دیتا ہون تیری اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم کے آفات سے ۱۲ منہ

لونڈی مانگ لاؤ آپ اسی ارادہ سے حضرت کے حضور مین حاضر ہوئین مگر سلام کرکے چلی آئین اور کچھ حال بیان نہ کرسکین حضرت امیر کرم اللہ وجہہ نے دوبارہ پھر تاکید بھیجا آنحضرت صلعم اوس روز حضرت صدیقہؓ کے گھر مین تشریف رکھتے تھے جب حضرت سیدہ حاضر ہوئین تو آنحضرتؐ کو وہان نہ پایا تب حضرت صدیقہؓ سے کہا کہ مین ایک لونڈی مانگنے آئی تھی رات کو حضرت صدیقہؓ نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ آج فاطمہؓ ایک لونڈی مانگنے آئی تھین آنحضرت صلعم اوسی وقت حضرت سیدہ کے یہان تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ابکی بار جب لونڈیان آئین تو یاد دلانا ہم تم کو دین گے مگر یہ دنیا کی مشقت چند روزہ ہے اسکو اسی طرح گذر جانے دو پھر جب لونڈی عنایت فرمائی تو ارشاد کیا کہ اگر ایک کام وہ کرے تو ایک کام تم کرو یا یہ فرمایا کہ آدھا کام وہ کرے اور آدھا تم اور چکی پیسنے مین تم بھی اوس کی شریک ہوا کرو سنن ابی داؤد شریف مین ہے کہ ایک بار آنحضرت صلعم حضرت سیدہ کے یہان تشریف لائے دیکھا کہ وہ بوجہ ناداری کے اس قدر چھوٹا دوپٹہ اوڑھے ہین کہ اگر سر ڈھانکتی ہین تو پیر کھل جاتے ہین اور اگر پیر ڈھانکتی ہین تو سر کھل جاتا ہے نسائی شریف مین ہے کہ ایک بار حضرت امیر کرم اللہ وجہہ نے ان کو ایک ہار سونے کا دیا جب آنحضرت صلعم کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اے فاطمہؓ کیا لوگون سے کہلوانا چاہتی ہو کہ رسول اللہ کی لڑکی آگ کا ہار پہنتی ہے حضرت سیدہؓ نے اوس کو بیچ کر اوس کی قیمت سے ایک غلام خرید لیا ایک مرتبہ آنحضرت صلعم کسی غزوہ سے واپس تشریف لائے حضرت سیدہؓ نے بطور خیر مقدم گھر کے دروازون پر پردے لگائے اور حضرات حسنین علیہما السلام کو چاندی کے کنگن پہنائے جب آنحضرتؐ حسب معمول حضرت سیدہ کے یہان تشریف لائے تو اس ساز و سامان کو دیکھکر واپس گئے حضرت سیدہؓ سمجھ گئین فوراً پردون کو چاک کر ڈالا اور صاحبزادون کے ہاتھون سے کنگن اوتار لیے صاحبزادے روتے ہوئے حضور مین گئے آنحضرتؐ نے فرمایا یہ میرے اہل بیت ہین مگر مین نہین چاہتا کہ دنیا کے مزخرفات سے آلودہ ہون اور صحابہ سے فرمایا کہ اس کے عوض مین فاطمہ کے لیے عصیب کا ہار اور ہاتھی دانت کے دو کنگن خرید لاؤ انتہی کذا فی النسائی شیخ نجم الدین عمر نسفی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں ۱۲

سورۂ فاتحہ مین لکھتے ہین کہ ایک روز آنحضرت صلعم حضرت سیدہ کے یہان تشریف لائے دیکھا تو آپ نہایت غمگین بیٹھی رو رہی تھین آپ نے وجہ دریافت فرمائی حضرت سیدہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین شکایتا نہین روتی ہون قصہ یہ ہے کہ تین روز ہو چکے ہین کہ جب سے گھر مین کچھ کھانے کو نہین ہے حسنؓ و حسینؓ بوجہ شدت بھوک کے روتے تھے مجھکو بھی اون کی بے قراری دیکھکر رونا آگیا اور علیؓ کو بھی آپ سے مین نے اب تک نہین عرض کیا آج ان دونون لڑکون نے ایسا فقرہ کہا کہ جس کے ضبط کی طاقت مجھکو نہ رہی اور رونا آگیا وہ فقرہ یہ تھا کہ جیسے ہم بھوکے ہین ویسا کوئی لڑکا ہو گا اس فقرے سے دنیا مجھپر تیرہ و تار ہو گئی یا رسول اللہ اگر کسی بندے سے مناجات مین خداوند عالم کے حضور مین گستاخی ہو جائے تو عیب تو نہ ہو گا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نہین حضرت سیدہؓ نے وہان سے اوٹھکر غسل کیا اور گھر کے گوشے مین نماز پڑھنے لگین بعد فراغت کے ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگی اور کہا کہ خداوند عالم تو جانتا ہے کہ عورتون مین تحمل پیغمبرون کے طاقت نہین ہے اگر تیرے اور میرے باپ کے درمیان مین کوئی سر ہے تو مجھکو اوس کی طاقت نہین یا مجھکو اوس کی طاقت عنایت کر یا اس بلا سے نجات دے یہ کہکر بیہوش ہو گئین حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرتؐ کے حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ تشریف لے چلیے اور فاطمہؓ کو دیکھیے اس وقت اونھون نے فرشتون کی جماعت مین شور مچا دیا آنحضرتؐ وہان سے حضرت سیدہؓ کے یہان تشریف لائے دیکھا تو آپ بیہوش تھین آپ کا سر زمین سے اوٹھا کر اپنی گود مین لیا جب حضرت سیدہؓ کو ہوش آیا اور آنحضرتؐ کو بیٹھا ہوا پایا تو بوجہ ندامت سر جھکا دیا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ آیت پڑھو نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ[۱] اور اللہ تعالی کو قسام جانو سب مشکلین تمھاری آسان ہو جائین گی بعدہ دست مبارک حضرت سیدہؓ کے سینے پر رکھکر فرمایا کہ یا اللہ اس کو بھوک کی

[۱] ہم نے تقسیم کی ان مین روزی ان کی دنیا کی زندگی مین اور بلند کیے درجے ایک کے ایک سے کہ ٹھیراتا ہے ایک دوسرے کو مسخر اور تیرے رب کی رحمت بہتر ہے اون چیزون سے جو جمع کرتے ہین ۱۲ منہ

تکلیف سے بے خوف کردے حضرت سیدہؓ فرماتی ہین کہ اوس وقت سے میرے دل پر ہوکھ کی تکلیف
کبھی نہین ہوئی روضۃ الاحباب مین ہے کہ ایک بار آنحضرت صلعم نے مجمع مین صحابہ سے مخاطب ہوکر فرمایا
کہ بتاؤ عورتون کے لیے کون چیز بہتر ہے وہ لوگ چپ ہوگئے حضرت امیر کرم اللہ وجہہ بھی وہان موجود تھے
آپ وہان سے اوٹھکر اپنے گھر آئے اور حضرت سیدہؓ سے ساری کیفیت بیان کی آپ نے فرمایا کہ تم نے
کہدیا ہوتا کہ اون کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ مردون کو نہ دیکھین نہ مرد اون کو دیکھین حضرت امیر کرم اللہ وجہہ نے
آنحضرت صلعم کی حضور مین حاضر ہوکر یہی عرض کردیا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ تم نے کہان سے جواب سیکھا
اونھون نے حضرت سیدہؓ کو بتایا تب آنحضرتؐ نے فرمایا کہ انما فاطمۃ بضعۃ منّی یعنی فاطمہ میرا ٹکڑہ
ہے ایک بار آنحضرت صلعم تشریف رکھتے تھے اور حضرت امیر کرم اللہ وجہہ و حضرت سیدہؓ سے کچھ باتین لطف و
شفقت آمیز کرتے تھے اسی اثنا مین حضرت امیر کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ آپ کو مجھ سے زیادہ
دوست ہین یا مین آپ نے فرمایا کہ یہ تم سے زیادہ دوست ہین مجھکو اور تم ان سے زائد عزیز ہو انتہی کتب سیر
سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم ہمیشہ جناب امیر و حضرت سیدہؓ کے تعلقات مین صفائی پیدا کرنے کی
کوشش فرماتے تھے بخاری شریف ذکر اصہار النبی صلعم مین لکھا ہے کہ ایک بار حارث ابن ہشام برادر ابی جہل
نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہا کہ تم مسماۃ خور ابنت ابی جہل سے نکاح کرلو آپ کا ارادہ ہوا جب یہ خبر
آنحضرت صلعم کو پہونچی تو آپ کو سخت ناگوار گذری اور صحیح یہ ہے کہ حضرت سیدہؓ نے آنحضرت صلعم سے جاکر یہ
حال عرض کیا آنحضرتؐ نے مسجد شریفہ مین آکر خطبہ پڑھا اور اوس مین اپنی ناخوشی ظاہر فرمائی اور فرمایا کہ
میری بیٹی میرا جگر گوشہ ہے جس سے اوس کو دکھ پہونچیگا اوس سے مجھکو بھی اذیت ہوگی چنانچہ حضرت علی
کرم اللہ وجہہ اپنے ارادہ سے باز رہے اور حضرت سیدہؓ کے زمانہ حیات مین پھر دوسری عورت سے نکاح
نہین کیا شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ کی ایذا دہی ہر وجہ حرام ہے خواہ
وہ کسی ایسی چیز سے کیون نہو جو اصل مین مباح ہو اور یہ آنحضرتؐ ہی کے خواص سے ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ

کو آپ نے نکاح کرنے سے دو وجہون سے منع کیا اول اس وجہ سے کہ اس سے حضرت سیدہ کو ایذا پہونچتی اور وہی سبب ایذائے آنحضرت ہوتا اور یہ حضرت علی مرتضےٰ کے لیے اچھا نہ ہوتا دوسرے اس وجہ سے کہ حضرت سیدہ پر بسبب غیرت کے فتنہ و فساد کا احتمال ہو سکتا تھا بعضون کا قول ہے کہ آنحضرت صلعم کا اجازت نہ دینا کچھ اس وجہ سے نہ تھا کہ آپ کو دو عورتین جمع کرنے سے منع کرنا مقصود تھا بلکہ آپ نے قضائے آلٰہی سے خبر دی کہ مقدر یہ ہے کہ یہ دونون جمع نہ ہون گے انتہی یحیی ابن سعید قطان کہتے ہین کہ مین نے عبد اللہ ابن داؤد سے اس ارشاد نبوی صلعم کہ لا اٰذن ان یحب علی ان یطلق ابنتی وینکح ابنتھم کے معنے پوچھے تو اونھون نے کہا کہ اللہ نے حرام کیا حضرت علیؓ پر کہ وہ حضرت فاطمہؓ کی حیات مین کسی اور سے نکاح کرین کیونکہ کلام اللہ مین ہے وما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا یعنی جو کچھ تم کو رسول دین اوس کو لیو اور جس سے منع کرین اوس سے باز رہو تو جب آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مین نہین اجازت دیتا تو حضرت علیؓ کو حضرت فاطمہؓ کی موجودگی مین دوسری عورت سے نکاح کرنا بلا اجازت آنحضرت صلعم کے درست نہ ہوا اور بھی عمر بن داؤد کہتے ہین کہ جب آنحضرت کا ارشاد یہ ہے کہ فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس بات سے اوس کو رنج و ایذا ہوتی ہے اوسی سے مجھکو بھی تو اللہ نے حرام کر دیا حضرت علی پر کہ وہ حضرت فاطمہ کی موجودگی مین دوسرا نکاح کرین اور اوس سے آنحضرت صلعم کو ایذا دین آیہ کریمہ وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ کے موافق یعنی تمکو لایق نہین کہ رسول خدا کو ایذا دو ان دونون روایتون کو حافظ ابو القاسم دمشقی نے بھی نقل کیا ہے شیخ یوسف ابن اسمعیل نبہانی اپنے رسالہ شرف المؤبد لآل محمد مین لکھتے ہین کہ آپ نے باوجود جلیل القدر و عظیم المرتبہ ہونے کے اپنی عمر نہایت عسرت و تنگی معیشت مین بسر کی تا کہ غافلین کو تنبیہ ہو جاے کہ دنیا کاملین کے لیے باعث وقعت نہین رکھی گئی ہے امام احمد سے روایت ہے کہ حضرت بلالؓ کو ایک روز نماز صبح مین حاضری سے دیر ہو گئی جب

سلہ یعنی مین نہین اجازت دیتا کہ پسند کرین علیؓ اس امر کو کہ میری بیٹی کو طلاق دیکر اون لوگون کی بیٹی سے نکاح کرین ۱۲ منہ

حاضر ہوئے تو آنحضرت صلعم نے وجہ دیری دریافت کی اونھون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مین
حضرت فاطمہؓ کے مکان کی طرف سے ہوکر گذرا تو مین نے دیکھا کہ وہ چکی پیس رہی ہین اور بچہ رو رہا ہے
مین نے عرض کیا کہ اگر آپ فرمائین تو مین چکی پیس دون اور آپ صاحبزادہ کو لے لین یا مین صاحبزادہ
کو لے لون تو اونھون نے فرمایا کہ مجھکو لڑکے کا قلق تم سے زیادہ ہے اسی نے تو مجھکو اس وقت تک
روک رکھا ہے اور نماز وغیرہ مین مشغول نہین ہونے دیا ہے انتہیٰ

فضائل حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا

امام ترمذی اسامہ ابن زید سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم فرماتے تھے کہ میرے اہل بیت مین
سب سے زائد مجھکو محبوب فاطمہ ہین مسند امام احمد بن حنبل مین حضرت حذیفہ ابن الیمان سے مروی ہے
کہ وہ کہتے تھے کہ میری مان نے ایک روز مجھ سے پوچھا کہ تم کتنے عرصے سے آنحضرت صلعم کے حضور مین
نہین حاضر ہوے مین نے کہا کہ مین ایک مدت سے نہین حاضر ہوا اونھون نے مجھکو بہت ملامت کی
تب مین نے کہا کہ مین آج ایسے وقت سے جاؤن گا کہ نماز مغرب و عشا آپ کے ساتھ پڑھون اور اپنے اور
تمھارے لیے استدعاے مغفرت کرون اونھون نے مجھکو اجازت دی مین نے حاضر ہو کر دونون نمازین
آنحضرت صلعم کے ساتھ پڑھین جب آپ نماز سے فارغ ہو کر گھر تشریف لیجانے لگے تو مین بھی آپ کے ہمراہ
چلا دیکھا کہ راستے مین ایک شخص نے آکر آپ سے آہستہ باتین کین اور چلا گیا آپ آگے بڑھے مین بھی
چلا آپ میری آواز سن کر ٹھیر گئے اور پوچھا کہ کون ہے حذیفہ مین نے کہا ہان آپ نے فرمایا کیا ضرورت
ہے اللہ تعالی تیری اور تیری مان کی مغفرت کرے اس شخص کو تو نے دیکھا جو راستے مین مجھے ملا تھا مین نے
عرض کیا ہان آپ نے فرمایا یہ فرشتہ تھا جو آج سے پہلے کبھی زمین پر نہین آیا اس نے خداوند عالم سے اجازت
مانگی میرے پاس آنے کی تا کہ مجھکو بشارت دے کہ فاطمہؓ تمام دنیا کی عورتون کی سردار ہو اور حسنینؓ جنتی جوانون

کے سردار ہون گے طبرانی بروایت ثقات روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے ایک بار حضرت سیدہؓ
سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر اور تمھاری اولاد پر عذاب نہین کرے گا - مجاہد کہتے ہین کہ ایک بار آنحضرتؐ
تشریف لائے حضرت سیدہ کا ہاتھ پکڑے ہوے اور فرمایا کہ جو اس کو جانتا ہے وہ تو جانتا ہی ہے اور
جو نہ جانتا ہو وہ جان لے کہ یہ فاطمہ میری بیٹی ہے اور میرے گوشت کا ٹکڑا اور میرا دل اور میری روح ہے
جو میرے پہلو مین ہے جس نے اوس کو ایذا دی اوس نے مجھکو ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اوس نے
اللہ کو ایذا دی طبرانی حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم فرماتے تھے کہ جس نبی
کی اولاد دختری ہوتی ہے اون کے عصبہ اون کے باپ کی طرف کے لوگ ہوتے ہین بجز اولاد فاطمہ کے کہ
اون کا عصبہ اور ولی مین ہون اسی حدیث کو بتغیر الفاظ علامہ شہاب الدین احمد ابن حجر ہیتمی نے اپنی کتاب
صواعق محرقہ مین بھی روایت کیا ہے مشکوٰۃ شریف مین باب مناقب اہل بیت مین حضرت عایشہ
صدیقہ سے مروی ہے کہ وہ کہتی تھین کہ ہم سب بی بیان آنحضرت صلعم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپکی
علالت کے زمانے مین کہ اسی اثنا مین حضرت فاطمہؓ آئین تو آپ کی چال ڈھال مین آنحضرت صلعم
کی راہ و روش سے کوئی فرق نہ تھا جب آنحضرتؐ نے حضرت فاطمہؓ کو آتے ہوے دیکھا تو فرمایا کہ میری
بیٹی کو جگہ دو اور میرے پاس آنے دو جب وہ آئین تو آپ نے اون کو اپنے پاس بٹھلایا اور ایک روایت
مین ہے کہ آپ نے داہنی یا بائین طرف بٹھایا پھر اون سے آہستہ کچھ باتین کین جس سے وہ بہت روئین
جب آنحضرتؐ نے اون کو بہت غمگین دیکھا تو دوبارہ پھر کچھ آہستہ فرمایا تو وہ ہنسنے لگین بعدہ جب آنحضرت صلعم
اوس مجلس سے اوٹھے تو مین نے فاطمہؓ سے پوچھا کہ آنحضرتؐ نے تم سے کیا سرگوشی کی تو فاطمہؓ نے کہا کہ مین
آنحضرتؐ کا راز ظاہر کرنا نہین چاہتی یعنی جو چیز آپ نے چھپائی مین کیونکر ظاہر کرون اس لیے کہ اگر وہ
ظاہر کرنا چاہتے تو نہ چھپاتے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات مین لکھتے ہین کہ اس سے
معلوم ہوا کہ بزرگون اور دوستون کا راز اغیار سے چھپانا مستحب ہے اور یہی حدیث مستند ہے مریدون کے

مشایخ کے اسرار مخفی رکھنے مین پھر جب آنحضرت کی وفات ہوئی تو مین نے فاطمہؓ سے کہا کہ مین تمکو
قسم دیتی ہون اوس حق سے جو میرا تم پر ہے یعنی حق مادری یا محبت و محبت اور اوس کے سوا مین کچھ
نہین چاہتی تم سے اوس روز آنحضرت صلعم نے آہستہ کیا کہا تھا تب حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کہ چونکہ اب
آنحضرت صلعم اس عالم سے تشریف لے گئے تو مین کہے دیتی ہون پہلی مرتبہ آپ نے آہستہ سے یہ بات
کہی تھی کہ جبرئیلؑ مجھ سے قرآن کا دور ہر برس مین ایک بار رمضان مین کرتے تھے اور اب کی سال
اونھون نے دو بار دور کیا یعنی جتنا قرآن نازل ہوتا تھا سال بھر مین تو رمضان مین اوس سب کا دور
کرتے تھے یادداشت کے لیے اور اس لیے کہ ناسخ و منسوخ دور مین ظاہر ہو جاوے اور اس سے اس طرف
بھی اشارہ ہے کہ دور کرنا مستحب ہے اور بھی یہ کہ یہ حدیث آپ نے اپنی عمر کے اخیر رمضان کے بعد فرمائی
تو غالبًا میرا زمانہ انتقال قریب آگیا اس لیے کہ دو بار دور کرنا خلاف عادت مشعر اس امر کا ہے کہ حضرت
جبرئیلؑ نے قرآن کے یاد رکھنے اور اوس کے احکام کے یاد رکھنے کی نصیحت کی تاکہ امور دین کامل اور نعمت
پوری ہو تو اے فاطمہؓ تقوے و صبر کی ہمیشہ عادت رکھنا خصوصًا میری مفارقت پر کیونکہ مین تیرے لیے
بہتر پیش رو ہون تو جب آنحضرتؐ نے اپنی وفات کی خبر دی مین رونے لگی پھر جب آنحضرت صلعم نے میری
بیقراری دیکھی تو مجھ سے دوبارہ فرمایا کہ ای فاطمہؓ تو خوش نہین ہوئی اس امر سے کہ تو بہشت کی بہترین
عورتون مین سے ہو یعنی تمام عورتون سے بہتر ہو یا خاص اس امت کی عورتون سے یا عالمین کی عورتون
کی سردار یعنی دلتنگ مت ہو اور خدا پر راضی رہ اور اوس کا شکریہ ادا کر کہ اوس نے تمکو یہ مرتبہ عنایت
فرمایا دوسری روایت مین ہے کہ حضرت فاطمہؓ کہتی ہین کہ آنحضرتؐ نے مجھ سے آہستہ کہا کہ میری وفات
ہوگی اس بیماری مین تب مین رونے لگی اوس کے بعد آپ نے مجھ سے آہستہ فرمایا کہ آپکے اہل بیت
مین مین ہی آپ کے بعد سب سے پہلے جاؤن گی اس ارشاد سے مجھے ہنسی آگئی یہ حدیث متفق علیہ ہے
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہین کہ اس حدیث سے حضرت فاطمہؓ کی فضیلت تمام مومنات پر

معلوم ہوتی ہے تتمے کہ حضرت مریمؑ وآسیہ وخدیجہؓ وعائشہؓ پر بھی اور یہی قول سیوطی کا بھی ہے اور بعض حدیثون مین مریم بنت عمران کو عام عورتون سے کہ جن پر حضرت زہراؑ کو فضیلت دی ہے مستثنے کیا ہے اور اور حدیثون مین ہے کہ فاطمہؓ کی مثال اس امت مین مثل مریم کے ہے اپنی قوم مین یعنی فاضل تر اپنے غیر سے اور ہوسکتا ہے کہ ان چیزون کا اختلاف اس سبب سے ہو کہ آنحضرت صلعم کو بتدریج خبر علوی ہو حضرت فاطمہؓ کی فضیلت پر بذریعۂ وحی کے بالجملہ اونکا عموم فضل تمام عالم کی عورتون پر ثابت ہے واللہ اعلم اور بعضے علما جو حضرت عائشہؓ کو حضرت فاطمہؓ پر فضیلت دیتے ہین وہ اس سبب سے کہ حضرت عائشہؓ پیغمبر خدا صلعم کے ساتھ بہشت مین ہونگے اور حضرت فاطمہؓ حضرت علیؑ کے ساتھ اسمین شبہ نہین کہ مقام ومکان پیغمبر خدا صلعم حضرت علیؑ کے مقام ومکان سے اعلے واشرف ہوگا لیکن اور حدیثون مین ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ مین اور تو اور علیؑ وحسنینؑ جنت مین ایک مکان ومقام مین ہونگے اور بھی علما کہتے ہین کہ حضرت عائشہ مجتہدہ تھین خلفاء اربعہ کے زمانہ مین فتوے دیتی تھین اور سیوطی اپنے فتاوے مین لکھتے ہین کہ اس جگہ تین مذہب ہین سب سے صحیح مذہب یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ افضل ہین حضرت عائشہ سے اور بعض کہتے ہین کہ برابر ہین حضرت فاطمہؓ اور حضرت عائشہؓ اور بعضے توقف کرتے ہین یعنی استروشنی حنفیہ مین سے اور بعضے شافعیہ حضرت امام مالک سے لوگون نے اس مسئلہ کو پوچھا تو اونھون نے کہا کہ حضرت فاطمہؓ پیغمبر خدا صلعم کے گوشت کا ٹکڑا ہین مین اونکی برابر کسی کو نہین سمجھتا امام سبکی کہتے ہین کہ میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ افضل ہین بعد اونکے اونکی والدہ بعد اونکے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہن اجمعین اور حضرت خدیجہؓ وحضرت عائشہؓ مین بھی اختلاف ہے حق یہ ہے کہ حیثیتین مختلف ہین بعضے افضلیت سے کثرت ثواب مراد لیتے ہین کہ جو علما نے اعتبار کیا ہے لیکن شرافت ذات وطہارت طینت وپاکی جوہر مین کوئی حضرت فاطمہ وحسن وحسین رضی اللہ عنہم کی برابر نہین ہوسکتا ہے واللہ اعلم شیخ ابن حجر کی منح مکیہ شرح قصیدۂ ہمزیہ مطبوعۂ مصر کے صفحہ ۳۲۱ مین لکھتے ہین کہ حضرت خدیجہؓ وحضرت صدیقہؓ افضل

امہات المومنین ہین پھر اصح یہ ہے کہ حضرت خدیجہؓ افضل ہین اس لیے کہ صحیح یہ بات ہے کہ حضرت
صدیقہؓ نے جب آنحضرت صلعم سے حضرت خدیجہؓ کے بارے مین عرض کیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اون سے
بہتر عنایت کی تو آپ نے فرمایا کہ نہین قسم اللہ کی کہ اوس نے خدیجہؓ سے بہتر مجھکو کوئی عورت نہین دی
وہ مجھ پر ایمان لائین اوس وقت جبکہ لوگ مجھے جھٹلاتے تھے اور اپنا مال مجھکو دیا جبکہ لوگ مجھکو کچھ نہین دیتے
تھے اور ممکن ہے کہ یہ اس وجہ سے بھی ہو کہ آنحضرتؐ نے حضرت صدیقہؓ کو حضرت جبرئیل کی طرف سے
سلام پہونچایا اور حضرت خدیجہؓ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھر اصح یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ افضل ہین حضرت
خدیجہؓ سے کیونکہ وہ بضعۂ کریمہ ہین جسکے مقابل کوئی نہین ہو سکتا اور جس حدیث سے افضلیت حضرت خدیجہ
کی معلوم ہوتی ہے اوسکا جواب یون دیا جاتا ہے کہ یہ من حیث مان ہونے کے ہے نہ سیادت کے اور اون لوگون
مین سے جو اس مسلک پر ہین امام مجتہد تقی سبکیؒ بھی ہین کیونکہ اون کا قول ہے کہ الذی نختارہ وندین اللہ[1]
بہ ان فاطمۃ افضل ثم خدیجۃ ثم عائشۃ ولختار ایضا ان مریم افضل من خدیجۃ للاختلاف
فی نبوتہا انتہی حضرت سید احمد دحلان سیرۃ نبویہ مین آپکے قصۂ تزویج کے عنوان مین لکھتے ہین کہ آپ افضل
نساء دنیا حتی کہ مریم رضی اللہ عنہا سے بھی ہین اور یہی قول ہے مقریزی اور زرکشی اور حافظ سیوطی کا اپنی
کتابون شرح نقایہ اور شرح جمع الجوامع مین واضح دلیلون سے اور ان دلیلون سے ایک یہ ہے کہ یہ امت
افضل ہے اور امتون سے اور صحیح یہ ہے کہ حضرت مریم نبیہ نہین تھین بلکہ اس امر پر اجماع ہے کہ کوئی عورت
نبیہ ہوئی نہین کیونکہ ترمذی شریف مین روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مریم اپنے زمانے کی بہترین عورتون
سے تھین اور فاطمہؓ اپنے زمانے کی بہترین عورتون سے ابن عبد البر روایت کرتے ہین کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے
بیٹی کیا تو اس امر پر راضی نہین کہ تو سیدۂ نساء عالم ہو آپ نے عرض کیا اور مریم کیا ہین آپ نے فرمایا کہ وہ سیدہ
اپنے زمانہ کے عورتون کی تھین اور طبرانی بند لغیہ شیخین روایت کرتے ہین کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی

[1] وہ چیز کہ جس کو ہم اختیار کرتے ہین اور مانتے ہین یہ ہی کہ فاطمہؓ افضل ہین اون کے بعد خدیجہؓ اونکے بعد عائشہؓ اور بھی
مختار ہمارا یہ ہے کہ مریم افضل ہین خدیجہؓ سے کیونکہ مریمؑ کی نبوت مین اختلاف ہے ۱۲ منہ

تھین کہ مین نے کسی کو بزرگ تر فاطمہؓ سے نہین دیکھا بجز اونکے باپ کے انتہٰے۔ ملا علی قاری شرح مشکوٰۃ
مین لکھتے ہین کہ حضرت عائشہؓ فرماتی تھین کہ مین نے کسی کو مشابہ تر ہیئت و رفتار و گفتار و نشست و برخاست
مین رسول اللہ صلعم کے ساتھ حضرت فاطمہؓ سے زائد نہین پایا جب آنحضرتؐ کے حضور مین حضرت فاطمہؓ
آتی تھین تو آپ اونکو دیکھکر اوٹھ کھڑے ہوتے تھے اور آونکی پیشانی پر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر اون کو
بٹھلاتے اسی طرح جب آنحضرتؐ انکے یہان تشریف لیجاتے تو یہ اوٹھ کھڑی ہوتین اور آپ کا ہاتھ پکڑکے
بوسہ دیتین اور آنحضرتؐ کو اپنی جگہ پر بٹھاتین پھر وہی قصہ مرض الوفات کا نقل کرکے لکھا ہے کہ اس
حدیث کے راوی ترمذی و ابو داوٗد و نسائی ہین مگر ترمذی کا قول ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور
ذخائر العقبےٰ مین ثوبان سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم جب کسی سفر مین تشریف لیجاتے تھے تو سب کے بعد
حضرت فاطمہؓ کو رخصت کرتے اور جب واپس تشریف لاتے تو اہل بیت مین سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ سے
ملتے اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا اور ابی ثعلبہ سے مروی ہے کہ جس وقت حضرتؐ غزوہ یا سفر سے
واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد مین تشریف لیجا کر دو رکعتین پڑھتے بعد اوسکے حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف
لاتے تھے اوسکے بعد ازواج مطہرات کے یہان تشریف لیجاتے تھے اس حدیث کو ابو عمر نے روایت کیا انتہیٰ
نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار مطبوعہ مصر کے صفحہ ۹۶ مین ہے کہ حضرت ابو سعید خدری سے منقول
ہے کہ آنحضرت صلعم شب معراج مین جب ساتوین آسمان پر پہونچے تو آپ نے کئی مکان یاقوت کے دیکھے جو حضرت
مریم اور والدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آسیہ زوجہ فرعون اور حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہن کے تھے
اور حضرت فاطمہؓ کے ستر مکان مرجان سرخ کے تھے اور اونکے دروازون پر موتی جڑے ہوے تھے حضرت
ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم فرماتے تھے کہ جنت مین سب سے پہلے داخل ہونیوالے شخص حضرت علیؑ و
حضرت فاطمہؓ ہونگے انتہٰے صواعق محرقہ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۱۵ مین ہے کہ امام احمد و حاکم مسور بن مخرمہ سے
روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم فرماتے تھے کہ فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس بات سے وہ غصہ ہوتی ہے

وسی سے مین بھی غصہ ہوتا ہون اور جس بات سے وہ خوش ہوتی ہے اوسی سے مین بھی خوش ہوتا ہون
ورسب نسب قیامت کے روز منقطع ہوجائین گے سوا میرے نسب اور سبب اور دامادی کے مدارج النبوۃ مین ہے
کہ لوگون نے حضرت صدیقہ سے پوچھا کہ کون شخص زیادہ دوست تھا آنحضرت صلعم کو آپ نے فرمایا کہ فاطمہؓ
پھر لوگون نے پوچھا کہ مردون مین آپ نے فرمایا کہ اونکے شوہر یہان سے انصاف حضرت صدیقہؓ کا اور اون کا
صدق حال اور دوستی اولاد پیغمبر صلعم سے خیال کر لینا چاہیے دوسری حدیث مین ہے کہ حضرت فاطمہؓ سے لوگون
نے پوچھا کہ کون شخص زیادہ دوست تھا آنحضرتؐ کو فرمایا عایشہ پھر لوگون نے پوچھا کہ مردون مین فرمایا اونکے
باپ بالجملہ سب محمول ہین بحیثیات مختلفہ ایک دن آنحضرت صلعم حضرت فاطمہؓ کے گھر مین تشریف لائے
دیکھا کہ آپ موٹا کپڑا اونٹ کے بالون کا بنا ہوا پہنے بیٹھے ہین آپ آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ اے
فاطمہ آج مشقت اور تنگی دنیا پر صبر کر کلّہ قیامت مین نعمتین بہشت کی تیرے ہی لیے ہونگی ایک دن
آنحضرتؐ نے اپنا دست مبارک حضرت فاطمہؓ کے سینۂ مبارک پر رکھکر دعا کی کہ اے اللہ اسکو بھوکھ سے آزاد کر
آپ فرماتی ہین کہ جب سے مجھکو زندگی بھر بھوکھ کی زحمت نہین معلوم ہوئی حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے
ہین کہ مین نے ایک بار اپنی والدہ کو گھر کی مسجد مین نماز پڑھتے دیکھا طلوع فجر تک غور کر کے جب سنا تو معلوم ہوا
کہ تمام مومن مردون اور عورتون کے لیے دعا مانگ رہی ہین مگر اپنے لیے کچھ دعا نہین کر تین مین نے پوچھا
کہ اے مادر مہربان اپنے لیے تم نے کیون نہ دعا کی فرمایا کہ اے بیٹے پہلے پڑوسی پھر گھر حضرت عمر بن الخطاب
سے منقول ہے کہ ایک دن آپ حضرت فاطمہؓ کے یہان تشریف لائے اور فرمایا کہ اے فاطمہؓ قسم خدا کی
مین نے کسی کو تم سے بڑھکر آنحضرت صلعم کے نزدیک محبوب نہین دیکھا خدا کی قسم مجھکو مردون مین کوئی بعد تمھارے
باپ کے زیادہ تر دوست نہین ہے اور مناقب و فضائل اہل بیت بے انتہا ہین اور دو قسم کے ہین ایک
مجمل بعنوان اہل بیت دوسرے مخصوص حضرات فاطمہ و علی و حسن و حسین رضی اللہ عنہم کے چونکہ مقصد بیان فرکر
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا ہے لہذا اسی پر اختصار کیا گیا اور کلام معانی اہل بیت و تفسیر آیۂ کریمہ

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت الخ کی بحث ہے جو اور جگہون پر بہ تفصیل بیان کی گئی ہے وہان دیکھ لینا چاہیے وباللہ التوفیق انتہی

بیان حال وفات حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا

کتب سیر سے ثابت ہے کہ آپ حضرت سرور کائنات رسول مقبول صلعم کی وفات کے بعد سے بہت رنجیدہ وغمگین رہا کرتی تھین چنانچہ بقیہ ایام حیات بھر آپ کو کسی نے ہنستے ہوئے نہین دیکھا نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار مطبوعہ مصر کے صفحہ ۷ مین ہے کہ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ سے منقول ہی کہ بعد دفن آنحضرت صلعم حضرت سیدہ قبر شریف پر آئین اور روئین اور ایک مشت خاک قبر شریف سے لیکر آنکھون سے لگائی اور یہ دو شعر پڑھے ؎ ماذا علی من شم تربۃ احمد ÷ ان لا یشم مدی الزمان غوالیا ÷ صبت علی مصائب لو انھا ÷ صبت علی الایام صرن لیالیا ÷ یعنی کیا چاہیے اوس شخص کو جو خاک مزار آنحضرت صلعم سونگھے نہ سونگھے تمام عمر کوئی خوشبو مجھ پر جو مصیبتین پڑین وہ اگر دنون پر پڑتین تو وہ رات ہو جاتے ÷ میر جمال الدین محدث روضۃ الاحباب مین لکھتے ہین کہ بعضے اہل سیر کا قول ہے کہ یہ دونون شعر حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کے تھے جو حضرت سیدہ نے وقت حاضری مزار مبارک کے پڑھے اور آپ کی طرف جو دو اشعار متعلق بہ مرثیہ وفات آنحضرت صلعم منسوب ہین وہ یہ ہین ؎

نفسی علی زفراتھا محبوسۃ ÷ یا لیتھا خرجت مع الزفرات ÷ لا بعد غیرک فی الدنیا وانما ÷ ابکی مخافۃ ان تطول حیاتی ÷ یعنی میری ذات اپنی ٹھنڈھی سانسون کے سبب سے رکی ہوئی ہے کاش وہ نکل جاتی ان ٹھنڈھی سانسون کے ساتھ آپ کے بعد دنیا مین کوئی نہین مین روتی اس وجہ سے ہون کہ کہین میری زندگی نہ بڑھ جائے اور صاحب نور الابصار کی تحریر سے مرثیہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ اشعار معلوم ہوتے ہین اشعار

ؔ اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے بری باتین اے اہل بیت ۱۲ منہ

اوسی سے مین بھی غصہ ہوتا ہون اور جس بات سے وہ خوش ہوتی ہے اوسی سے مین بھی خوش ہوتا ہون
اور سب نسب قیامت کے روز منقطع ہوجائینگے سوا میرے نسب اور سبب اور دامادی کے مدارج النبوۃ مین ہے
کہ لوگون نے حضرت صدیقہ سے پوچھا کہ کون شخص زیادہ دوست تھا آنحضرت صلعم کو آپ نے فرمایا کہ فاطمہؓ
پھر لوگون نے پوچھا کہ مردون مین آپ نے فرمایا کہ اونکے شوہر یان سے انصاف حضرت صدیقہؓ کا اور اون کا
صدق حال اور دوستی اولاد پیغمبر صلعم سے خیال کرلینا چاہیے دوسری حدیث مین ہے کہ حضرت فاطمہؓ سے لوگون
نے پوچھا کہ کون شخص زیادہ دوست تھا آنحضرتؐ کو فرمایا عایشہ پھر لوگون نے پوچھا کہ مردون مین فرمایا اونکے
باپ بالجملہ سب محمول ہین بحیثیات مختلفہ ایک دن آنحضرت صلعم حضرت فاطمہؓ کے گھر مین تشریف لائے
دیکھا کہ آپ موٹا کپڑا اونٹ کے بالون کا بنا ہوا پہنے بیٹھے ہین آپ آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ اے
فاطمہ آج مشقت اور تنگی دنیا پر صبر کر کہ قیامت مین نعمتین بہشت کی تیرے ہی لیے ہونگی۔ ایک دن
آنحضرتؐ نے اپنا دست مبارک حضرت فاطمہؓ کے سینۂ مبارک پر رکھکر دعا کی کہ اے اللہ اسکو بھوکھ سے آزاد کر
آپ فرماتی ہین کہ جب سے مجھکو زندگی بھر بھوکھ کی زحمت نہین معلوم ہوئی حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے
ہین کہ مین نے ایک بار اپنی والدہ کو گھر کی مسجد مین نماز پڑھتے دیکھا طلوع فجر تک غور کرکے جب سنا تو معلوم ہوا
کہ تمام مومن مردون اور عورتون کے لیے دعا مانگ رہی ہین مگر اپنے لیے کچھ دعا نہین کرتین مین نے پوچھا
کہ اے مادر مہربان اپنے لیے تم نے کیون نہ دعا کی فرمایا کہ اے بیٹے پہلے پڑوسی پھر گھر حضرت عمر بن الخطاب
سے منقول ہے کہ ایک دن آپ حضرت فاطمہؓ کے یہان تشریف لائے اور فرمایا کہ اے فاطمہؓ قسم خدا کی
مین نے کسی کو تم سے بڑھکر آنحضرت صلعم کے نزدیک محبوب نہین دیکھا خدا کی قسم مجھکو مردون مین کوئی بعد تمھارے
باپ کے زیادہ تر دوست نہین ہے اور مناقب و فضائل اہل بیت بے انتہا ہین اور دو قسم کے ہین ایک
مجمل بعنوان اہل بیت دوسرے مخصوص حضرات فاطمہ و علی و حسن و حسین رضی اللہ عنہم کے چونکہ مقصد بیان ذکر
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا ہے لہذا اسی پر اختصار کیا گیا اور کلام معانی اہل بیت و تفسیر آیۂ کریمہ

انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اھل البیت الخ کی بحث ہے جو اور جگہون پر بہ تفصیل بیان کی گئی ہے وہان دیکھ لینا چاہیے وباللہ التوفیق انتہی

بیان حال وفات حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا

کتب سیر سے ثابت ہے کہ آپ حضرت سرور کائنات رسول مقبول صلعم کی وفات کے بعد سے بہت رنجیدہ و غمگین رہا کرتی تھین چنانچہ بقیہ ایام حیات بھر آپ کو کسی نے ہنستے ہوئے نہین دیکھا نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار مطبوعہ مصر کے صفحہ ۷۰ مین ہے کہ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ سے منقول ہی کہ بعد دفن آنحضرت صلعم حضرت سیدہ قبر شریف پر آئین اور روئین اور ایک مشت خاک قبر شریف سے لیکر آنکھون سے لگائی اور یہ دو شعر پڑھے ؎ ماذا علی من شم تربۃ احمد ÷ ان لا یشم مدی الزمان غوالیا ÷ صبت علی مصائب لو انھا ÷ صبت علی الایام صرن لیالیا ÷ یعنی کیا چاہیے اوس شخص کو جو خاک مزار آنحضرت صلعم سونگھے نہ سونگھے تمام عمر کوئی خوشبو ÷ مجھ پر جو مصیبتین پڑین وہ اگر دنون پر پڑتین تو وہ رات ہو جاتے ÷ میر جمال الدین محدث روضۃ الاحباب مین لکھتے ہین کہ بعضے اہل سیر کا قول ہے کہ یہ دونون شعر حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کے تھے جو حضرت سیدہ نے وقت حاضری مزار مبارک کے پڑھے اور آپ کی طرف جو دو اشعار متعلق بمرثیہ وفات آنحضرت صلعم منسوب ہین وہ یہ ہین ؎

نفسی علی زفراتھا محبوسۃ ÷ یالیتھا خرجت مع الزفرات ÷ لا نعد غیرک فی الدنیا وانما ÷ ابکی مخافۃ ان تطول حیاتی ÷ یعنی میری ذات اپنی ٹھنڈی سانسون کے سبب سے رکی ہوئی ہے کاش وہ نکل جاتی ان ٹھنڈی سانسون کے ساتھ آپ کے بعد دنیا مین کوئی نہین ÷ مین روتی اس وجہ سے ہون کہ کہین میری زندگی نہ بڑھ جائے اور صاحب نور الابصار کی تحریر سے مرثیہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ اشعار معلوم ہوتے ہین اشعار

ف اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے بری باتین اے اہل بیت ۱۲ منہ

[1] اغبر افاق السماء وکورت ٭ شمس النهار واظلم العصران ٭ والارض من بعد النبی کئیبة ٭ اسفاً
علیه کثیرة الاحزان ٭ فلیبکه شرق البلاد وغربها ٭ ولتبکه مضر وکل یمان ٭ ولیبکه
الطود الاشم وجوه ٭ والبیت ذو الاستار والارکان ٭ یا خاتم الرسل المبارک صنوہ ٭ صلی
علیک منزل القرآن ٭ علامہ سمہودی تاریخ مدینہ موسومہ بہ وفار الوفا فی اخبار دار المصطفی مطبوعہ مصر کے
صفحہ ۲۱۸ مین لکھتے ہین کہ ابن جبیر کہتے ہین کہ بعد وفات آنحضرت حضرت سیدہ بیت الحزن مین رہتی تھین
اور وہ مسجد کی طرح پر ایک جگہ تھی جس مین حضرت سیدہؓ نے بعد وفات آنحضرت صلعم بقیۂ زمانۂ حیات قیام
کیا تھا انتہی کتب سیر سے اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ آپ چند دنون علیل ہین لیکن مرض کے متعلق کوئی
تشریح نہین لکھی بعض روایات غریبہ مین ہے کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا ایک روز خلاف عادت صبح کو نہایت
خوش وخرم اوٹھین اور لونڈی سے جسکا نام روضۃ الاحباب مین سلمیٰ لکھا ہے ارشاد فرمایا کہ میرے نہانے کو
پانی لاؤ چنانچہ وہ لائی آپ نے بہت مبالغے سے غسل کیا اور کپڑے پاکیزہ ولطیف پہنے اور مستقبل قبلہ لیٹین اور
اپنا ہاتھ چہرہ کے نیچے رکھکر فرمایا کہ مین جان خدا کو سونپتی ہون اب کوئی شخص مجھکو نہ کھولے اور اسی جگہ اسی وضع سے
مجھے دفن کردے حضرت امیر کرم اللہ وجہہ اوس وقت موجود نہ تھے جب وہ تشریف لائے تو اونھون نے
موافق وصیت عمل کیا مگر ابن جوزی وغیرہ محدثین نے اسکو موضوعات مین لکھا ہے واللہ اعلم امام نووی
تہذیب الاسماء واللغات مین آپ کے حال مین لکھتے ہین کہ آپکی وفات آنحضرت صلعم کی وفات کے چھ ماہ
بعد ہوئی اور بعضے تین ۳ ماہ بعد اور بعضے آٹھ ماہ بعد اور بعضے ستر دن کے بعد اور بعضے دو ۲ مہینے کے بعد کہتے ہین
مگر صحیح اول ہے بعضے کہتے ہین کہ آپکی وفات تیسری ماہ رمضان سلہ ہجری مین ہوئی اور عمر اونتیس ۲۹ برس کی
اور بعضے تیس ۳۰ برس کی اور بعضے اکیس ۲۱ برس کی کہتے ہین کلبی کہتے ہین کہ آپکی عمر پینتیس برس کی ہوئی اور آپکو

---

[1] غبار آلود ہو۔ے کنارے آسمان کے اور لپیٹ دیا گیا آفتاب اور تاریک ہوگیا زمانہ اور زمین بعد نبی صلے اللہ علیہ سلم کے غمگین
ہے بوجہ اون پر افسوس کے بلکہ بہت غم سے ٹوٹی ہوئی ہے روتے ہین اون پر شہر پورب اور پچھم کے بلکہ روتے ہین اون کو
قبیلہ مضر اور کل یمن والے اور بلند پہاڑ اور گھر کہ جو پردون والے اور ستون والے ہین۔ اے سب رسولون کے خاتم کہ مبارک
ہین بھائی اون کے رحمت بھیجی تم پر اوتارنے والے قرآن یعنی خدا نے ۱۲ منہ

حضرت علیؓ اور اسماءؓ بنت عمیس نے نہلایا اور آپ کے جنازہ کی نماز بھی حضرت علیؓ نے پڑھائی اور
بعضے کہتے ہین کہ حضرت عباس نے پڑھائی اور آپنے وصیت کی تھی کہ شب کو مجھے دفن کرنا لہذا اوسکی
تعمیل کی گئی حضرت علیؓ اور حضرت عباس اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہم آپکی قبر مین اوترے انتہی اصابہ مین ہے
کہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت سیدہ بعد آنحضرت صلعم کے چھ مہینے زندہ رہین واقدی[1] کہتے ہین کہ
یہی اثبت ہے اور حمیدی نے سفیان سے اور اونھون نے عمرو ابن دینار سے نقل کیا کہ انکی وفات تین دن
کے بعد وفات حضرت نبویؐ سے ہوئی اور اور لوگون کا قول ہے کہ بعد چار مہینہ کے اور بعضے دو مہینہ کے بعد
کہتے ہین اور دولابی کہتے ہین کہ پچانوے دن کے بعد ہوئی اور عبد اللہ ابن حارث سے منقول ہے کہ آٹھ مہینہ
کے بعد علامۂ ابن عبد البر اپنی کتاب استیعاب لمعرفۃ الاصحاب مین لکھتے ہین کہ محمد بن علی کا قول ہے کہ آپکی
وفات چھ مہینہ بعد ہوئی اور ابن شہاب سے بھی ایسی ہی روایت ہے اور ایک روایت مین اونسے تین مہینہ
بھی لکھے ہین اور عمر بن دینار آٹھ مہینہ کہتے ہین اور ابن بریدہ ستر دن اور وفات سہ شنبہ کے دن تیسری
رمضان کو ہوئی اور وقت وفات مین اختلاف ہے محمد بن علی ابو جعفر کہتے ہین کہ انکی وفات حضرت صلعم کی
وفات کے چھ مہینہ بعد ہوئی اور ایک روایت مین یہ بھی ہے کہ تین مہینہ بعد اور بعضے کہتے ہین کہ انکا انتقال
آنحضرتؐ کی وفات کے سو دن بعد ہوا واقدی کہتے ہین کہ مجھ سے بیان کیا معمر نے زہری کی روایت سے
اور اونھون نے عروہ سے اونھون نے حضرت عائشہؓ سے اور اونھون نے ابن جریج سے اور اونھون نے زہری سے اور اونھون نے
یعنی واقدی یا معمر ۱۲

[1] انکا نام ابو عبد اللہ محمد ابن عمر ابن واقد اسلمی مدنی ہے انکی ولادت سنہ ۱۳۰ ہجری آخر زمانۂ خلافت مروان بن محمد مین ہوئی اونھون نے حدیث سنی ابن ابی ذئب و معمر بن راشد و مالک بن انس و محمد بن عبد اللہ ابن اخی الزہری اور سفیان ثوری وغیرہم سے زمان خلافت مامون رشید مین یہ بغداد کے قاضی تھے اور مدۃ العمر بغداد مین رہے یہ کہتے تھے کہ میری یاد اکثر ہے میری کتابون سے اور یہ تھے امام عالم صاحب تصانیف مغازی وغیرہ مین ان سے روایت کی محمد ابن سعد اور ابو حسان اور محمد ابن اسحق اور محمد ابن شجاع اور حارث ابن ابی اسامہ وغیرہم نے۔ انکو اگرچہ ایک جماعت محدثین نے مجروح و ضعیف کہا ہے مگر ایک جماعت محققین مثل یعقوب بن ابی شیبہ و ابو بکر صاغانی و مصعب زبیری و یزید ابن ہارون وغیرہم نے ثقہ کہا ہے جیسا کہ اسکو تفصیل سے فتح الدین محمد بن سید الناس نے اپنی کتاب عیون الاثر فی فنون المغازی والسیر مین بیان کیا ہے انکا انتقال شب سہ شنبہ ۱۱ ذی الحجہ سنہ ۲۰۷ مین ہوا اور عمر ۷۸ برس کی ہوئی اور بغداد مین دفن ہوئی کذا فی السعایۃ فی کشف ما فی شرح الوقایہ جلد اول مصنفہ مولوی عبد الحی لکھنوی ۱۲ منہ

عُروہ سی کہ حضرت فاطمہؓ نی وفات پائی آنحضرتؐ کی وفات کے چھہا ہ بعد محمد بن عمر کہتے ہین کہ میری نزدیک یہ اشبہ بالصواب
ہی اور تاریخ وفات ۳ ماہ رمضان شب سہ شنبہ سنہ ۱۱ ہجری ہی اور انکا سن اونتیس [۲۹] برس کا تھا پانچ [۵] برس قبل نبوت کے پیدا
ہوئین انکے سن مین وقت وفات کے اختلاف ہی زبیر ابن بکار کہتے ہین کہ عبداللہ بن حسن بن حسین ہشام ابن عبدالملک
کے یہان آئے وہان کلبی بھی تھے ہشام نی عبداللہ بن حسن سی پوچھا کہ ای ابا محمد کیا سن تھا حضرت فاطمہؓ کا اوٗنھون نے
فرمایا تیس برس کا پھر ہشام نی کلبی سے پوچھا اُنھون نے کہا پینتیس برس کا تب ہشام نی عبداللہ بن حسن سی کہا کہ ای ابو محمد
سنتے ہو کلبی کیا کہتے ہین اُنھون نی فرمایا کہ ای امیرالمومنین میری مان کا حال مجھ سی پوچھو اور کلبی کی مان کا حال کلبی سے
انتہی اور صفوۃ الصفوہ مین ہی کہ آپکی عمر شریف روز وفات اٹھائیس [۲۸] برس چھہ [۶] مہینہ کی تھی اور ذخائر العقبی مین بقول
مدائنی اونتیس [۲۹] برس کی لکھی ہی عبداللہ ابن حسنؓ ابن علیؓ ابن ابیطالب تیس [۳۰] برس اور کلبی پینتیس برس کی کہتے ہین اسکو
ابو عمر و نے نقل کیا ہی اور بعضے اٹھائیس برس کی کہتی ہین اسکو رازی نی نقل کیا ہی ان قولون پر بجز قول مغلطائی کے
جو مقدم ہو چکا آپکا تولد قبل نبوت کی ہوتا ہی امام ابو بکر احمد بن نصر بن عبداللہ الدراع نی تاریخ موالید اہلبیت مین لکھا
ہی کہ آپ وقت وفات کے اٹھارہ [۱۸] برس پچھتر دن کی تھین آٹھ برس مکہ مین رہین اور باقی مدینہ شریفہ مین اور بعد
اپنے والد کی پچھتر [۷۵] دن زندہ رہین اور ایک روایت مین چالیس دن زندہ رہین تصریح بروایت مالک بن انس کہتی ہین
کہ انکی نماز پڑھائی حضرت ابو بکرؓ نے اور قبر مین حضرت علیؓ اور فضلؓ نی اوتارا اور اُنھون نی وصیت کردی تھی حضرت علیؓ
سی شب مین دفن ہونیکی اور مالک بن جعفر بن محمد اپنے باپ سی اور وہ اپنی دادا سی جو علی بن الحسین تھی روایت کرتے ہین کہ
حضرت سیدہؓ کی وفات مغرب عشا کی درمیان مین ہوئی اور حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و زبیرؓ و عبدالرحمنؓ بن عوف سب
لوگ آئے چنانچہ جب جنازہ نماز کے لیی رکھا گیا تو حضرت علیؓ نی حضرت ابو بکر سی نماز پڑھانی کو کہا تب حضرت ابو بکر صدیقؓ
نی فرمایا کہ ای ابو الحسن تم گواہ ہو آپ نی فرمایا کہ ہان آگے بڑھو قسم اللہ کی سوا تمھارے ان پر کوئی نماز نہین پڑھایگا تب حضرت
ابو بکر نی نماز پڑھائی رضی اللہ عنہم اجمعین اور شب کو دفن ہوئین انتہی کذا فی تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس مطبوعہ مصر اور قبر
شریفہ بروایت صحیحہ جنت البقیع مین ہی اور بروایت بعض انکی گھر مین ہی کہ جو داخل مسجد ہو گیا ہی کذا فی اخبار الدول شیخ عبدالحق

محدث دہلوی جذب القلوب الی دیار المحبوب مین لکھتی ہین کہ منقول ہی کہ حضرت سیدہؓ نی وقت رحلت کے فرمایا تھا کہ مجھی برا
معلوم ہوتی ہی کہ میری جنازہ کو مردون کی سامنی باہر نکالین اوسوقت مین ایسی عادت تھی کہ عورتونکی نعش کو مردون کے
طریقہ پر باہر نکالتے تھے اسماء بنت عمیس خثعمیہ اور ایک روایت مین ام سلمہؓ نی کہا کہ ہمنے حبشہ کی راہ مین ایسی چیز دیکھی ہی جسمین
نعش رکھدیتی ہین اور اُس سی پورا پردہ ہوجاتا ہے تمھاری لیے ہم وہی بناوینگی اور دوسری روایت مین ہی کہ حضرت زہراؓ
نی وصیت کی تھی کہ میری غسل وتکفین کی متکفل اسماء بنت عمیس اور علی مرتضی ہون اور کسی کو وہان دخل نہو اس روایت سے
اُن لوگونکا قول رد ہوتا ہی جو کہتی ہین کہ حضرت ابوبکرؓ کو حضرت زہرا کی وفات کا علم نہ تھا اور آپ اونکی نماز جنازہ کے
لیی اسی وجہ سے تشریف نہین لائے کیونکہ اوس زمانہ مین اسماء بنت عمیس حضرت صدیق اکبرؓ کے نکاح مین تھین اور نہایت بعید
ہی کہ بی بی موجود ہو اور وہی غسل دی اور شوہر کو خبر نہو بعضے کہتے ہین کہ ہوسکتا ہی کہ حضرت صدیق کو اسکا علم ہو اور ارادہ
تشریف لانیکا ہو لیکن چونکہ حضرت علیؓ نی اُسکے مخفی رکھنے مین کوشش کی لہذا آپکو وہان جانا مناسب معلوم ہوا یا یہ کہ بیچ
مین کوئی مصلحت ہو شیخ ابن حجر عسقلانی کہتی ہین کہ ہوسکتا ہی کہ حضرت صدیقؓ کو علم ہوا اور خیال ہو کہ حضرت علی مرتضیؓ
حضرت صدیقؓ کو نماز اور دفن مین شرکت کے لیی بلائینگے اور حضرت علیؓ کو گمان ہو کہ وہ بغیر بلائے تشریف لاوینگی واللہ اعلم
اور صریح تر اس امر مین کہ حضرت صدیق اکبرؓ کو حضرت زہرا کی وفات کا علم تھا یہ ہی کہ حضرت زہراؓ نی جب یہ فرمایا کہ میرا
جنازہ مردون کی سامنی نہ جاے جیسا کہ اوس زمانہ مین دستور تھا تو اسماء بنت عمیس نی کھجور کی چھڑیون سی ایک نعش حبشہ کی طرح
پر بنائی اور حضرت زہرا کو دکھائی آپ اُسکو دیکھکر خوش ہوئین اور ہنسنے لگین حالانکہ آپ بعد وفات اپنی والد کی متبسم بھی
نہین ہوئین اور اسماء سی وصیت کی کہ تم اور علی مجھکو نہلانا اور کسی کو میری قریب نہ آنی دینا جب آپکی وفات ہوئی تو حضرت
عائشہ صدیقہؓ نے گھر مین آنا چاہا تو اسماءؓ نی اُنکو منع کیا حضرت عائشہ نی اسکی شکایت اپنی والد سی کی اور کہا کہ اس خثعمیہ کو
کیا پڑی ہی جو میری اور بنت رسول اللہ کی درمیان مین حائل ہوتی ہی اور مجھکو اُنکے پاس جانے سے روکتی ہی اور اُنکی جنازہ کے
لیی ایک چیز مثل ہودج عروسی کی اپنی تجویز سی بنائی ہی تب حضرت صدیق اکبرؓ حضرت زہرا کی مکان پر تشریف لائے اور
پکارکر کہنی لگے کہ ای اسماء تو زوجہ رسول اللہ کو بنت رسول اللہ کی پاس جانے سے کیون روکتی ہی اور کون چیز جدید تونی اُنکے لیے

مثل هودج عروسی کے بنائی ہی آسمانی کہا چونکہ حضرت سیدہؓ نی مجھسے کہا تھا کہ کوئی اور سوا تیرے اور علیؓ کی بیان
نہ دیکھ پائے اور جو چیز کہ مینے بنائی ہی وہ اُنکو دکھلا کر بنائی ہی لہذا مینے منع کیا تب حضرت صدیق اکبرؓ نی کہا کہ اگر قضیہ
اسطرح پر ہی تو جو اُنھون نی وصیت کی ہی وہی کرنا چاہیے اس روایت سی آگاہی حضرت صدیق اکبر کی وفات حضرت سیدہؓ
پر ظاہر ہی اور نہ دفن ہونا آپکا اُنکے حجرۂ خاص مین واضح کیونکہ اگر گھر ہی مین دفن ہوتین تو ضرورت نعش بنانیکی بغرض
مردون سی پردہ کرنیکے کیا تھی انتہی مین کہتا ہون کہ مدارج النبوۃ مین لکھا ہی کہ آپکی وفات شب سہ شنبہ تیسری ماہ رمضان
کو حضرتؐ کی وفات کی چھ مہینہ کی بعد واقع ہوئی اور مشہور و صحیح قول یہی ہی اور اور قول بھی ہین جو درجۂ صحت سی دور ہین
اور بقیع مین رات کو مدفون ہوئین اور نماز جنازہ حضرت علی نی پڑھائی اور ایک قول ہی حضرت عباسؓ نی وفات کی
دوسرے روز حضرت شیخین اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نی حضرت علی سی شکایت کی کہ آپنے ہمکو کیون اطلاع نہ کی ہم بھی
اُنکی نماز جنازہ مین شریک ہونی کا شرف حاصل کرتی آپ نی عذر کیا کہ مینے اُنکی وصیت کی وجہ سی یہ کیا اور اُنکی وصیت تھی
کہ جب مین مرون تو رات کو مجھے دفن کرنا تا کہ نامحرم کی نظر میری جنازہ پر نہ پڑی اور لوگونمین مشہور نہو روضۃ الاحباب
مین بھی مذکور ہی اور اور روایتونمین حضرت صدیق اکبرؓ کا تشریف لانا اور نماز پڑھانا اور حضرت عثمان بن عفان و
حضرت عبد الرحمن بن عوف و حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم کا آنا بھی آیا ہے آپکے مدفن مین اختلاف ہے بعضے کہتی
ہین کہ مرقد مطہر آپکا بقیع مین ہی قبۂ عباس مین جہان کہ تمام اہل بیت نبوت مدفون ہین اور بعضے کہتی ہین کہ آپ اپنے
گھر مین دفن ہوئین جو داخل مسجد نبوی ہو گیا ہی اور آپکے جنازہ کو گھر سی باہر نہین لیگئے اور اب زیارت بھی اُسکی متعارف
نہین ہے دوسرا قول یہی کہ آپکا مزار بقیع مین اُس مسجد مین ہی جو آپکی طرف منسوب ہے جانب قبۂ عباس کی مائل بشرق چنانچہ
امام غزالیؒ نی زیارت بقیع مین اُس مسجد کا ذکر کیا ہی اور اُسمین نماز پڑھنے کی وصیت بھی کی ہی اور اور لوگون نی بھی اس مسجد
شریف کا ذکر کیا ہی اور کہا کہ وہ مشہور ہی بیت الحزن کی نام سی کیونکہ حضرت فاطمہ زہراؓ نی زمانۂ حزن و مصیبت وصال آنحضرتؐ
مین لوگونکی صحبت سی وحشت اور جدائی اختیار کرکی وہان اقامت کی تھی اور یہ بھی کہتے ہین کہ یہ مقام وہ گھر ہی جو حضرت علی
مرتضی نی بقیع مین لیا تھا واللہ اعلم اور قول اول صحیح و موافق اخبار و آثار ہی مسعودی مروج الذہب مین لکھتی ہین کہ لوگون نی

موضع قبور حضرت امام حسن و حضرت امام زین العابدین و حضرت امام محمد باقر و حضرت امام جعفر صادق سلام اللہ علیہم اجمعین
مین ایک پتھر پایا جسپر لکھا ہوا تھا ھذا قبر فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدۃ نساء العالمین وقبر
حسن بن العلی و علی بن الحسین بن علی و محمد بن علی و جعفر بن محمد علیہم التحیۃ والسلام اور یہ پتھر سنہ تین سو
بتیس مین ظاہر ہوا تھا اور قصۂ دفن امام المسلمین حسن بن علی رضی اللہ عنہما مین منقول ہی کہ آپنے وصیت کی تھی کہ اگر
لوگ مجھے میرے جد آنحضرت ؐ کے پہلو مین دفن نہونے دین تو بقیع مین میری والدہ کے پاس دفن کیجیو باالجملہ مختار قبر شریف
حضرت سیدہ رضی اللہ تعالی عنہا مین یہی مقام ہی شیخ محب طبری ذخائر العقبیٰ مین لکھتی ہین کہ مجھسے ایک صالح شخص نے
جو مجھسے اخوت فی اللہ رکھتا تھا بیان کیا کہ جب شیخ ابو العباس مرسی شاگرد حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ
بقیع کی زیارت کو جاتے تھی تو قبہ عباس کے سامنے کھڑے ہوکر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر سلام عرض کرتے تھے اور فرماتے کہ
مجھپر قبر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اسی مقام پر منکشف ہوئی یہ بزرگ کشف مین بہت بڑھے ہوئے تھے انکا قول ہی کہ مین مدت
دراز تک بوجہ اُس اعتقاد کی جو مجھکو حضرت شیخ کی خدمت مین تھا اسی اعتقاد پر رہا یہانتک کہ جو بات ابن عبد البر نے قصۂ
وفات حضرت امام حسن علیہ السلام مین نقل کی ہی مین نے دیکھی اور میرا یقین کشف شیخ پر زائد ہوا اور مجھپر حدیث کی صحت
بکشف شیخ ثابت ہوئی اور صدق کشف شیخ حدیث سے ثابت ہوا واللہ اعلم انتہی روضۃ الاحباب مین ہی کہ احادیث
مرویہ آپ کی کتب متداولہ مین اٹھارہ حدیثین ہین ایک حدیث متفق علیہ ہی باقی اور کتابون مین مروی ہین انتہی اور
آپ سے روایت حدیث آپ کے دونون صاحبزادون اور اُنکے والد یعنی حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اور
حضرت عائشہ رض اور حضرت ام سلمہ رض و سلمیٰ ام رافع و انس رض بن مالک نے کی اور بطریق ارسال حضرت فاطمہ بنت الحسین رض
وغیرہا بھی روایت کرتی ہین کذا فی شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر

بیان حال اولاد حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا

آپکی پانچ اولادین ہوئین حضرت امام حسن و حضرت امام حسین و حضرت محسن بضم میم و فتح حاء مہملہ و کسرہ سین مشدد کہ جنھون نے
بچپن ہی مین انتقال کیا اولاد ذکور مین اور حضرت ام کلثوم و حضرت زینب اولاد اناث مین اور بعضون کا قول ہی کہ چھ اولادین

ہوئین اولاد اناث مین بھی تین تھین اور تیسری صاحبزادی کا نام رقیہ لکھا ہی یہ لیث بن سعد کا قول ہی اور انھین کا
قول یہ بھی ہی کہ حضرت رقیہ نی بحالت صغر سنی وفات پائی کذا فی نور الابصار فصل الخطاب سی معلوم ہوتا ہی کہ رقیہ
حضرت ام کلثوم کا نام ہی اس حساب سے دو ہی بیٹیان ہین حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
نی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سی کیا اُنسے دو اولادین ہوئین رقیہ اور زید دونون کا انتقال صغر سنی ہی مین ہوگیا بعض
روایتون سی معلوم ہوتا ہی کہ زید اور ام کلثوم کا انتقال ایک ہی روز ہوا بعد شہادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
حضرت ام کلثوم سی عون ابن جعفر ابن ابیطالب نی نکاح کیا مگر اُنسے کوئی اولاد نہین ہوئی بعد وفات عون محمد بن
جعفر بن ابیطالب نی نکاح کیا اُنسے ایک لڑکا پیدا ہوا مگر لڑکپن ہی مین گذر گیا پھر بعد محمد کے عبد اللہ ابن جعفر بن
ابیطالب نی نکاح کیا اُنسے بھی کوئی اولاد نہین ہوئی اور اُنھین کی پاس حضرت ام کلثومؓ نی وفات پائی تب عبد اللہ
ابن جعفر نے انھین کی بہن حضرت زینبؓ سے نکاح کیا اُنسے پانچ اولادین ہوئین علی اور ام کلثوم اور عون اور عباس
اور محمدؓ - ام کلثوم کا نکاح قاسم ابن محمد ابن جعفر بن ابیطالب کی ساتھ ہوا اُنسے کئی اولادین ہوئین اور علی بن عبد اللہ
بن جعفر کے بھی بہت اولاد ہوئی کہ جنکو جعفری کہتے ہین اور عبد اللہ ابن جعفر کے اور بی بیون سی بھی اولاد ہوئی
کہ جنکو بھی جعفری کہتے ہین فرق ان دونون مین یہی ہے کہ اول فاطمی ہین کذا فی شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ
حضرات حسنین علیہما السلام و حضرت زینب و حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما کے حالات تواریخ معتبرہ مین موجود ہین
اور فقیر حقیر نے بھی اپنی کتاب شہادت نامہ ملقب بہ شہادۃ الکونین فی شہادۃ الحسنین مین تفصیل سے
لکھے ہین شائقین حالات کو چاہیے کہ وہان دیکھ لین نسأل اللہ سبحانہ ان یتقبلہ منی و یرضی بہ عنی
و یلحقنی باولیائہ و یرزقنی اتباع سنۃ حبیبہ سیدنا محمد و آلہ و یمیتنی علی محبتہ و یحشرنی
فی زمرتہ یوم حسابہ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا و
مولانا محمد خاتم النبیین و آلہ و اصحابہ و ازواجہ الطاہرین ما دامت السموات والارضین ٥

تقریظ مشعر تاریخ طبع کتاب از نتیجۂ فکر شاعر با کمال مورخ فصیح المقال۔ شمع بزم سخنوری۔ مولوی محمد عالم قیصری کاکوروی

بنام آنکه ذاتش کنز مخفیست — بذات او صفاتش کنز مخفیست
یکی بحر است گویندش خرابات — که التوحید اسقاط الاضافات
درین دریا مئے ناب است جوشان — بجوش اندر خروشان و خموشان
خموشی در خروش و ناله خاموش — سکون اندر سکون خویش پرجوش
سکون و جوش عین بحر تمکین — کزان خیزد هزاران موج تلوین
بقعر بحر بنگر دُر بیضا — که جان بحر شد لولوی لالا
وجود بحر نازان بر خود آمد — احد را نام دیگر احمد آمد
که نازش خاست طرز دلربائی — زهے شان جناب کبریائی
زهے شاهد بحسن خویش عاشق — نیاز او بناز او موافق
چو حرف عشق آمد درمیانه — ظهور شرح او عالم شد بهانه
ظهور اولین او قلم شد — بلوح افتاد و مصروف رقم شد
نکاح معنوی افتاد در دین — جهان را نفس کلی داد کابین
مجاز آمد ز تخلیق حقیقی — فنعم الحق فی خلقی رفیقی
ازان آمد نکاح اندر شریعت — بتاکیدات بحر خیر امت
شریعت چیست ترتیب کمالات — که آمد از حقیقت در اضافات
نبی بگزید کار عشق بازی — که تا عین حقیقی شد مجازی
شیونات آنکه اصل کل صفات اند — از ایشان نام زد با امهات اند
بتنزیه و بتشبیه اینچنین دان — مجازش امهات المومنین دان
نخستین سر ذات آمد خدیجه — کزو یک دُر مکنون شد نتیجه
بعالم دُرة البیضا آمد — ظهور فاطمه زهرا آمد
خوشا دوشیزه شایانش ولی شد — زهے خاتون که زوج او علی شد
بحسب وحی منزل عقد سعدین — رسول الله را شد قرة العین
یکی را شنیده آمد خطابے — دگر شد خاکیان را بوترابے
یکی را البضعة منی بیانے — دگر از لحمک لحمی نشانے

از ایشان شد ظهور پاک حسنین ؓ — شباب اهل جنت روح کونین
ظهور نور رب ذو المنن شد — ید قدرت عیان از پنجتن شد
ازین حضرات خمسه هر کمالے — رسید اصحاب دل را بے زوالے
چو خواهد کس که وجه الله بیند — رخ پیغمبر ذی جاه بیند
ز جا بر حق این معنی عیان شد — که در حق نبی از حق بیان شد
چو نور مصطفی در مرتضی ؓ تافت — حدیث نور را احمد در سند یافت
نظر بر روئے حیدر طاعت آمد — کتاب الله چون عترت آمد
هر آن فردیکه دارد قرب درگاه — محب اهلبیت آمد درین راه
گروه اولیا را فقر و اقبال — بحب عترت اطهار خوش حال
از ایشان مرشد ما شاه انور — به بحر معرفت یکتا شناور
امام و رهنمائے حق پرستان — نصیر و یاور رندان و مستان
بظاهر عالم علم شریعت — بباطن واقف سر حقیقت
کتابے خوش رقم زد عالمانه — که نقشش عام باد جاودانه
ز نور آل و ازواج مطهر — ببینی حرف حرفش را منور
خصوصا علت غائی نامه — صداق سیده بنوشت خامه
وزین شان شد و هم سرور ما — شهنشاه حبیب حیدر ما
بعالم وارث فقر پیمبر — که دارد از ولایت چتر بر سر
بداد آن نامه را ترتیب و تکمیل — دو صد خوبی فزود از حسن تفضیل
ز تعدیلش چو ارکان شد موافق — بجنبش هر نگاهے گشت عاشق
لباس طبع پوشیده پری شد — جمالش از بیان ما بری شد
بطبعش خدمتے معقول آمد — که از فیض علی مقبول آمد
همین اجر یکه خدمت را سزاوار — بکارش باد از دانائے دادار
چو این نامه چراغ رهبری شد — بفکر سال طبعش قیصری شد

به یاد آمد ندائے عالم جان
۱۳ ۱۵
که حال عترت اطهار برخوان
سنه ۱۳[illegible] ه

غلطنامہ رسالۃ الدرۃ البیضاء فی تحقیق صدق فاطمۃ الزہرا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣	١٩	ہوے	ہوگے	٣٩	١٨	ہونے کے	سونے کے
۵	٨	ل	کہ	″	١٩	بر	پر
″	١٤	کہا	کہا	٤٠	٤	جہیز	جہیز
٧	١٩	عید	ملید	٤٣	١٠	دے	دینے
١١	٩	مال	مال	٤۵	١٩	عل	علی
١٤	٤	ابھی	بھی	٤٦	١۵	ہوے لو	ہونے کو
″	٦	بد تر	بد تر	٤٧	٢	تلی دار	پتلی دار
۵	١۵	دلنجم	والنجم	٤٩	٨	ہوا	سوا
١٦	١	لڑکے	لڑکون	۵٢	١	اخبار	اجبار
١٩	١٤	دو	دوم	″	٤	در	زر
٢٣	١٩	ہون کے	ہون گے	۵٦	٩	شہ	شہر
٢٤	١٤	گو	کو	″	١٠	ـ	تے
٢٦	٣	ام الدرادار	ام الدرداء	٦٠	١٨	رسی	رتی
٢٧	١٦	الحدیث	لحدیث	″	١٩	گے	گئے
٣٠	١٩	حمر	عمر	٦٢	١٤	شہ	ماشہ
٣٢	٦	ین	مین	″	١٦	ڈیڑ ھ	ڈیڑھ
″	٩	علبی	حلبی	٦٣	١٦	دینایر	دینار
″	١٨	بر	پر	٦۵	٧	وہاج حسین حسین	وہاج الدین حسین
″	١٩	الدیار	الدیار	٦٧	١٨	بنا	بنا
٣٤	١٨	درجہ	درہم	٦٨	٣	ی.	بی
٣۵	١٧	شاہدنسائی	شاہد نسائی	٧۵	١٩	بکیل	وکیل
″	١٨	بروندان	بروزن	٧٦	١٧	اودا	خودرا
٣۵	٢٠	تہذیب اسا واللغا الانام النووی	تہذیب الاسماء واللغات للامام النووی	٧٧	١٨	مامعہ	مانند

از ایشان شد ظهور پاک حسنین رض / شباب اہل جنت روح کونین
ظهور نور رب ذو المنن شد / ید قدرت عیان از پنجتن شد
ازین حضرات خمسه هر کمالے / رسید اصحاب دل را بے زوالے
چو خواہد کس که وجه الله بیند / رخ پیغمبر ز نجباه بیند
ز جاء الحق این معنی عیان شد / که در حق نبی از حق بیان شد
چو نور مصطفی در مرتضی تافت / حدیث نور را احمد در سند یافت
نظر بر روئے حیدر طاعت آمد / کتاب الله چون عترت آمد
هر آن فردیکه دارد قرب درگاه / محب اہلبیت آمد درین راه
گروه اولیا را فخر و اقبال / بحب عترت اطهار خوش حال
از ایشان مرشد ما شاه انور / به بحر معرفت یکتا شناور
امام و رہنمائے حق پرستان / نصیر و یاور رندان و مستان
بظاهر عالم علم شریعت / بباطن واقف سر حقیقت
کتابے خوش کش رقم زد عالمانه / که نقشش عام بادا جاودانه
ز نور آل و ازواج مطهر / به بینی حرف حرفش را منور
خصوصاً علت غائی نامه / صدق سیده بنوشت خامه
وزین شان شد و هم سرور ما / شہنشاه حبیب حیدر ما
بعالم وارث فقر پیمبر / که دارد از ولایت چتر بر سر
بداد آن نامه را ترتیب و تکمیل / دو صد خوبی فزود از حسن تفضیل
ز تعدیلش چو ارکان شد موافق / بحسنش هر نگاہے گشت عاشق
لباس طبع پوشیده پری شد / جمالش از بیان نا بری شد
بطبعش خدمتے معقول آمد / که از فتح علی مقبول آمد
بہین اجر که خدمت را سزاوار / بکارش باد از دانائے داوار
چو این نامه چراغ رهبری شد / بفکر سال طبعش قیصری شد

به یاد آمد ندائے عالم جان
۱۳۱۵
که حال عترت اطهار بر خوان
سنه ۱۳[illegible] ه

غلطنامہ رسالۃ الدرۃ البیضاء فی تحقیق صدق فاطمۃ الزہرا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۹	ہوے	ہوگے	۳۸	۱۸	ہونے کے	سونے کے
۵	۸	ل	کہ	″	۱۹	بر	پر
″	۱۴	کہا	کہا	۴۰	۴	جنیز	جہیز
۷	۱۹	عید	جلید	۴۳	۱۰	دسے	دسینے
۱۱	۹	مال	مال	۴۵	۱۹	عل	علی
۱۴	۴	ابھی	بھی	۴۶	۱۵	ہوسے لو	ہوسے کو
″	۶	ید تر	بدتر	۴۷	۲	تلی دار	پتلی دار
۵	۱۵	ونعم	وانعم	۴۹	۸	ہوا	سوا
۱۶	۱	لڑکے	لڑکون	۵۲	۱	اخبار	اجبار
۱۹	۱۴	دو	دوم	″	۴	در	زر
۲۳	۱۹	ہون کے	ہون گے	۵۶	۹	شہ	شہر
۲۴	۱۴	گو	کو	″	۱۰	ـ	ـ
۲۶	۳	ام الدراداء	ام الدرداء	۶۰	۱۸	رسی	رتی
۲۷	۱۶	الحدیث	لحدیث	″	۱۹	گے	گئے
۳۰	۱۹	حمر	عمر	۶۲	۱۴	شہ	ماشہ
۳۲	۶	ین	مین	″	۱۶	ڈیڑ ھ	ڈیڑھ
″	۹	علبی	حلبی	۶۳	۱۶	دینیار	دینار
″	۱۸	یہ	پہ	۶۵	۷	وتاج حسین حسین	وتاج الدین حسین
″	۱۹	الدیاء	الدیار	۶۷	۱۸	نبا	بنا
۳۴	۱۸	درجہ	درہم	۶۸	۳	لی	بی
۳۵	۱۷	شاہدنسائی	شاہد نسائی	۷۵	۱۹	بکیل	وکیل
″	۱۸	بروندان	بروزن	۷۶	۱۷	اوا	خود را
۳۵	۲۰	تہذیب الاسماء واللغات الانام النووی	تہذیب الاسماء واللغات الامام النووی	۷۷	۱۸	ماسد	مانند

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۱	۱۳	صلے	صلہ	۱۵۲	۳	از	اور
〃	۱۸	او	اور	۱۶۰	۸	اشا٠	اشاد
۸۲	۳	ار	از	〃	〃	بحتہ	بہجۃ
〃	۷	اس	ازس	۱۶۲	۱۷	دسی	دی
〃	۱۳	سہر	نہبہ	۱۶۳	۷	نفین	نفیس
۸۳	۹	لے	نے	۱۶۸	۱۶	لے	نے
۸۴	۱۱	وقلت	وقت	۱۶۹	۵	تت	بنت
۹۸	۹	کہاسے	کہاسے	〃	〃	ستہ	نشد
۱۰۰	۱۵	جایر	جایز	۱۷۰	۴	تا	زنا
۱۰۲	۱۶	ادعوت	دعوت	۱۷۱	۹	لی	ی
۱۰۴	۱۲	بیں	مین	〃	۱۳	دو	وہ
۱۰۶	۱۷	آپ	آپ سنے	〃	۱۵	چاہے	چاہیے
〃	۱۸	حس	جس	۱۷۲	۹	اولادن	اور اون
۱۱۴	۱۱	نے	سینے	۱۷۵	۱۷	بلد	بلکہ
۱۱۸	۹	حال	سال	۱۷۷	۵	ہر	ہو
〃	۷	مصیعہ	مطیعہ	〃	۷	جس کے	جس نے
〃	۱۵	تروید	تردید	۱۸۰	۹	تقیہ رقم	رقیہ رقم
۱۲۲	۱۸	لے	جانے	۱۸۱	۱۴	جنہودی	سمہودی
۱۲۶	۱۳	ات	رات	۱۸۳	۲	رلھتی	رکھتی
۱۲۹	۱۰	حورشین	حورعین	۱۸۴	۱۵	عنہ	سنہ
۱۳۳	۴	کہا	کہو	۱۸۸	۱۶	ضیعت	ضعیف
۱۳۷	۱۷	رو ایت	روایت	۱۹۵	۵	ادر	اور
۱۴۶	۱۴	جحکوبدریعہ	مجکو عنایت نامہ بذریعہ	〃	۱۹	کے	لئے
۱۴۹	۱۶	روحیب	روایت	۲۰۳	۲۱	التعالی	السعایہ فی
۱۵۰	۳	ابن الاسد	ابن عبد الاسد	٠	٠	٠	٠

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۱	۱۳	صلے	صلہ	۱۵۲	۳	از	اور
״	۱۸	او	اور	۱۶۰	۸	اشا	اشاد
۸۲	۳	ار	از	״	״	بجہۃ	بہجۃ
״	۷	اس	اوس	۱۶۲	۱۴	وسی	دی
״	۱۳	سہر	نہبہ	۱۶۳	۷	نفین	نفیس
۸۳	۹	لے	نے	۱۶۸	۱۶	لے	نے
۸۴	۱۱	وقلت	وقت	۱۶۹	۵	تت	بنت
۹۸	۹	کہاے	کہانے	״	״	ستہ	تمہ
۱۰۰	۱۵	جایر	جائز	۱۷۰	۴	تا	[illegible]
۱۰۲	۱۶	ادعوت	دعوت	۱۷۱	۹	لی	ی
۱۰۴	۱۲	بین	مین	״	۱۳	وو	وہ
۱۰۹	۱۷	آپ	آپ نے	״	۱۵	چاہے	چاہیے
״	۱۸	حس	جس	۱۷۲	۹	اولادن	اور اون
۱۱۴	۱۱	نے	سے	۱۷۵	۱۷	بلد	بلکہ
۱۱۸	۹	حال	سال	۱۷۷	۵	ہر	ہو
״	״	مصیعہ	مطبعہ	״	۷	جس کے	جس نے
״	۱۵	ترویلہ	تردید	۱۸۰	۹	تیہ رقم	رقیہ رقم
۱۲۲	۱۸	لے	جانے	۱۸۱	۱۴	جنہودی	سمہودی
۱۲۶	۱۳	ات	رات	۱۸۳	۲	رلھتی	رکھتی
۱۲۹	۱۰	حورشین	حورعین	۱۸۴	۱۵	عنہ	سنہ
۱۳۳	۴	کہا	کہو	۱۸۸	۱۶	ضیعف	ضعیف
۱۳۷	۱۷	روایت	روایت	۱۹۵	۵	ادر	اور
۱۴۶	۱۶	مجکو بذریعہ	مجکو عنایت نامہ بذریعہ	״	۱۹	کے	لئے
۱۴۹	۱۶	روزحیب	روایت	۲۰۳	۲۱	التعالی	السعایہ فی
۱۵۰	۴	ابن الاسد	ابن عبدالاسد	.	.	.	.